ضروریات اہل سنت اور فقہائے احناف

از قلم:

علامہ طارق انور مصباحی

ضروریات اہل سنت اور فقہائے احناف

ازقلم:

علامہ طارق انور مصباحی

Abde Mustafa Publications

ضروریات اہل سنت اور فقہائے احناف (اردو)

از قلم: علامہ طارق انور مصباحی حفظہ اللہ تعالی

Publisher: Abde Mustafa Publications
Digitally Published by Sabiya Virtual Publication
Powered by Abde Mustafa Organisation

Publication Date: August 2023 Total Pages: 147
Edition: 1st
Book No.: SVPBN422

Cover Design & Formatting : Pure Sunni Graphics

All rights reserved.
No part of this publication may be reproduced, distributed, or transmitted in any form or by any means, including photocopying, recording, or other electronic or mechanical methods, without the prior written permission of the publisher, except in the case of brief quotations embodied in critical reviews and certain other noncommercial uses permitted by copyright law.

Copyright © 2023 by Abde Mustafa Publications

we're working together:

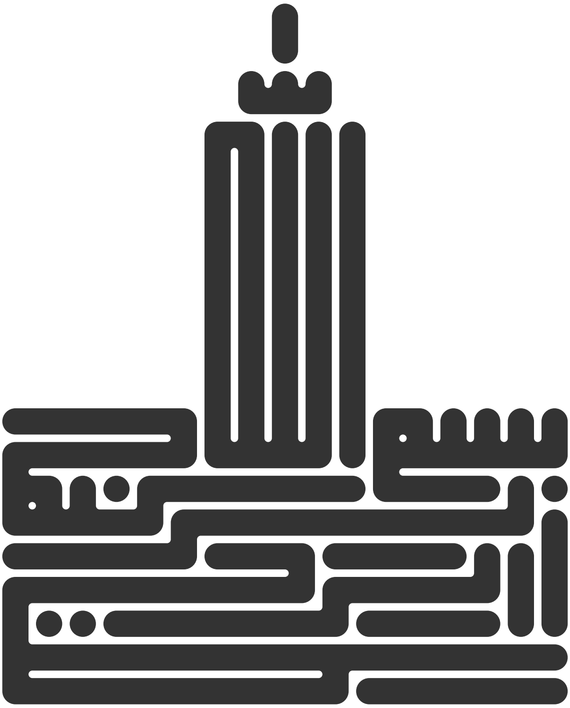

All praise to Allah, the Lord of the Creation,
and countless blessings and peace upon
our Master Muhammad, the leader of the Prophets.

فہرست

ABOUT US 8

مقدمہ 10

ضروریات دین، ضروریات اہل سنت اور اجماعی عقائد 10

باب اول 17

اجتہادی وغیر اجتہادی احکام 17

قطعی الثبوت کی قسمیں: 17

قطعی الدلالت کی قسمیں: 17

قطعی الثبوت کے اقسام 17

قطعی الدلالت کے اقسام 18

دلیل کی چار قسمیں 19

اجتہادی وغیر اجتہادی امور 21

(الف) امام بدرالدین زرکشی شافعی (۷۴۵ھ-۷۹۴ھ) نے رقم فرمایا: 21

(ب) امام ابوالحسن آمدی شافعی (۵۵۱ھ-۶۳۱ھ) نے تحریر فرمایا: 22

(ج) امام جصاص رازی حنفی (۳۰۵ھ-۳۷۰ھ) نے رقم فرمایا: 23

(1) قطعی الثبوت وقطعی الدلالت کی مثال: 25

(2)قطعی الثبوت وظنی الدلالت کی مثال: 25

(3)ظنی الثبوت وقطعی الدلالت کی مثال: 25

(4)ظنی الثبوت وظنی الدلالت کی مثال: 26

(5)کسی مسئلہ کے بارے میں نہ نص موجود ہو، نہ ہی متقدمین کا اجماع ہو تو اجتہاد کے ذریعہ وہ مسئلہ حل کیا جاتا ہے۔ 26

باب دوم 27

ضروریات اہل سنت کی تشریح وتعبیر 27

فصل اول 27

ضروریات اہل سنت کے دلائل قطعی بالمعنیٰ الاعم 27

(6)جس بارے میں نہ نص وارد نہ ہو، نہ ہی اجماع قائم ہو۔ 32

فصل دوم 36

ضروریات اہل سنت کی متعدّد تعبیرات 36

ضروریات دین کی قسم دوم 36

قطعیات غیر ضروریہ 39

قطعیات نظریہ 40

امام غزالی شافعی (۴۵۰ھ-۵۰۵ھ) قدس سرہ العزیز نے رقم فرمایا: 40

علامہ بحر العلوم فرنگی محلی (۱۱۴۲ھ-۱۲۲۵ھ) نے رقم فرمایا: 41

قطعیات اجماعیہ غیر ضروریہ..........42
باب سوم..........44
ضروریات اہل سنت کے انکار کی مختلف صورتیں..........44
ضروریات دین اور ضروریات اہل سنت کی تشریح..........44
امام ابن حجر ہیتمی نے امام تقی الدین سبکی شافعی سے نقل کرتے ہوئے رقم فرمایا:..........45
فصل اول..........47
تاویل کے ساتھ ضروریات اہل سنت کے انکار کا حکم..........47
فتاویٰ رضویہ سے ضروریات اہل سنت سے متعلق سوال وجواب مندرجہ ذیل ہے:..........49
سوال: کیا شیعوں کے سب فرقے اور غیر مقلدین سب سے سب کافر ہیں؟..........49
تاویل کے ساتھ انکار اور بلا تاویل انکار..........50
(1)امام ابن حجر ہیتمی نے رقم فرمایا:..........51
(2)امام اہل سنت قدس سرہ العزیز نے رقم فرمایا:..........52
فصل دوم..........56
ضروریات اہل سنت کا انکار اور غیر حنفی فقہا..........56
(1)علامہ بحر العلوم فرنگی محلی قدس سرہ العزیز نے اجماع کی بحث میں رقم فرمایا:..........56
(2)امام اہل سنت علیہ الرحمۃ والرضوان نے رقم فرمایا:..........57
مسئلہ تکفیر اور مذہب متکلّمین ومذہب فقہا..........59

امام ابن ہمام حنفی نے رقم فرمایا: 60
ضروریات اہل سنت کے انکار پر کفر فقہی کا حکم 61
ضروریات اہل سنت کا انکار اور امام احمد بن حنبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ 62
فصل سوم 64
ضروریات اہل سنت کا انکار اور فقہائے احناف 64
(1) امام ابن حجر ہیتمی نے نقل فرمایا: 64
(2) امام اہل سنت علیہ الرحمۃ والرضوان نے رقم فرمایا: 66
قطعی کی دو قسم ہے: (1) قطعی بالمعنیٰ الاخص (2) قطعی بالمعنیٰ الاعم۔ 68
(3) علامہ فضل رسول بدایونی نے رقم فرمایا: 68
(4) امام اہل سنت قدس سرہ العزیز نے رقم فرمایا: 69
(5) علامہ شامی نے رقم فرمایا: 71
(6) امام حصکفی نے رقم فرمایا: 73
(7) علامہ شامی نے امام حصکفی کے قول کی تشریح میں رقم فرمایا: 73
ضروریات اہل سنت کا تاویل فاسد کے ساتھ انکار کفر فقہی 74
ایک قطعی بالمعنیٰ الاعم مسئلہ کے انکار کی بحث 75
امام فخر الدین قاضی خان نے رقم فرمایا: 79
ضروریات دین کا انکار کفر کلامی 81

تاویل کے ساتھ انکار ہو یا بلا تاویل 81

امام نووی شافعی نے رقم فرمایا: 81

امام ابن حجر ہیتمی شافعی مکی نے رقم فرمایا:........................83

علامہ تفتازانی نے رقم فرمایا: 83

علامہ عبد الحکیم سیالکوٹی نے رقم فرمایا: 85

باب چہارم 88

غیر ضروریات میں تاویل متکلمین کے یہاں کفر نہیں 88

علامہ عبد الحکیم سیالکوٹی (۹۶۸ھ-۱۰۶۷ھ) نے رقم فرمایا: 92

اجماع متصل کی کیفیت اور مرجع 93

تاویلات باطلہ اور ضروریات دین کا انکار 94

امام غزالی (۴۵۰ھ-۵۰۵ھ) نے بعض تاویلات کا ذکر کرنے کے بعد رقم فرمایا: 94

تاویل باطل فقہا اور متکلمین کسی کے یہاں قبول نہیں کی جاتی۔ 100

سوال: کیا تاویل کے سبب ہر قسم کا کفر ختم ہو جاتا ہے؟ یا کوئی خاص کفر ختم ہوتا ہے؟ 101

علامہ تفتازانی کی عبارت کی توضیح........................102

بحر العلوم کی عبارت کی توضیح........................104

امام غزالی کی عبارت کی توضیح........................106

باب پنجم........................108

ضروریات اہل سنت کی تعیین وتشریح 108

فصل اول 108

اجماع قطعی سے ثابت شدہ حکم قطعی بالمعنیٰ الاعم 108

علامہ قاضی محب اللہ بہاری نے رقم فرمایا: 109

امام فخر الاسلام بزدوی نے فرمایا: 109

(1) بحر العلوم فرنگی محلی (۱۱۴۲ھ۔۱۲۲۵ھ) نے عبارت مذکورہ کی شرح میں رقم فرمایا: 110

(2) بحر العلوم فرنگی محلی (۱۱۴۲ھ۔۱۲۲۵ھ) نے عبارت مذکورہ کی شرح میں رقم فرمایا: 112

(3) علامہ بحر العلوم فرنگی محلی قدس سرہ العزیز نے شرح میں رقم فرمایا: 112

متقدمین فقہائے احناف اور تکفیر فقہی 116

غیر اجماع قطعی سے ثابت شدہ احکام ظنی 117

علامہ بحر العلوم فرنگی محلی نے رقم فرمایا: 117

فصل دوم 122

فرض قطعی، فرض اعتقادی وفرض عملی کی تشریح 122

فرض قطعی، فرض اعتقادی وفرض عملی کی دلیل 124

فرض قطعی وفرض اعتقادی میں فرق کیا ہے؟ 127

فرض اعتقادی کی تشریح 127

فرض قطعی پر فرض اعتقادی کا اطلاق 129

باب ششم 131
کفر فقہی اور متاخرین فقہائے احناف 131
علامہ فضل رسول بدایونی قدس سرہ العزیز نے تکفیر فقہی سے متعلق رقم فرمایا: 131
امام اہل سنت قدس سرہ العزیز نے منقولہ بالا عبارت کے حاشیہ میں رقم فرمایا: 132
تکفیر فقہی کا طریقہ صحابہ کرام سے متواتر 133
متاخرین فقہائے کرام اور مسئلہ تکفیر 133
سیف اللہ المسلول علامہ فضل رسول بدایونی قدس سرہ العزیز نے رقم فرمایا: 135
کفر فقہی کی شناعت وقباحت 136
امام اہل سنت قدس سرہ العزیز نے سبحان السبوح میں کافر فقہی سے متعلق رقم فرمایا: 137
خاتمہ 138
مؤلف کے فقہی وکلامی رسائل وکتب........................139
متفرق کتب ورسائل 141

About Us

Abde Mustafa Organisation has been working since 2014 with the aim to propagate the Quran and Sunnah through digital and print media.

• Our departments and activities

We are working in various departments, the details of which are as follows:

• Abde Mustafa Publications

This is our main department where books are published on various languages and subjects. To read our published books, visit our website.

www.abdemustafa.org

• Blog

We publish writings on various languages and subjects, which are scholarly, research-oriented. These writings can be viewed on our blog.

amo.news/blog

• Sabiya Virtual Publication

This platform is for virtual publishing, which means books are published in digital format on the internet. Through this platform, books are continuously being added to the digital library.

amo.news/books

• Roman Books

This department is dedicated to transcribing books into Roman Urdu. Taking into consideration the increasing use of Roman Urdu in the present era, this project has been initiated.

• E Nikah Matrimony Service

This is a Matrimonial service that specifically caters to the Ahle Sunnat community. Through this service, marriages of Sunni individuals are arranged with other Sunni individuals. This service is facilitating Sunnis in finding suitable matches easily.

www.enikah.in

• Nikah Again Service

This service has been initiated to promote polygamy (multiple marriages).

• Technical Sunni

To make technology-related information accessible to the public, we have initiated this campaign. In this, we present technology-related information in a unique manner so that the Ummah can benefit from it.

For obtaining further information or lodging any complaints, please feel free to contact us without hesitation.

Abde Mustafa Official

مقدمہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للہ رب العٰلمین

والصلوٰۃ والسلام علیٰ شفیع المذنبین وآلہ واصحابہ اجمعین

ضروریات دین، ضروریات اہل سنت اور اجماعی عقائد

قطعی اور اجماعی امور غیر اجتہادی ہیں۔ظنی وغیر اجماعی امور اجتہادی ہیں۔

ضروریات دین کی دو قسمیں ہیں ۔ضروریات دین کی قسم اول کو ضروریات دین کہا جاتا ہے۔ضروریات دین کی قسم دوم کو ضروریات اہل سنت کہا جاتا ہے۔ضروریات دین قسم اول کے انکار کی چار صورتیں ہیں۔ان چاروں صورتوں کا اجمالی بیان مندرجہ ذیل ہے۔

(1)ضروریات دین کا مفسر انکار:اس کو کفر کلامی اور کفر متعیّن کہا جاتا ہے۔

(2)ضروریات دین کا بطور نص وظاہر انکار :اس کو کفر فقہی قطعی اور کفر متبین کہا جاتا ہے۔متکلّمین اس کفر کو ضلالت وگمرہی کہتے ہیں۔یہ تعبیری اور اصطلاحی اختلاف ہے۔

(3)ضروریات دین کا ظنی انکار:اس کو کفر فقہی ظنی کہا جاتا ہے۔

(4)ضروریات دین کا مرجوح انکار:اس کو کفر احتمالی کہا جاتا ہے۔اس صورت میں حکم کفر نہیں دیا جاتا ہے،بلکہ حرمت وکراہت یا اسائت وعدم جواز کا حکم دیا جاتا ہے۔

تاویل کے ساتھ انکار اور بلا تاویل انکار

(1)علم قطعی کے بعد ضروریات دین کا انکار تاویل کے ساتھ ہو، یا بلا تاویل ہو، دونوں صورت میں کفر کلامی کا حکم عائد ہوگا،بشرطے کہ انکار مفسر ہو۔

(2)ضروریات اہل سنت کی قطعیت کا علم ہونے کے بعد تاویل کے ساتھ انکار فقہائے احناف اوران کے مؤیدین کے یہاں کفراور متکلّمین کے یہاں گمرہی ہے۔

(3)ضروریات اہل سنت کی قطعیت کا علم ہونے کے بعدان کا بلا تاویل انکار استخفاف بالدین اور کفر کلامی ہے،جب کہ انکار مفسر (صریح متعیّن) ہو۔

رسالہ حاضرہ میں ضروریات اہل سنت کی تشریح وتعبیر اوران کے انکار کا حکم بیان کیا گیا ہے۔ ضروریات اہل سنت کے بعداجماعی عقائدومسائل کا درجہ ہے۔ضروریات دین،ضروریات اہل سنت اوراجماعی عقائد ومسائل اجماعی ہیں ۔ ضروریات دین میں اجماع متّصل پایا جاتا ہے۔ضروریات اہل سنت واجماعی عقائدومسائل میں اجماع مجرد پایا جاتا ہے۔

حضوراقدس تاجدار دوجہاں علیہ الصلوٰۃ والسلام سے متواترامر دینی پر اتفاق کا نام اجماع متّصل ہے۔غیر متواترامر پر اجماع کواجماع مجرد کہا جاتا ہے۔اجماع متّصل کواجماع عام اور اجماع مجرد کو اجماع خاص بھی کہا جاتا ہے۔اجماع مجرد میں اجتہاد کا دخل ہوتا ہے۔اجماع متّصل میں اجتہاد کا دخل نہیں ہوتا ہے،بلکہ اس کا ثبوت حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے قطعی بالمعنیٰ الاخص ہوتا ہے،اوروہ قطعی الدلالت بالمعنیٰ الاخص ہوتا ہے۔خواہ وہ فی نفسہ قطعی الدلالت بالمعنیٰ الاخص ہو،یابیان شارع کے سبب اس کا معنی متعیّن ہوچکا ہو۔

الحاصل قطعی الثبوت بالمعنیٰ الاخص وقطعی الدلالت بالمعنیٰ الاخص امور دینیہ ضروریات دین ہیں ۔ضروریات دین کی متعدّد تعبیرات وتعریفات ہیں ۔ چند تعریفات کا ذکر ہم نے رسالہ :ضروریات دین کی تعریفات میں کیا ہے ۔ ضروریات اہل سنت کی بھی مختلف تعبیرات ہیں ۔ ضروریات اہل سنت ،اجماعی عقائداور شعار اہل سنت (علامات اہل سنت)میں امتیاز لازم ہے ۔ اجماعی عقائد ظنی بالمعنیٰ الاعم امور ہیں اور شعار اہل سنت ظنی بالمعنیٰ الاخص امور بھی ہو سکتے ہیں ، مثلاً مروجہ فاتحہ ،عرس وغیرہ کا جواز ظنی بالمعنیٰ الاخص ہے ،اور یہ شعار اہل سنت میں شمار ہوتے ہیں ۔اسی طرح بعض ضروریات اہل سنت واجماعی عقائد بھی شعار اہل سنت میں شمار ہوتے ہیں ، لیکن تمام شعاراہل سنت ضروریات اہل سنت میں سے نہیں ۔

امام اہل سنت قدس سرہ العزیز نے رقم فرمایا:''عمائد ومشاہیر علمائے اہل سنت وجماعت جس امر میں متفق ہیں ،یعنی عقائد مشہورہ متداولہ ،ان میں ہمارے عام بھائی بلا دغدغہ ان کے ارشادات پر عامل ہوں ۔یوں ہی وہ فرعیات جو اہل سنت اور ان کے مخالفین میں مابہ الامتیاز ہورہے ہوں ،جیسے مجلس مبارک وفاتحہ وعرس واستمداد وندا وامثالہا''۔

(فتاویٰ رضویہ :جلد دوازدہم :ص129 -رضا اکیڈمی ممبئ)

منقولہ بالا عبارت میں مجلس مولود شریف ، مروجہ فاتحہ ،عرس اور مدد کے واسطے اولیا وصالحین کو پکارنے کو علامات اہل سنت وجماعت میں شمار کیا گیا ہے ۔مذکورہ امور کا جواز دلائل ظنیہ سے ثابت ہے ،اور وہ علامات اہل سنت میں سے ہیں ۔

تمام شعار اہل سنت ضروریات اہل سنت نہیں ہے ۔قرون اولیٰ سے مشہور علامات اہل

سنت وجماعت میں تفضیل شیخین، حب ختنین ومسح بر خفین کا شمار ہوتا ہے۔اگر حب ختنین کو ضروریات اہل سنت وجماعت میں شمار کیا جائے تو خلیفہ سوم حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مخالفین و قاتلین مرتکب کبیرہ ہونے کے ساتھ اہل سنت وجماعت سے خارج اور گمراہ وبدعتی قرار پائیں گے،حالاں کہ انہیں صرف مرتکب کبیرہ مانا جاتا ہے۔

ضروریات اہل سنت اور اجماعی عقائد ومسائل میں فرق یہ ہے کہ فقہائے احناف ضروریات اہل سنت کے انکار پر تکفیر فقہی کرتے ہیں اور اجماعی عقائد ومسائل کے انکار پر صرف تضلیل کرتے ہیں۔یہ بھی واضح رہے کہ بعض فقہا جمہور فقہائے کرام کے برخلاف ہر اجماعی امر کے انکار پر تکفیر فقہی کرتے ہیں،خواہ وہ ضروریات اہل سنت میں سے ہو،یا اجماعی عقائد ومسائل کے زمرہ سے،لہٰذا ایسے موقع پر جمہور فقہا کا مذہب معلوم کرنا ہوگا۔

مندرجہ ذیل عبارت میں فاضل حسام چلبی (۶۲۲ھ-۶۸۳ھ) کے حوالے سے ان اجماعی مسائل کا یکجا ذکر ہے،جن کا انکار کفر نہیں،یہ بھی مذکور ہے کہ بعض فقہا نے ہر اجماعی مسئلہ کی مخالفت اور انکار کو کفر قرار دیا ہے۔یہ مرجوح قول ہے۔یہ جمہور فقہا کا مذہب نہیں۔

علامہ شامی نے رقم فرمایا:(ہذا موافق لِمَا قَدَّمْنَاهُ عنه من انه یَکْفُرُ بانکار ما اُجْمِعَ عَلَیْہِ بَعْدَ الْعِلْمِ بِہٖ-ومثله ما فی نور العین عن شرح العمدة-اطلق بعضهم ان مخالف الاجماع یکفر-والحق ان المسائل الاجماعیة تارةً یصحبها التواترُ عن صاحب الشرع کوجوب الخمس-وقد لا یصحبها- فالاول یکفر جاحده لمخالفته التواتر لا لمخالفة الاجماع-الخ۔

ثم نقل فی نور العین عن رسالۃ الفاضل الشہیر''حسام جلبی''من عظماء علماء السلطان سلیم بن با یزید خان-ما نصہ(اذا لم تکن الآیۃُ او الخبر المتواتر قطعی الدلالۃ-اولم یکن الخبر متواترًا-او کان قطعیًّا لکن فیہ شبہۃ -اَوْ لَمْ یَکُنِ الاجماع اجماعَ الجمیع-اوکان-ولم یکن اجماع الصحابۃ-او کان-ولم یکن اجماع جمیع الصحابۃ-اوکان اجماع جمیع الصحابۃ ولم یکن قطعیًّا بان لم یثبت بطریق التواتر-او کان قطعیًّا لکن کان اجماعًا سُکُوْتِیًّا-ففی کل من ہذہ الصور لا یکون الجحود کفرًا-یظہر ذلک لمن نظر فی کتب الاصول-فاحفظ ہذا الاصل-فانہ ینفعک فی استخراج فروعہ-حَتّٰی تَعْرِفَ مِنْہُ صحۃ ما قیل-انہ یلزم الکفر فی موضع کذا-ولا یلزم فی موضع اٰخر-الخ)

(ردالمحتار: جلد چہارم: ص407-مکتبہ شاملہ)

ترجمہ: یہ اس کے موافق ہے جو ہم نے صاحب در مختار کے حوالے سے پہلے بیان کیا کہ اجماعی امر کے علم کے بعد اس کے انکار کے سبب کافر ہو جائے گا، اور اسی کی مثل (امام ابن دقیق العید شافعی کی) شرح عمدۃ الاحکام کے حوالے سے نور العین میں منقول ہے کہ بعض فقہا نے مطلقاً فرمایا کہ اجماع کا مخالف کافر ہے۔

اور حق یہ ہے کہ کبھی حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے تواتر مسائل اجماعیہ کے ساتھ ہوتا ہے، جیسے نماز پنج گانہ کی فرضیت، اور کبھی ان مسائل کے ساتھ تواتر نہیں ہوتا ہے، پس تواتر کی مخالفت کے سبب اول کا منکر کافر ہو گا، نہ کہ اجماع کی مخالفت کے سبب: الخ۔

پھر سلطان سلیم بن بایزید خاں یلدرم کے عظیم علمائے اسلام میں سے مشہور فاضل حسام الدین چلپی کے رسالہ سے نورالعین میں منقول ہے، جس کی عبارت یہ ہے:

جب آیت قرآنیہ یا حدیث متواتر قطعی الدلالت نہ ہو، یا حدیث متواتر نہ ہو، یا (آیت وخبر متواتر) قطعی الدلالت ہو، لیکن اس میں شبہہ ہو، یا اجماع تمام کا اجماع نہ ہو، یا تمام کا اجماع ہو، لیکن صحابہ کرام کا اجماع نہ ہو، یا صحابہ کرام کا اجماع ہو، لیکن تمام صحابہ کرام کا اجماع نہ ہو، یا تمام صحابہ کرام کا اجماع ہو، لیکن قطعی نہ ہو، بایں طور کہ تواتر کے طریقے پر ثابت نہ ہو، یا قطعی ہو، لیکن اجماع سکوتی ہو، پس ان تمام صورتوں میں انکار کفر نہیں ہوگا۔ یہ اس کے لیے ظاہر ہوجائے گا جو کتب اصول میں غور وفکر کرے، پس اس اصل کو محفوظ کرلو، کیوں کہ یہ تم کو اس کے فروع کے استخراج میں فائدہ دے گا، یہاں تک کہ تم اس کی صحت کو جان لوگے جو کہا جائے کہ اس جگہ کفر لازم آئے گا اور دوسری جگہ کفر لازم نہیں آئے گا۔

منقولہ بالا عبارت میں درج ذیل تین صورتیں مستثنیٰ ہیں۔ ان کا انکار کفر ہے۔

(1) آیت قرآنیہ وحدیث متواتر قطعی الدلالت بالمعنیٰ الاخص ہو تو اس کا منکر کافر ہے۔

(2) جس امر دینی پر اجماع متّصل ہو، اس کا منکر کافر ہے۔

(3) جس امر پر صحابہ کرام کا اجماع منصوص (اجماع قولی) ہو، اس کا منکر کافر ہے۔

پہلی اور دوسری صورت میں کفر کلامی کا حکم عائد ہوگا اور تیسری صورت میں کفر فقہی کا حکم نافذ ہوگا۔ حکم کفر نافذ ہونے کے شرائط ہیں جو مقام تفصیل میں بیان کیے جاتے ہیں۔

وما توفیقی الا باللہ العلی العظیم

والصلوٰۃ والسلام علیٰ رسولہ الکریم آلہ العظیم

طارق انور مصباحی

09:جمادی الاولیٰ 1444 مطابق:04:دسمبر 2022=بروز:یک شنبہ

باب اول

باسمہ تعالیٰ وبحمدہ والصلوٰۃ والسلام علیٰ رسولہ الاعلیٰ وآلہ واصحابہ اجمعین

اجتہادی وغیر اجتہادی احکام

قطعی اور اجماعی امور غیر اجتہادی ہیں۔ظنی وغیر اجماعی امور اجتہادی ہیں۔قطعی کی دوقسمیں ہیں:قطعی الثبوت وقطعی الدلالت،پھر دونوں کی درج ذیل دودوقسمیں ہیں:

قطعی الثبوت کی قسمیں:

(1)قطعی الثبوت بالمعنیٰ الاخص (2)قطعی الثبوت بالمعنیٰ الاعم

قطعی الدلالت کی قسمیں:

(1)قطعی الدلالت بالمعنیٰ الاخص (2)قطعی الدلالت بالمعنیٰ الاعم

قطعی کی مذکورہ بالاچاروں قسموں کی تفصیل مندرجہ ذیل ہے۔

قطعی الثبوت کے اقسام

قطعی الثبوت کی دوقسمیں ہیں:قطعی الثبوت بالمعنیٰ الاخص وقطعی الثبوت بالمعنیٰ الاعم

(1)دینی امور میں قطعی الثبوت بالمعنیٰ الاخص وہ امر ہے جو حضوراقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے قطعی طور پر ثابت ہو،اور عدم ثبوت کا احتمال بعید بھی نہ ہو۔

قطعی الثبوت بالمعنیٰ الاخص کی دو قسمیں ہیں۔

(الف)وہ امر دینی جس کو کسی صحابی نے حضور اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام کی زبان مبارک سے سماعت کیا ہو۔ان کے حق میں وہ امر دینی قطعی الثبوت بالمعنیٰ الاخص ہے۔

(ب)اسی طرح جو امر حضور اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام سے متواتر ہو،وہ قطعی الثبوت بالمعنیٰ الاخص ہے۔لفظ متواتر ہو تو وہ لفظ قطعی الثبوت بالمعنیٰ الاخص ہے،جیسے قرآن مجید کے تمام الفاظ وحروف ۔اگر معنی متواتر ہو تو وہ معنی قطعی الثبوت بالمعنیٰ الاخص ہے،جیسے ختم نبوت کا معنی کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بعثت اور دنیا میں جلوہ گری کے اعتبار سے سب سے آخری نبی ہیں ۔آیت قرآنیہ میں وارد لفظ (خاتم النبیین) کا یہی مفہوم حضور اقدس سرور دو جہاں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے متواتر ہے۔

(2)دینی امور میں قطعی الثبوت بالمعنیٰ الاعم وہ امر ہے جو حضوراقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے قطعی طور پر ثابت ہو،لیکن عدم ثبوت کا احتمال بعید ہو،جیسے وہ احادیث طیبہ جو متواتر معنوی ہیں۔

قطعی الدلالت کے اقسام

قطعی الدلالت کی دو قسمیں ہیں:قطعی الدلالت بالمعنیٰ الاخص وقطعی الدلالت بالمعنیٰ الاعم

(1)قطعی الدلالت بالمعنیٰ الاخص وہ ہے کہ اس کے معنی مراد میں دوسرے معنی کا احتمال بعید بھی نہ ہو۔اس کو حنفی اصول فقہ میں ”مفسر“ کہا جاتا ہے۔

(2)قطعی الدلالت بالمعنیٰ الاعم وہ ہے کہ اس کے معنی میں دوسرے معنی کا احتمال بعید ہو۔احتمال قریب نہ ہو۔حنفی اصول فقہ میں نص اور ظاہر قطعی الدلالت بالمعنیٰ الاعم ہیں۔

دلیل کی چار قسمیں

امام اہل سنت قدس سرہ العزیز نے رقم فرمایا:(اقول :بیان ذلک ان الادلة السمعية اربعة:الاول :قطعی الثبوت والدلالة كنصوص القرآن المفسرة والمحكمة والسنة المتواترة التی مفهومها قطعی-الثانی :قطعی الثبوت ظنی الدلالة كالاٰيات المؤولة-الثالث:عكسه كاخبار الاٰحاد التی مفهومها قطعی-الرابع :ظنيهما كاخبار الاٰحاد التی مفهومها ظنی-

فبالاول يثبت الفرض والحرام-وبالثانی والثالث الواجب وكراهة التحريم وبالرابع السنة والمستحب-ثم ان المجتهد قد يقوى عنده الدليل الظنی حتى يصير قريبا عنده من القطعی فما ثبت به يسميه فرضا عمليا لانه يعامل معاملة الفرض فی وجوب العمل ويسمى واجبا نظرًا الیٰ ظنية دليله فهو اقوى نوعی الواجب واضعف نوعی الفرض-بل قد يصل خبر الواحد عنده الیٰ حد القطعی-ولذا قالوا :انه اذا كان متلقى بالقبول جاز اثبات الركن به حتى تثبت ركنية الوقوف بعرفات بقوله صلى اللہ تعالیٰ عليه وسلم :الحج عرفة)

(فتاویٰ رضویہ:جلداول:ص253-252-جامعہ نظامیہ لاہور)

ترجمہ:میں کہتا ہوں اس کا بیان یہ ہے کہ سمعی دلیلیں چار قسم کی ہیں:پہلی دلیل:وہ دلیل جو ثبوت اور دلالت دونوں میں قطعی ہو(ایک تو خود وہ یقینی طور پر ثابت ہو، دوسرے یہ کہ معنی

مطلوب پر اس کی دلالت اور اس سے مقصود کا اثبات بھی قطعی و یقینی ہو) جیسے قرآنِ کریم کی مفسر و محکم نصوص اور وہ حدیث متواتر جس کا معنی قطعی ہو۔

دوسری: وہ دلیل جو ثبوت میں قطعی اور دلالت میں ظنی ہو، جیسے وہ آیات جن کے معنی میں تاویل کی گئی ہے۔

تیسری: اس کے برعکس (وہ دلیل جو ثبوت میں ظنی اور دلالت میں قطعی ہو) جیسے وہ احادیثِ آحاد جن کا معنی قطعی ہے۔

چوتھی: وہ دلیل جو ثبوت و اثبات دونوں میں ظنی ہو، جیسے وہ اخبار آحاد جن کا معنی ظنی ہے۔

قسم اوّل سے فرض و حرام، دوم و سوم سے واجب و کراہت تحریم اور چہارم سے سنّت و مستحب کا ثبوت ہوتا ہے، پھر مجتہد کی نظر میں دلیل ظنی کبھی اتنی قوی ہو جاتی ہے کہ اس کے نزدیک وہ قطعی کے قریب پہنچ جاتی ہے تو ایسی دلیل سے جو حکم ثابت ہوتا ہے، اسے وہ فرض عملی کہتا ہے، کیوں کہ وجوبِ عمل کے بارے میں اس کے ساتھ فرض کا معاملہ ہوتا ہے۔

اور اسے اس کی دلیل کی ظنیت کا لحاظ کرتے ہوئے واجب بھی کہا جاتا ہے تو یہ واجب کی دونوں قسموں (اعتقادی و عملی) میں سے اقویٰ اور فرض کی دونوں قسموں (اعتقادی و عملی) میں سے اضعف ہے۔ بلکہ مجتہد کے نزدیک کبھی خبرِ واحد بھی قطعی کی حد تک پہنچ جاتی ہے، اسی لیے علما نے فرمایا ہے کہ خبرِ واحد جب قبول مجتہدین سے سرفراز ہو تو اس سے رکنیت کا بھی اثبات ہو سکتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ عرفات میں وقوف کی رکنیت حضور اکرم شفیع محشر صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ارشاد (الحج عرفۃ) (حج وقوفِ عرفہ ہے) سے ثابت ہوئی۔

اجتہادی و غیر اجتہادی امور

اجماعی و قطعی دینی امور میں اجتہاد کی اجازت نہیں۔ایسے دینی امور کے تین درجات ہیں،اور تینوں کے احکام جداگانہ ہیں۔امور ثلاثہ مندرجہ ذیل ہیں۔

(1)ضروریات دین(قطعی الثبوت وقطعی الدلالت دینی امور)

(2)ضروریات اہل سنت(قطعی بالمعنی الاعم دینی امور)

(3)اجماعی عقائداور وہ اجماعی مسائل کہ جن میں ماقبل میں اختلاف نہ ہو۔

وہ احکام شرعیہ جو قرآن اور حدیث متواتر سے صراحۃً ثابت ہوں،یعنی دلیل ومدلول دونوں قطعی بالمعنی الاخص ہوں،ان میں قیاس وتاویل کی گنجائش نہیں،بلکہ ان مسائل میں قرآن وسنت کی نصوص ہی پر عمل کرنا ہے۔

(الف)امام بدرالدین زرکشی شافعی(۷۴۵ھ-۷۹۴ھ)نے رقم فرمایا:

(المجتهد فيه وهوكل حكم شرعى عملى اوعلمى يقصد به العلم ليس فيه دليل قطعى-فخرج بالشرعى العقلى فالحق فيها واحد-والمراد بالعملى ما هوكسب للمكلف اقدامًا واحجامًا-وبالعلمى ما تضمنه علم الاصول من المظنونات التى يستند العمل اليها-وقولنا ليس فيها دليل قاطع،احترازًا عما وجد فيه ذلك من الاحكام-فانه اذا ظفرفيه بالدليل، حرم الرجوع الى الظن) (البحرالمحيط : جلد ششم :ص227)

ترجمہ:مجتہد فیہ،ہر وہ علمی یا عملی شرعی حکم ہے جس کے علم کا قصد کیا جائے اور اس بارے میں دلیل قطعی نہ ہو،پس شرعی کی قید سے حکم عقلی نکل گیا،اس لیے کہ اس میں ایک ہی حق ہوتا ہے

(عقلی سے مراد علوم اعتقادیہ ہیں اور علوم اعتقادیہ قطعیہ میں ایک حق اور حق کے علاوہ سب باطل ہیں)اور عملی سے مراد وہ ہے جو بندئہ مکلف کا کسب ہو،کرنے یا نہ کرنے کے اعتبار سے،اور علمی سے مراد وہ ہے کہ جن امور ظنیہ کو علم اصول شامل ہو کہ جن کی طرف عمل منسوب ہوتا ہے،اور ہمارا یہ قول کہ اس بارے میں دلیل قطعی نہ ہو،ان احکام سے احتراز کرنا ہے جن کے بارے میں دلیل قطعی ہو،اس لیے کہ جب اس بارے مں دلیل قطعی مل گئی تو ظن کی طرف رجوع کرنا حرام ہو گیا۔

(ب)امام ابوالحسن آمدی شافعی(۵۵۱ھ-۶۳۱ھ)نے تحریر فرمایا:

(واما ما فیه الاجتهاد-فما کان من الاحکام الشرعیة دلیله ظنی- فقولنا(من الاحکام الشرعیة)تمییزله عما کان من القضایا العقلیة واللغویة وغیره وقولنا(دلیله ظنی)تمییز له عما کان دلیله منها قطعیا کالعبادات الخمس ونحوہا فانہا لیست محلًّا للاجتهاد فیہا-لان المخطیء فیہا یعد اٰثمًا و المسائل الاجتهادیة ما لا یعد المخطیء فیہا باجتهاده اٰثمًا)

(الاحکام فی اصول الاحکام:جلد چہارم:ص221)

ترجمہ:لیکن وہ جس میں اجتہاد ہو سکے،پس وہ احکام شرعیہ میں سے ایسے احکام ہیں کہ جن کی دلیل ظنی ہو،پس ہمارا قول ”من الاحکام الشرعیہ“ احکام اجتہادیہ کو جدا کرنا ہے ان احکام سے جو قضایا عقلیہ وقضایا لغویہ وغیرہ میں سے ہو(یعنی اجتہاد شرعی صرف احکام شرعیہ میں جاری ہوتا ہے،نہ کہ احکام عقلیہ وغیرہ میں)اور ہمارا قول ”دلیلہ ظنی“ احکام کو جدا کرنا ہے ان احکام سے

جن کی دلیل قطعی ہو جیسا کہ فرائض خمسہ (نماز پنجگانہ) وغیرہا، پس فرائض خمسہ محل اجتہاد نہیں ہیں، اس لیے کہ ان میں غلطی کرنے والا گناہگار شمار کیا جائے گا اور مسائل اجتہادیہ میں اپنے اجتہاد کے ذریعہ خطا کرنے والا گناہگار شمار نہیں کیا جاتا ہے۔

(ج) امام جصاص رازی حنفی (۳۰۵ھ-۳۷۰ھ) نے رقم فرمایا:

(واما الاجتہاد فهو بذل المجهود فيما يقصده المجتهد ويتحراه-الا انه قد اختص فی العرف باحکام الحوادث التی ليس لله تعالٰی عليه دليل قائم يوصل الی العلم بالمطلو ب منها-لان ماکان لله عزوجل عليه دليل قائم،لايسمی الاستدلال فی طلبه اجتہادًا-اَ لَا تَرٰی اَنَّ اَحَدًا لَا يَقُوْلُ :ان علم التوحيد وتصديق الرسول صلی الله عليه وسلم من باب الاجتہاد۔

وكذلک ماکان لله تعالٰی عليه دليل قائم من احکام الشرع،لا يقال :انه من باب الاجتہاد-لان الاجتہاد اسم قد اختص فی العرف وفی عادة اهل العلم بما كُلِّفَ الانسان فيه غالب ظنه ومبلغ اجتہاده-دون اصابة المطلوب بعينه-فاذا اجتہد المجتہد فقد ادّٰی ماکلف وہوما اداه اليه غالب ظنه-وعلم التوحيد وما جرٰی مجراه مما لله عليه دلائل قائمة،کلفنا بها اصابة الحقيقة لظهور دلائله ووضوح اٰياته)

(الفصول فی الاصول: جلد چہارم: ص 11)

ترجمہ: لیکن اجتہاد پس وہ کوشش کو صرف کرنا ہے اس کے بارے میں کہ مجتہد جس کا قصد اور عزم رکھتا ہو، مگر یہ کہ عرف میں یہ اصطلاح خاص ہو چکی ہے ان حوادث کے احکام کے ساتھ

کہ جس پر رب تعالیٰ کی جانب سے کوئی ایسی دلیل صریح قائم نہیں ہے جس کے ذریعے ان حوادث کے مطلوبہ علم تک پہنچا جاسکے،اس لیے کہ جس پر رب تعالیٰ کی کوئی دلیل قائم ہے،اس کی طلب میں استدلال کرنے کا نام اجتہاد نہیں رکھا جاتا ہے۔

کیا آپ دیکھتے نہیں کہ کوئی نہیں کہتا کہ توحید کا علم اور حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تصدیق اجتہاد کے باب سے ہے،اور اسی طرح احکام شرع میں سے وہ حکم جس پر اللہ تعالیٰ کی دلیل قائم ہے،اس کے بارے میں نہیں کہا جاتا کہ یہ اجتہاد کے باب سے ہے،اس لیے کہ اجتہاد ایسا اسم ہے کہ عرف میں اور اہل علم کی اصطلاح میں خاص ہوگیا ہے اس کے ساتھ جس کے بارے میں انسان اپنے ظن غالب اور اپنے مبلغ اجتہاد کا مکلف ہے،نہ کہ بعینہ مطلوب کے پانے کا،پس جب مجتہد اجتہاد کرلے تو اس نے اس کو ادا کردیا جس کا وہ مکلف ہے،اور یہ وہ ہے جس تک اس کا ظن غالب مؤدی ہو،اور علم توحید اور جو اس کے قائم مقام ہے،ان میں سے ہے جس پر رب تعالیٰ کے دلائل قائم ہیں،اس کے دلائل کے ظاہر ہونے اور اس کی نشانیوں کے واضح ہونے کی وجہ سے ہم اس بارے میں حقیقت تک پہنچنے کے مکلف ہیں۔

مسئلہ کا یقینی اور ظنی ہونا دلیل کے اعتبار سے ہوتا ہے۔دلیل کے اعتبار سے مسائل شرعیہ کی پانچ قسمیں ہیں:(1)دلیل اگر قطعی الثبوت وقطعی الدلالت ہو تو اس سے ثابت ہونے والے مسئلے میں اجتہاد جاری نہیں ہوگا۔خواہ وہ اعتقادیات کے قبیل سے ہو یا عملیات کے باب سے ہو (2)دلیل قطعی الثبوت ظنی الدلت ہو(3)یا ظنی الثبوت قطعی الدلالت ہو(4)یا ظنی الثبوت ظنی الدلالت ہو(5)یا کسی مسئلہ کے بارے میں نہ نص موجود ہو،نہ ہی متقدمین کا اجماع ہو تو

ان اقسام اربعہ میں اجتہاد جاری ہوگا۔

(1) قطعی الثبوت وقطعی الدلالت کی مثال:

(قل ھو اللہ احد) (سورہ اخلاص)

منقوشہ بالا آیت مقدسہ توحید الٰہی کے اثبات کے لیے قطعی الدلالت ہے، کیوں کہ "احد" کا معنی "ایک" ہے، اور یہ اس لفظ کا متعیّن وخاص معنی ہے، اور یہ آیت قطعی الثبوت بھی، کیوں کہ قرآن مجید کی ساری آیات طیبہ اعلیٰ درجہ کے تواتر کے ساتھ منقول ہیں۔

(2) قطعی الثبوت وظنی الدلالت کی مثال:

(والمطلقٰت یتربصن بانفسھن ثلٰثۃ قرؤ) (سورہ بقرہ: آیت 288)

مرقومہ بالا آیت کریمہ عدت طلاق سے متعلق ہے۔ لفظ "قروء" دو معنی، حیض وطہر کے درمیان مشترک ہے، اور مشترک ظنی الدلالت ہوتا ہے، پس "قروء" کے معنی کی تعیین کے لیے اجتہاد ہوگا، اسی لیے بعض فقہائے کرام نے لفظ قروء سے طہر مراد لیا اور بعض دیگر فقہائے کرام نے قروء سے حیض مراد لیا ہے۔

(3) ظنی الثبوت وقطعی الدلالت کی مثال:

(فی اربع وعشرین من الابل فما دونها من الغنم من کل خمس شاۃ)

(صحیح البخاری: جلد اول: ص 195)

مجتہد اس حدیث کی سند میں غور کرے گا، پس جب اس کی سند ثابت ہو بایں طور کہ وہ حدیث

حسن یا صحیح ہو تو مجتہد ہر پانچ اونٹ میں ایک بکری کی زکوٰۃ کے وجوب کا حکم دے گا۔

یہ حدیث غیر متواتر ہے، نہ متواتر لفظی ہے، نہ متواتر معنوی، لہٰذا یہ ظنی الثبوت ہے، اور اعداد اپنے مفہوم پر قطعی طور پر دلالت کرتے ہیں، لہٰذا یہ حدث قطعی الدلالت ہوئی۔

(4)ظنی الثبوت وظنی الدلالت کی مثال:

(لا صلوٰۃ لمن لم یقرأ بفاتحۃ الکتاب)(صحیح البخاری: باب وجوب القرأۃ للامام والماموم: جلد اول: ص104)

یہ حدیث ظنی الثبوت ہے، کیوں کہ یہ متواتر نہیں ہے اور یہ ظنی الدلالت بھی ہے، کیوں کہ اس حدیث کا دو مفہوم ہو سکتا ہے:

ایک مفہوم یہ کہ بغیر سورہ فاتحہ نماز کامل نہیں ہوگی اور دوسرا مفہوم یہ کہ بلا سورہ فاتحہ نماز ادا ہی نہیں ہوگی، پس مجتہد غور وفکر کے ذریعہ کسی ایک مفہوم کو متعیّن کرے گا۔

(5)کسی مسئلہ کے بارے میں نہ نص موجود ہو، نہ ہی متقدمین کا اجماع ہو تو اجتہاد کے ذریعہ وہ مسئلہ حل کیا جاتا ہے۔

مجتہدین امت اجتہاد کے ذریعہ ایسے ہی مسائل کے احکام بیان کرتے ہیں، جن کے بارے میں نص موجود نہ ہو، نہ اجماع ہو، اور قسم دوم وقسم چہارم میں کسی ایک مفہوم کا تعین کرتے ہیں اور قسم سوم میں سند کے بارے میں غور وفکر کرتے ہیں۔

وماتوفیقی الا باللہ العلی العظیم::والصلوٰۃ والسلام علیٰ رسولہ الکریم::وآلہ العظیم

باب دوم

باسمہ تعالیٰ وبحمدہ والصلوٰۃ والسلام علیٰ رسولہ الاعلیٰ وآلہ واصحابہ اجمعین

ضروریات اہل سنت کی تشریح وتعبیر

قطعی کلامی کی دوقسمیں ہیں:قطعی بالمعنیٰ الاخص وقطعی بالمعنیٰ الاعم۔قطعی بالمعنیٰ الاخص ضروریات دین ہیں اور قطعی بالمعنیٰ الاعم ضروریات اہل سنت ہیں ۔فقہائے کرام ظنی بالمعنیٰ الاعم کو بھی قطعی بالمعنیٰ الاعم کہتے ہیں،وہ قطعیات کی قسم سوم ہے۔قطعیات کی قسم سوم اجماعی عقائدومسائل ہیں۔ ان کی تفصیل ہمارے رسالہ:قطعیات اربعہ وظنیات میں مرقوم ہے۔

فصل اول

ضروریات اہل سنت کے دلائل قطعی بالمعنیٰ الاعم

ضروریات اہل سنت کا ثبوت ان دلیلوں سے ہوتا ہے،جس میں احتمال بلادلیل ہوتا ہے ،یعنی قطعی بالمعنیٰ الاعم دلائل سے ہوتا ہے۔ضروریات اہل سنت کے انکار پر فقہائے احناف اور ان کے مؤیدین کفرفقہی کاحکم کرتے ہیں اور متکلّمین حکم ضلالت نافذکرتے ہیں۔

امام قاضی عیاض مالکی نے رقم فرمایا:(ذہب عبید اللّٰہ بن الحسن العنبری الی

تصویب اقوال المجتهدين فی اصول الدين فِيمَا كَانَ عُرْضَةً لِلتَّاوِيْلِ- وَفَارَقَ فی ذٰلک فرق الامة-اِذْ اَجمَعُوْا سواه علٰی ان الحق فی اصول الدين فی واحد والمخطیء فيه اٰثِمٌ عاصٍ فاسقٌ-وانما الخلاف فی تکفيره)

(کتاب الشفاء: جلد دوم:ص 281)

ترجمہ:عبید اللہ بن حسن عنبری معتزلی(م۱۶۸ھ) نے ان اصول دین میں اجتہاد کرنے والوں کے اقوال کے صحیح ہونے کا مذہب اختیار کیا،جن میں تاویل کی گنجائش ہو،اور اس مسئلہ میں امت کی تمام جماعتوں سے الگ ہوگیا،کیوں کہ اس کے علاوہ تمام لوگوں کا اس پر اجماع ہے کہ اصول دین میں ایک ہی حق ہے اور اس میں خطا کرنے والا آثم وعاصی وفاسق ہے اور صرف اس کی تکفیر میں اختلاف ہے۔

ضروریات دین اور ضروریات اہل سنت دونوں کا شمار اصول دین میں ہوتا ہے۔

دونوں میں اجتہاد جائز نہیں ۔اسی طرح دیگر اجماعی امور میں بھی اجتہاد جائز نہیں ، خواہ وہ اجماعی امور عقائد کے قبیل سے ہوں،یاعملی مسائل کے زمرہ سے۔

قابل تاویل اصول دین ضروریات اہل سنت ہیں ۔ ان میں جانب مخالف کاعقلی احتمال (احتمال بعید)ہوتا ہے ،لیکن اس پر کوئی دلیل نہیں ہوتی ،یعنی مضمحل وناقابل اعتبار دلیل بھی نہیں ہوتی۔یہ قطعی بالمعنیٰ الاعم ہے اور قطعی کی دوسری قسم ہے۔

قطعی کی قسم اول قطعی بالمعنیٰ الاخص ہے ،جس میں جانب مخالف کاعقلی احتمال بھی نہیں ہوتا ۔ایسے دینی امور ضروریات دین ہیں۔ متکلمین انہی دو قسموں کو قطعی کہتے ہیں۔

فقہائے کرام کے یہاں قطعی کی ایک تیسری قسم بھی ہے، یعنی جس میں جانب مخالف کا احتمال ہو، اور اس احتمال پر کوئی مضمحل و ناقابل اعتبار دلیل ہو، وہ بھی قطعی ہے۔ چوں کہ یہ دلیل ناقابل اعتبار ہوتی ہے، لہٰذا فقہائے کرام اپنے اصول وقوانین کے مطابق اس مضمحل دلیل کا لحاظ نہیں فرماتے۔ اس قطعی سے ضروریات اہل سنت کا ثبوت نہیں ہوتا۔ فقہائے کرام اس قسم سوم کو بھی قطعی بالمعنیٰ الاعم کہتے ہیں، اور متکلّمین کے یہاں جو قطعی بالمعنیٰ الاعم اور قطعی بالمعنیٰ الاخص ہیں ،فقہائے کرام ان دونوں قطعیات کو قطعی بالمعنیٰ الاخص کہتے ہیں۔

کتاب الشفا کی منقولہ بالا عبارت میں ”فیما کان عرضۃ للتاویل“ سے قطعی بالمعنیٰ الاعم امور دینیہ مراد ہیں، جن کی دلیل میں احتمال بعید کی گنجائش ہوتی ہے۔ ایسے امور دینیہ ضروریات اہل سنت میں شمار ہوتے ہیں۔ اس عبارت سے یہ بھی معلوم ہوا کہ اصول دین میں دونوں قسم کے امور دینیہ کا شمار ہوتا ہے۔ جن اصول دین کے دلائل میں احتمال بعید ہو، ان کو ضروریات دین قسم دوم میں شمار کیا جاتا ہے۔ ضروریات دین کی قسم دوم کو ضروریات اہل سنت کہا جاتا ہے۔ ضروریات دین ناقابل تاویل امور دینیہ ہیں۔

عنبری کے قول میں ضروریات دین مراد نہیں ہیں، یعنی اس نے ضروریات دین میں اجتہاد کرنے والوں کو صحیح نہیں کہا، بلکہ ضروریات اہل سنت میں اجتہاد کرنے والے کو صحیح کہا۔

امام اہل سنت قدس سرہ العزیز نے رقم فرمایا: (الذی نقل عن العنبری ہو استثناء ضروریات الدین -اَ لَا تَرٰی الی قولہ :فیما کان عرضۃ للتاویل)

(المعتمد المستند: ص214-المجمع الاسلامی مبارک پور)

ترجمہ: عنبری معتزلی سے جو منقول ہے، وہ ضروریات دین کا استثنا ہے۔ کیا تم عنبری کا قول (جس میں تاویل کی گنجائش ہو) نہیں دیکھتے۔

عنبری معتزلی نے صراحت کردی ہے کہ جن اصول دین میں تاویل (تاویل بعید) کی گنجائش ہو، اس میں اجتہاد کرنے والا صحیح و غیر خاطی ہے۔ ضروریات دین کی دلیل میں تاویل کی گنجائش نہیں ہوتی ہے، پس عنبری کے قول سے ضروریات دین مستثنیٰ ہیں۔

اہل سنت و جماعت کا عقیدہ ہے کہ اصول دین میں ایک ہی قول حق ہے۔ اس کے علاوہ سب باطل۔ اصول دین کی دونوں قسموں کے انکار کا حکم جداگانہ ہے۔

ظنی امور کے دلائل میں بھی تاویل کی گنجائش ہوتی ہے، لیکن یہ ظنی امور اصول دین نہیں ، بلکہ فروع دین ہیں اور کتاب الشفا کی مذکورہ عبارت میں اصول دین کی بحث ہے۔

ملا علی قاری حنفی نے رقم فرمایا: (قد ذہب (الی تصویب اقوال المجتہدین) اجمعین (فی اصول الدین) ولوکانوا من المبتدعین (فیما کان عرضۃ للتاویل) ای قابلا لہ مما لم یرد فیہ نص صریح کتاویل المعتزلۃ انہ تعالیٰ متکلم بخلقہ الکلام فی جسم متمسکین بشجرۃ موسی علیہ الصلوٰۃ والسلام (وفارق) العنبری (فی ذلک) القول (فرق الامۃ) ای طوائفہا من الناجیۃ وغیرہا (اذ اجمعوا سواہ علی ان الحق فی اصول الدین واحد والمخطئ فیہ آثم عاص فاسق وانما الخلاف فی تکفیرہ) علی ما سبق بعض تحریرہ-واما فروع الدین فالمخطئ فیہا معذور بل ماجور باجر واحد- والمصیب لہ اجران کما فی حدیث ورد بذلک)

(شرح الشفا جلد دوم:ص 507-دار الکتب العلمیہ بیروت)

ترجمہ:عبید اللہ عنبری معتزلی نے ان اصول دین میں تمام اجتہاد کرنے والوں کے اقوال کے صحیح ہونے کا مذہب اختیار کیا،گرچہ وہ مجتہدین اصحاب بدعت ہوں،جن اصول دین میں تاویل کی گنجائش ہو،یعنی وہ قابل تاویل ہوں،جن میں نص صریح وارد نہ ہوں، جیسے شجر موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام سے استدلال کرتے ہوئے معتزلہ کی تاویل کہ اللہ تعالیٰ کسی جسم میں اپنے کلام کو پیدا فرما کر کلام فرماتا ہے۔

اور عبید اللہ عنبری اس قول میں امت کی تمام ناجی و غیر ناجی جماعتوں سے جدا ہو گیا،کیوں کہ عنبری کے علاوہ تمام جماعتوں کا اس پر اجماع ہے کہ اصول دین میں ایک ہی حق ہے،اور اس (قابل تاویل اصول دین)میں خطا کرنے والا آثم،عاصی و فاسق ہے،اور صرف اس کی تکفیر میں اختلاف ہے،جیسا کہ اس کی بعض تشریح گزر چکی۔

اور لیکن فروع دین،پس اس میں خطا کر جانے والا معذور،بلکہ ایک ثواب کا مستحق ہے، اور صحت کو پانے والے کے لیے دو اجر ہے،جیسا کہ حدیث میں اس کا بیان آیا۔

فروع دین سے امور عملیہ اجتہادیہ یعنی مسائل فقہیہ اجتہادیہ مراد ہیں،جو ظنی ہوتے ہیں جن میں اجتہاد جائز ہے۔مجتہد اپنے دلائل کی روشنی میں ظنی امور میں اختلاف کرے تو یہ جائز و صحیح ہے۔اگر حق کو پالے تو دو اجر ہے،لغزش ہو جائے تو ایک اجر ہے۔

قطعیات کی دونوں قسموں یعنی قطعی بالمعنی الاخص و قطعی بالمعنی الاعم میں اجتہاد جائز نہیں۔اسی طرح جن ظنی امور پر اجماع قائم ہو،ان میں بھی اجتہاد جائز نہیں۔ایسے امور فقہائے کرام کے

یہاں قطعیات کی قسم سوم میں شامل ہیں ۔قطعیات کی قسم سوم کا منکر گمراہ وبدعتی (گمراہ محض)قرار پاتا ہے۔وہ کافر کلامی وکافر فقہی نہیں ہوتا ہے، جیسے تفضیلیہ۔

مندرجہ ذیل امور میں اجتہاد جائز نہیں:

(1)قطعی الثبوت بالمعنیٰ الاخص وقطعی الدلالت بالمعنیٰ الاخص۔

(2)قطعی الثبوت بالمعنیٰ الاخص وقطعی الدلالت بالمعنیٰ الاعم۔

(3)قطعی الثبوت بالمعنیٰ الاعم وقطعی الدلالت بالمعنیٰ الاخص۔

(4)قطعی الثبوت بالمعنیٰ الاعم وقطعی الدلالت بالمعنیٰ الاعم۔

مندرجہ ذیل امور میں اجتہاد جاری ہوگا۔

(1)قطعی الثبوت بالمعنیٰ الاخص وظنی الدلالت

(2)قطعی الثبوت بالمعنیٰ الاعم وظنی الدلالت

(3)ظنی الثبوت وقطعی الدلالت بالمعنیٰ الاخص

(4)ظنی الثبوت وقطعی الدلالت بالمعنیٰ الاعم

(5)ظنی الثبوت وظنی الدلالت

(6)جس بارے میں نہ نص وارد نہ ہو، نہ ہی اجماع قائم ہو۔

امام شہاب الدین خفاجی حنفی مصری نے رقم فرمایا:(وذہب(الی تصویب اقوال المجتہدین)ای القول بانہا صواب(فی اصول الدین)ما یتعلق بالاعتقاد کالاجتہاد فی الفروع (فیما کان عرضۃ)ای قابلا(للتاویل)وفی الاساس: فرس عرضۃ للسباق

ای قوية عليه مطيقة له،انتهى،كانه لقابليته تعرض له۔

(وفارق)ای خالف العنبری(فی ذلک)القول الذی قاله فی تجویزه الاجتهاد فی اصول الدين وفارق(فرق الامة)من علماء الشرع والسنة والمتكلمين،فانها امور سمعية لابد فيها من نقل صحيح(اذ اجمعوا)ای علماء الامة(سواه)ای غير العنبری(على ان الحق فی اصول الدين) والعقائد(فی واحد)لا يقبل التعدد لبراهينه القطعية فليس كالفروع التی ہی محل الاجتہاد۔

وذہب بعضهم الى ان كل مجتهد فيها مصيب-وفی نسخة ''فی الواحد''(والمخطئ فيه)الذی لم يصادف الحق الواحد(آثم عاص فاسق) لعدوله عن الحق برأيه(وانما الخلاف فی تكفيره)باجتهاده المخطئ فيما ليس محل الاجتهاد-وانما محله الفروع العملية فهو مثاب فی اجتهاده سواء قلنا:المصيب واحد ام لا؟على ما اشتهر فی الاصول-اما فی اصول الدين فالمصيب واحد قطعًا فلا وجه للاجتهاد فيهاوان بذل وسعه وجهده)

(نسیم الریاض:جلد ششم:ص338-دار الکتب العلمیہ بیروت)

ترجمہ:عبید اللہ عنبری نے فروعی مسائل میں اجتہاد کی طرح اعتقاد سے تعلق رکھنے والے قابل تاویل اصول دین میں اجتہاد کرنے والوں کے اقوال کے صحیح ہونے کا مذہب اختیار کیا کہ وہ اقوال صحیح ہیں۔

اساس البلاغہ میں ہے:گھوڑی گھڑدوڑ (ریس) کے قابل ہے،یعنی مقابلے کی قوت وطاقت

رکھنے والی ہے۔(اساس کی عبارت مکمل ہوئی)، گویا کہ وہ گھوڑی اپنی لیاقت کے سبب مقابلہ کے لیے پیش کی جاتی ہے۔

اور عبید اللہ عنبری معتزلی امت کی تمام جماعتوں یعنی سنت و شریعت کے علما اور متکلّمین سے جدا ہو گیا، یعنی اس نے مخالفت کی اس قول میں جو اس نے اصول دین میں اجتہاد کو جائز قرار دینے سے متعلق کہا، کیوں کہ یہ سمعی امور ہیں، ان میں نقل صحیح ضروری ہے، اس لیے کہ عنبری کے علاوہ سبھوں نے یعنی علمائے امت نے اس پر اجماع کیا کہ اصول دین اور عقائد میں ایک حق ہے، وہ (اصول دین و عقائد) اپنے قطعی دلائل کے سبب تعدد کو قبول نہیں کرتے ہیں، پس اصول دین ان فروع کی طرح نہیں جو محل اجتہاد ہیں۔

اور بعض معتزلہ اس جانب گئے کہ اصول دین میں ہر اجتہاد کرنے والا صحیح ہے۔

اور ایک نسخہ میں (فی واحد کی جگہ) فی الواحد ہے۔

اور اصول دین میں خطا کرنے والا، جس نے ایک حق (حق جو ایک ہے) کو نہ پایا، آثم، عاصی و فاسق ہے، اس کے اپنی رائے کے سبب حق سے عدول کرنے کے سبب۔

صرف اس کی تکفیر میں اختلاف ہے، اس کے اس امر میں اجتہادی خطا کر جانے کے سبب جو محل اجتہاد نہیں ہے، اور محل اجتہاد فروع عملیہ ہیں، پس فروع عملیات میں اجتہاد کرنے والا اپنے اجتہاد میں ثواب پانے والا ہے، خواہ ہم کہیں کہ: صحت کو پانے والا ایک ہے، یا یہ نہ کہیں، جیسا کہ اصول فقہ کی کتابوں میں مشہور ہے، لیکن اصول دین (عقائد) میں صحت کو پانے والا یقینی طور پر ایک ہے، پس اصول دین میں اجتہاد کی کوئی صورت نہیں، اگرچہ اپنی کوشش و محنت صرف

کرے۔

اصول دین میں قابل تاویل امور سے ضروریات دین کی قسم دوم مراد ہے جو قطعی بالمعنیٰ الاعم دلائل سے ثابت ہوتی ہیں۔اس کے منکر کی تکفیر میں اختلاف ہے۔متکلّمین اس کے منکر کو ضال وگمراہ کہتے ہیں اور فقہائے احناف اوران کے مؤیدین کافر فقہی کہتے ہیں۔

قطعی علم ہونے کی حالت میں ضروریات دین کا انکار ہوتوکفر کلامی ہے،خواہ تاویل کے ساتھ انکار ہو،یابلا تاویل۔ضروریات اہل سنت کی قطعیت کا علم ہونے کے بعد تاویل فاسد کے ساتھ ان کے انکار پر فقہائے احناف اوران کے مؤیدین حکم کفر عائد کرتے ہیں اور متکلّمین اور بہت سے فقہا ضلالت وگمرہی کا حکم نافذ کرتے ہیں۔

نسیم الریاض کی عبارت اس طرح ہونی چاہئے:(کانہا لقابلیتہا تعرض لہ)
شاید کاتب کی بے توجہی کے سبب تبدیلی آگئی ہوگی۔

اساس البلاغہ میں ہے:(ہذہ الفرس عرضة للسباق-ای قویة علیه مطیقة له)(اساس البلاغہ:جلد دوم :ص 102-مکتبہ شاملہ)

لفظ فرس مذکرومؤنث دونوں کے لیے مستعمل ہوتا ہے۔کبھی مؤنث کے لیے لفظ (فرسۃ) کا استعمال ہوتا ہے۔اساس البلاغہ میں مؤنث اسم اشارہ (ہذہ)اور مؤنث صفات (قویۃ ومطیقۃ) سے ظاہر ہے کہ یہاں مؤنث یعنی گھوڑی مراد ہے:واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

فصل دوم

ضروریات اہل سنت کی متعدّد تعبیرات

ضروریات دین کی متعدّد تعریفات ہمارے رسالہ: ”ضروریات دین کی تعریفات“ میں مرقوم ہیں۔ضروریات دین قطعی الثبوت وقطعی الدلالت بالمعنیٰ الاخص امور ہیں۔

قطعی بالمعنیٰ الاخص دینی امور ضروریات دین ہیں اور قطعی بالمعنیٰ الاعم دینی امور ضروریات اہل سنت ہیں۔جس طرح ضروریات کی متعدّد تعریفات ہیں،اسی طرح ضروریات اہل سنت کی متعدّد تعبیرات ہیں۔عہد ماضی میں ”ضروریات اہل سنت“ کی اصطلاح مستعمل نہیں تھی۔عہد ماضی کی ضروریات اہل سنت کی چند تعبیرات درج ذیل ہیں:

(1)ضروریات دین کی قسم دوم (2)قطعیات غیر ضروریہ

(3)قطعیات نظریہ (4)قطعیات اجماعیہ غیر ضروریہ

ان چاروں القاب کے بالمقابل ضروریات دین کے بھی چار اسما ہیں:

(1)ضروریات دین کی قسم اول (2)قطعیات ضروریہ

(3)ضروریات وبدیہیات (4)قطعیات اجماعیہ ضروریہ

جن عبارتوں میں مندرجہ بالا تعبیرات کا استعمال ہوا ہے،وہ مندرجہ ذیل ہیں:

ضروریات دین کی قسم دوم

درج ذیل عبارت میں ضروریات اہل سنت کو ضروریات دین کی قسم دوم سے تعبیر کیا گیا

ہے۔امام ابن حجر ہیتمی نے امام تقی الدین سبکی شافعی سے نقل کرتے ہوئے رقم فرمایا:

(ثم المعلوم بالضرورة من الشرع قسمان-احدہما ما یعرفه الخاصة والعامة-والثانی ما قد یخفی علیٰ بعض العوام-ولا ینافی ہذا- قولنا انه معلوم بالضرورة-لان المراد من مارس الشریعة-عَلِمَ مِنْہَا ما یحصل به العلم الضروری بذلک-وہذا یحصل لبعض الناس دون بعض بحسب الممارسة وکثرتہا اوقلتہا اوعدمہا۔

فالقسم الاول من انکره من العوام والخواص فَقَدْ کَفَرَ-لانه کَالْمُکَذِّب لِلنَّبِیِّ صلی اللّٰہ علیه وسلم فی خبره-ومن ہذا القسم انکار وجوب الصلوٰة والصوم والزکاة والحج ونحوہا وتخصیص رسالته صلی اللّٰہ علیه وسلم ببعض الانس-فمن قال ذلک-فلا شک فی کفره وان اعترف بانه رسول اللّٰہ-لان عموم رسالته الیٰ جمیع الانس مما یعلمه الخواص والعوام بالضرورة من الدین۔

والقسم الثانی من انکره من العوام الذین لم یحصل عندہم من ممارسة الشرع-ما یحصل به العلم الضروری،لم یکفر-وان کانت کثرة الممارسة توجب للعلماء العلم الضروری به)

(الفتاوی الحدیثیہ:ص144-دار الفکر بیروت)

ترجمہ:شریعت سے بداہۃً معلوم امر کی دو قسمیں ہیں:ان میں سے ایک وہ ہے جس کو خواص وعوام جانتے ہیں،اور دوسری قسم وہ ہے جو بعض عوام پر کبھی مخفی رہتی ہے،اور یہ ہمارے اس قول کے منافی نہیں کہ یہ بداہۃً معلوم ہے،کیوں کہ مراد ہے کہ جو شریعت (شرعی علوم) کی مشق

ومما رست کرے ،وہ جان لے گا کہ شریعت کے بعض امور وہ ہیں جن کا بدیہی علم حاصل ہوتا ہے ،اور یہ بدیہی علم بعض لوگوں کوحاصل ہوتا ہے اور بعض لوگوں کوحاصل نہیں ہوتا ہے ، مزاولت وممارست اوراس کی کثرت یااس کی قلت یاعدم ممارست کے اعتبار سے۔

پس عوام وخواص میں سے جوکوئی شخص قسم اول کاانکار کرے تووہ یقیناکافر ہے،اس لیے کہ وہ حضوراقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خبر میں ان کی تکذیب کرنے والے کی طرح ہے اوراسی قسم سے نماز ،روزہ، زکات اورحج وغیرہ کی فرضیت کاانکار ،اور حضوراقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی رسالت کوبعض انسانوں کے ساتھ خاص کرنا ہے ، پس جوایسا قول کرے ،اس کے کفر میں کوئی شک نہیں ہے ،اگر چہ وہ اعتراف کرے کہ حضوراقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں،کیوں کہ حضوراقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کاتمام انسانوں کاعمومی طورپررسول ہونا ان امورسے ہے جس کوخواص وعوام بدیہی طورپردین سے جانتے ہیں۔

اور (ضروریات دین کی)دوسری قسم کاعوام میں سے وہ لوگ انکار کردیں جن کوشریعت کی ممارست حاصل نہیں جس کے ذریعہ ان کوعلم بدیہی حاصل ہوتووہ کافر نہیں ،گرچہ کثرت ممارست علمائے کرام کے لیے اس کے بدیہی علم کاسبب ہو۔

منقولہ بالاعبارت میں ضروریات دین کی دونوں قسم اوران کے احکام کابیان ہے۔

ضروریات دین کی قسم دوم کوبعدمیں ضروریات اہل سنت کہاجانے لگا۔ عہدماضی میں ضروریا ت اہل سنت کی اصطلاح مستعمل نہ تھی۔

قطعیات غیر ضروریہ

امام ابن حجر ہیتمی نے فتاویٰ امام سبکی شافعی سے نقل فرمایا:(وَلَا یَکْفُرُ بانکار قطعی غیر ضروری کاستحقاق بنت الابن السدس مع بنت الصلب-وظاہر کلام الحنفیۃ کُفْرُہٗ-ویجب حملہ اَیْ بناءً علٰی قواعدہم علٰی مُنْکِرٍ عَلِمَ اَنَّہٗ قَطْعِیٌّ-وَاِلَّا فَلَا یَکْفُرُ-اِلَّا اذا ذکر لہ اہل العلم انہ من الدین وانہ قطعی فتمادی فیما ہو علیہ عنادًا فَیَکْفُرُلظہور التکذیب منہ حینئذ کما دل علیہ کلام امام الحرمین)

(الفتاوی الحدیثیہ:ص141-دار الفکر بیروت)

ترجمہ:قطعی غیر ضروری (قطعی غیر بدیہی) کے انکار پر تکفیر نہیں کی جائے گی،جیسے بیٹی کے ساتھ پوتی کے سدس کے مستحق ہونے کا مسئلہ،اور فقہائے احناف کے کلام کا ظاہری مفہوم اس کا کفر ہونا ہے،اور احناف کے قوانین کے مطابق اس کو ایسے منکر پر محمول کرنا ضروری ہے،جس کو علم ہو کہ وہ یقینی ہے،ورنہ (لاعلمی کی حالت میں انکار پر) کافر نہیں ہو گا،مگر جب اہل علم اسے بتا دیں کہ وہ دین کا مسئلہ ہے اور وہ قطعی ہے،پھر وہ (حق سے) عناد کے سبب اپنے قول پر اصرار کرے تو وہ کافر ہو گا،اس وقت اس کی جانب سے تکذیب کے ظاہر ہونے کی وجہ سے،جیسا کہ امام الحرمین عبد الملک جوینی کا کلام اسی مفہوم کو بتاتا ہے۔

منقولہ بالا عبارت میں قطعی غیر ضروری سے ضروریات اہل سنت کو تعبیر کیا گیا ہے۔

قطعیات نظریہ

امام غزالی شافعی(۴۵۰ھ-۵۰۵ھ)قدس سرہ العزیز نے رقم فرمایا:

(فان انکرما علم ضرورةً من مقصود الشارع کانکار تحریم الخمر والسرقة ووجوب الصلوٰة والصوم فهوکافر-لان ہذا الانکار لا یصدر الا عن مکذب بالشرع۔

وان علم قطعًا بطریق النظر،لا بالضرورة ککون الاجماع حجة وکون القیاس وخبرالواحد حجة وکذلک الفقهیات المعلومة بالاجماع فهی قطعیة فمنکرہا لیس بکافر-لکنه آثم مخطیٔ)

(المستصفٰی:جلددوم:ص407-موسسۃ الرسالہ بیروت)

ترجمہ:پس اگر اس(امر دینی)کا انکار کیا جس کا مقصود شارع ہونا بداہۃً معلوم ہے، جیسے شراب وچوری کی حرمت کا انکار اور نماز وروزہ کی فرضیت کا انکار تو وہ کافر ہے،کیوں کہ یہ انکار صرف شریعت اسلامیہ کی تکذیب کرنے والے سے صادر ہوتا ہے۔

اوراگر وہ(امر دینی)نظر واستدلال کے ذریعہ قطعی طور پر معلوم ہو،بداہۃً معلوم نہ ہو،جیسے اجماع کا حجت ہونا اور قیاس وخبر واحد کا حجت ہونا،اوراسی طرح وہ فقہیات جو اجماع سے معلوم ہوں تو وہ قطعی ہیں،پس ان امور کا انکار کرنے والا کافر نہیں ہے،لیکن گنہ گار وخاطی ہیں۔

نظر واستدلال کے ذریعہ قطعی طور پر معلوم ہونے والے امور ضروریات اہل سنت ہیں اور نظر واستدلال کے ذریعہ ظنی طور پر معلوم ہونے والے امور ضروریات اہل سنت سے خارج ہیں

،نیزوہ اجماعی فقہیات ضروریات اہل سنت میں شامل ہیں جو قطعی بالمعنیٰ الاعم ہوں۔

واضح رہے کہ آثم وخاطی سے منقولہ بالا عبارت میں گمراہ مراد ہے۔آثم ،خاطی ،فاسق ،بدعتی ،ضال (گمراہ)وغیرہ عام الفاظ ہیں۔شرعی اصولوں کی روشنی میں ان کے معانی متعیّن کیے جائیں گے۔کہیں کافر کلامی کو آثم کہہ دیا جائے تو آثم سے کافر کلامی مراد ہوگا۔

علامہ بحر العلوم فرنگی محلی (۱۱۴۲ھ-۱۲۲۵ھ) نے رقم فرمایا:

((وَالشَّرعیات القطعیات کذلک)ای مثل العقلیات(فمنکر الضروریات)الدینیة(مِنۡهَا کَالۡاَرۡکَانِ)الاربعة الَّتِیۡ بُنِیَ الاسلامُ عَلَیۡهَا-الصَّلٰوةِ والزَّکَاةِ وَالصَّوۡمِ وَ الۡحَجِّ(وحجیة القراٰن ونَحۡوِهِمَا کافرٌ اٰثِمٌ-وَمُنۡکِرُ النَّظریات)منها(کحجیة الاجماع وخبرالواحد)وَعَدُّوۡا مِنۡهَا حجیةَ القیاس اَیۡضًا(اٰثِمٌ فقط)غَیۡرُ کَافِرٍ)

(فواتح الرحموت شرح مسلم الثبوت:جلد دوم:ص 377)

ترجمہ:شرعیات قطعیات اسی طرح ہیں،یعنی عقلی قطعیات کی طرح ہیں،پس قطعیات شرعیہ میں ضروریات دین کا انکار کرنے والا کافر وآثم ہے،جیسے ارکان اربعہ جن پر اسلام کی بنیاد ہے، نماز ،زکات ،روزہ وحج اور قرآن مقدس کے حجت ہونے اوران جیسے امور کا انکار کرنے والا (کافر وآثم ہے)،اور شرعیات قطعیہ میں سے نظریات کا انکار کرنے والا صرف آثم ہے،کافر نہیں ،جیسے اجماع اور خبر واحد کے حجت ہونے کا انکار کرنے والا،اور علمانے قیاس کی حجیت کو بھی اسی میں شمار کیا۔

اجماع،خبر واحد اور قیاس کی حجیت ضروریات اہل سنت میں سے ہے۔

قطعیات اجماعیہ غیر ضروریہ

امام اہل سنت علیہ الرحمۃ والرضوان نے رقم فرمایا:(اقول :تحقیق المقام اَنَّ اَکْثَرَ الْحَنفیة یُکَفِّرُوْنَ بانکارکل مقطوع به کما ہومُصَرَّحٌ فی رد المحتار وغیرہ-وہم ومن وافقهم،ہم القائلون بانکارکل مجمع علیه-بَعْدَ ما کَانَ الْاِجْمَاعُ قَطْعِیًّا نَقْلًا وَدَلَالَةً-وَلَاحَاجَةَ اِلٰی وجود النص-وَالْمُحَقِّقُوْنَ لَا یُکَفِّرُوْنَ اِلَّا بانکارمَا عُلِمَ مِنَ الدِّیْنِ ضَرُوْرَةً بحیث یشترک فی معرفته الخاص والعام المخالطون للخواص-فان کان المجمع عَلَیْهِ ہکذا-کَفَرَ مُنْکِرُہ-وَاِلَّا،لَا-وَلا حَاجَةَ عند ہم اَیْضًا اِلٰی وجود نَصٍّ-فَاِنَّ کَثِیْرًا مِنْ ضَرُوْرِیَاتِ الدِّیْنِ مِمَّا لَا نَصَّ عَلَیْهِ کَمَا یَظْہَرُبِمُرَاجَعَةِ ''الاعلام''وغیرہ- فالتقیید بوجود النص ضائع علی القولین فاعرف)

(المعتمدالمستند:ص195-المجمع الاسلامی مبارک پور)

ترجمہ:اقول:اس مقام کی تحقیق یہ ہے کہ اکثر فقہائے احناف قطعی امر کے انکار پر تکفیر کرتے ہیں،جیساکہ اس کی تصریح ردالمحتار وغیرہ میں ہے،اور یہ فقہائے احناف اور ان کے موافقین ہر اجماعی امر کے انکار پر تکفیر فرماتے ہیں،بشرطے کہ وہ اجماع روایت ودلالت کے اعتبار سے قطعی ہو،اور(اس امر قطعی سے متعلق)نص کا وجود ضروری نہیں۔

اور محققین(متکلّمین)صرف اس امر کے انکار پر تکفیر کرتے ہیں جو ضروری دینی ہو،اس طرح کہ اس کی معرفت میں خواص اور خواص کے صحبت یافتہ عوام شریک ہوں،پس اگر اجماعی امر ایسا ہوتو اس کا منکر کافر ہے،ورنہ کافر نہیں،اور متکلّمین کے یہاں بھی نص کا وجود ضروری نہیں،اس

لیے کہ بہت سی ضروریات دین وہ ہیں جن پر نص نہیں، جیسا کہ ”الاعلام بقواطع الاسلام“ وغیرہ کے مطالعہ سے ظاہر ہے، پس وجود نص کی قید لگانا دونوں قول کے مطابق رائیگاں ہے، پس اس کو جان لو۔

منقولہ بالا عبارت میں بتایا گیا کہ متکلّمین قطعیات اجماعیہ ضروریہ کے انکار پر تکفیر کرتے ہیں اور فقہائے احناف اور ان کے موافقین قطعیات اجماعیہ کے انکار پر تکفیر کرتے ہیں، خواہ وہ قطعیات اجماعیہ ضروریہ ہوں، یا قطعیات اجماعیہ غیر ضروریہ۔

قطعیات اجماعیہ غیر ضروریہ کو بعد میں ضروریات اہل سنت کہا جانے لگا۔

وماتوفیقی الا باللہ العلی العظیم :: والصلوٰۃ والسلام علیٰ رسولہ الکریم :: وآلہ العظیم

باب سوم

باسمہ تعالیٰ وبحمدہ والصلوٰۃ والسلام علیٰ رسولہ الاعلیٰ وآلہ واصحابہ اجمعین

ضروریات اہل سنت کے انکار کی مختلف صورتیں

ضروریات اہل سنت کی دو صورتیں ہیں:(1)لاعلمی کی حالت میں انکار (2)علم کی حالت میں انکار،پھر علم کی حالت میں انکار کی چار صورتیں ہیں:(1)علم کی حالت میں تاویل فاسد کے ساتھ مفسر انکار (2)علم کی حالت میں تاویل فاسد کے ساتھ غیر مفسر انکار (3)علم کی حالت میں بلا تاویل فاسد مفسر انکار (4)علم کی حالت میں بلا تاویل فاسد غیر مفسر انکار۔لاعلمی کی حالت میں انکار پر فقہا و متکلّمین دونوں کے یہاں حکم کفر وارد نہیں ہوگا۔علم کی حالت میں بلا تاویل فاسد مفسر انکار کی صورت میں استخفاف بالدین کے سبب فقہا و متکلّمین دونوں کے یہاں حکم کفر وارد ہوگا۔بقیہ صورتوں میں کفر فقہی کا حکم وارد ہوگا۔متعدّد فصلوں میں ان امور کی تشریح مرقوم ہے۔آسانی کی خاطر بعض امور کا متعدّد بار ذکر ہے۔

ضروریات دین اور ضروریات اہل سنت کی تشریح

ضروریات اہل سنت کے متعدّد نام ہیں:(1)قطعیات غیر ضروریہ (2)ضروریات دین کی قسم دوم،وغیرہ۔ضروری دینی کی قسم اول اور قسم دوم کا بیان مندرجہ ذیل عبارت میں ہے۔

امام ابن حجر ہیتمی نے امام تقی الدین سبکی شافعی سے نقل کرتے ہوئے رقم فرمایا:

(ثم المعلوم بالضرورۃ من الشرع قسمان-احدہما ما یعرفہ الخاصۃ والعامۃ-والثانی ما قد یخفی علٰی بعض العوام-ولا ینافی ہذا- قولنا انہ معلوم بالضرورۃ-لان المراد من مارس الشریعۃ-عَلِمَ مِنْہَا ما یحصل بہ العلم الضروری بذلک-وہذا یحصل لبعض الناس دون بعض بحسب الممارسۃ وکثرتہا اوقلتہا اوعدمہا۔

فالقسم الاول من انکرہ من العوام والخواص فَقَدْ کَفَرَ-لانہ کَالْمُکَذِّب لِلنَّبِیِّ صلی اللّٰہ علیہ وسلم فی خبرہ-ومن ہذا القسم انکار وجوب الصلٰوۃ والصوم والزکاۃ والحج ونحوہا وتخصیص رسالتہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم ببعض الانس-فمن قال ذلک-فلا شک فی کفرہ وان اعترف بانہ رسول اللّٰہ-لان عموم رسالتہ الٰی جمیع الانس مما یعلمہ الخواص والعوام بالضرورۃ من الدین۔

والقسم الثانی من انکرہ من العوام الذین لم یحصل عندہم من ممارسۃ الشرع-ما یحصل بہ العلم الضروری،لم یکفر-وان کانت کثرۃ الممارسۃ توجب للعلماء العلم الضروری بہ)

(الفتاوی الحدیثیہ:ص144-دار الفکر بیروت)

ترجمہ:شریعت سے بداہۃً معلوم امر کی دوقسمیں ہیں:ان میں سے ایک وہ ہے جس کو خواص وعوام جانتے ہیں،اور دوسری قسم وہ ہے جو بعض عوام پر کبھی مخفی رہتی ہے،اور یہ ہمارے اس قول کے منافی نہیں کہ یہ بداہۃً معلوم ہے،کیوں کہ مراد ہے کہ جو شریعت (شرعی علوم) کی مشق

ومِمارست کرے، وہ جان لے گا کہ شریعت کے بعض امور وہ ہیں جن کا بدیہی علم حاصل ہوتا ہے، اور یہ بدیہی علم بعض لوگوں کو حاصل ہوتا ہے اور بعض لوگوں کو حاصل نہیں ہوتا ہے، مزاولت ومِمارست اور اس کی کثرت یا اس کی قلت یا عدم مِمارست کے اعتبار سے۔

پس عوام وخواص میں سے جو کوئی شخص قسم اول کا انکار کرے تو وہ یقیناً کافر ہے، اس لیے کہ وہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خبر میں ان کی تکذیب کرنے والے کی طرح ہے اور اسی قسم سے نماز، روزہ، زکات اور حج وغیرہ کی فرضیت کا انکار، اور حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی رسالت کو بعض انسانوں کے ساتھ خاص کرنا ہے، پس جو ایسا قول کرے، اس کے کفر میں کوئی شک نہیں ہے، اگر چہ وہ اعتراف کرے کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں، کیوں کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا تمام انسانوں کا عمومی طور پر رسول ہونا ان امور سے ہے جس کو خواص وعوام بدیہی طور پر دین سے جانتے ہیں۔

اور (ضروریات دین کی) دوسری قسم کا عوام میں سے وہ لوگ انکار کردیں جن کو شریعت کی مِمارست حاصل نہیں جس کے ذریعہ ان کو علم بدیہی حاصل ہو تو وہ کافر نہیں، گرچہ کثرت مِمارست علمائے کرام کے لیے اس کے بدیہی علم کا سبب ہو۔

منقولہ بالا عبارت میں ضروریات دین کی دونوں قسم اور ان کے احکام کا بیان ہے۔

فصل اول

تاویل کے ساتھ ضروریات اہل سنت کے انکار کا حکم

ضروریات اہل سنت کا تاویل کے ساتھ انکار فقہائے احناف اور ان کے مؤیدین کے یہاں کفر فقہی ہے۔ متکلّمین اس انکار کو ضلالت وگمرہی کہتے ہیں۔ تفصیل مندرجہ ذیل ہے۔

ضروریات اہل سنت کے انکار پر کفر فقہی کا حکم عائد ہونے کی دو شرطیں ہیں:

(1)منکر کو اس کے قطعی ہونے کا علم ہو۔(2)تاویل فاسد کے سبب انکار کیا ہو۔

(الف)اگر لاعلمی کی حالت میں ضروریات اہل سنت کا انکار کیا تو نہ فقہائے احناف کے یہاں کفر فقہی کا حکم ہے،نہ ہی متکلّمین کے یہاں ضلالت وگمرہی کا حکم ہے۔

(ب)اگر منکر کو اس کے قطعی ہونے اور ضروریات اہل سنت میں سے ہونے کا علم ہے، اس صورت میں بلا تاویل انکار کرے تو یہ استخفاف بالدین اور کفر عنادی ہے۔اس صورت میں فقہا ومتکلّمین دونوں کے یہاں منکر پر کفر کا حکم عائد ہوگا۔ متکلّمین کے یہاں حکم کفر اس وقت ہوگا جب انکار مفسر ہو۔غیر مفسر انکار میں احتمال کے سبب ضلالت کا حکم ہوگا۔

(ج)ضروریات اہل سنت کا تاویل کے ساتھ انکار،خواہ نص کے طریقے پر ہو،یا بطور مفسر ہو، یعنی انکار صریح متبین ہو،یا صریح متعیّن ہو۔دونوں کا حکم ایک ہے،یعنی ضروریات اہل سنت کا تاویل کے ساتھ انکار متکلّمین کے یہاں ضلالت وگمرہی اور فقہائے احناف اور ان کے مؤیدین

کے یہاں کفر فقہی ہے۔

(د)انکار صریح کی دونوں قسموں میں اجتہاد جاری نہیں ہوگا۔انکار مفسر،یعنی انکار صریح متعیّن، قطعی بالمعنیٰ الاخص انکار ہوتا ہے۔قطعی بالمعنیٰ الاخص میں اجتہاد کی اجازت نہیں ۔ایسا نہیں کہ بعض کے یہاں انکار ثابت ہو،اور بعض کے یہاں انکار ثابت نہ ہو۔

انکار بطریق نص،یعنی صریح متبین انکار،قطعی بالمعنیٰ الاعم انکار ہوتا ہے۔قطعی بالمعنیٰ الاعم میں بھی اجتہاد کی اجازت نہیں ۔فقہا و متکلّمین دونوں کے یہاں انکار ثابت ہوگا اور انکار میں احتمال بعید ہوگا۔یہ احتمال بعید فقہا کے یہاں معتبر نہیں ۔

ضروریات اہل سنت کا ظنی انکار ہو تو وہاں اجتہاد ہوگا ۔بعض کے یہاں انکار ثابت ہوگا ،بعض کے یہاں ثابت نہیں ہوگا۔اسی اعتبار سے منکر کے حکم میں بھی اختلاف ہوگا۔

حضرات خلفائے راشدین رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین کی خلافت راشدہ کی حقانیت ضروریات اہل سنت میں سے ہے۔یہ ضروریات دین میں سے نہیں ۔

(مطلع القمرین:ص77-جامعہ اسلامیہ کھاریاں پاکستان)

کوئی کہے کہ شیر خدا حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ خلیفہ بلافصل ہیں تو اس نے صریح لفظوں میں حضرات خلفائے ثلاثہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی خلافت کا انکار نہ کیا،لیکن خلیفہ چہارم خلیفہ بلافصل اسی وقت ہوں گے جب ماقبل کے تینوں خلفائے راشدین رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی خلافت کو کالعدم قرار دیا جائے۔اس کے علاوہ کوئی راہ نہیں ۔

خلیفہ چہارم کو خلیفہ بلافصل ماننے سے ماقبل کے تینوں خلفائے راشدین رضی اللہ عنہم اجمعین

کی خلافت کا کالعدم ہونا لزوم بین کے طور پر ثابت ہے۔ اسی طرح تاویل فاسد کے ساتھ روافض خلافت خلفائے ثلاثہ کا صریح انکار بھی کرتے ہیں۔ خلفائے ثلاثہ کی خلافت کے انکار کے سبب ماقبل کے تبرائی شیعہ فقہا کے یہاں کافر اور متکلّمین کے یہاں گمراہ ہیں۔

تیرہویں صدی ہجری سے تبرائی روافض نے کفر کلامی کی راہ اختیار کرلی۔ وہ قرآن مجید کو ناقص اور حضرات ائمہ اہل بیت رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین کو حضرات انبیائے کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام سے افضل بتانے لگے۔ یہ دونوں امر کفر کلامی ہیں۔ اسی سبب سے مابعد کے تبرائی روافض پر کفر کلامی کا حکم عائد ہوا۔ روافض کا فرقہ تفضیلیہ کافر نہیں، بلکہ گمراہ ہے۔

فتاویٰ رضویہ سے ضروریات اہل سنت سے متعلق سوال وجواب مندرجہ ذیل ہے:

سوال: کیا شیعوں کے سب فرقے اور غیر مقلدین سب سے سب کافر ہیں؟

الجواب: ان میں ضروریات دین سے کسی شیٔ کا جو منکر ہے، یقیناً کافر ہے، اور جو قطعیات کے منکر ہیں، ان پر بحکم فقہا لزوم کفر ہے، اور اگر کوئی غیر مقلد ایسا پایا جائے کہ صرف انھیں فرعی اعمال میں مخالف ہو، اور تمام عقائد قطعیہ میں اہل سنت کا موافق، یا وہ شیعی کہ صرف تفضیلی ہے تو ایسوں پر حکم تکفیر ناممکن ہے: واللہ تعالیٰ اعلم

(فتاویٰ رضویہ: جلد14ص 281-جامعہ نظامیہ لاہور)

منقولہ بالا عبارت میں قطعیات سے ضروریات اہل سنت مراد ہیں، جو ضروریات دین کی قسم دوم ہے۔ قسم دوم کے انکار کو کفر فقہی بتایا گیا۔ قسم دوم کا تاویل کے ساتھ مفسر انکار بھی متکلّمین کے یہاں ضلالت وگمرہی ہے۔ کفر کلامی کو کفر التزامی کہا جاتا ہے اور کفر فقہی کو کفر لزومی کہا جاتا

ہے۔ کفر فقہی میں بھی لزوم والتزام دونوں صورتیں ہوتی ہیں، لیکن کفر فقہی میں تاویل بعید موجود ہوتی ہے، لہٰذا متکلّمین کے یہاں التزام کفر میں اس کا شمار نہیں کیا جاتا۔

ضروریات دین کا غیر مفسر انکار ہو تو انکار ہی میں تاویل بعید موجود ہوگی۔

اگر ضروریات اہل سنت کا مفسر انکار ہو تو انکار میں تاویل بعید نہیں، لیکن ضروریات اہل سنت قطعی بالمعنیٰ الاعم امور ہیں۔ جن دلائل سے ان کا ثبوت ہوتا ہے۔ ان دلائل کے ثبوت یا دلالت میں تاویل بعید ہوتی ہے، مثلاً قرآن مجید کی آیت مقدسہ کسی مفہوم پر بطور نص دلالت کرے، بطور مفسر دلالت نہ کرے تو دلالت میں تاویل بعید ہے۔ آیت قرآنیہ کے ثبوت میں تاویل بعید نہیں، بلکہ تمام آیات قرآنیہ اور نظم قرآنی کے الفاظ وحروف متواتر لفظی ہیں اور تمام آیات وحروف قطعی الثبوت بالمعنیٰ الاخص ہیں، شبہہ کی کوئی گنجائش نہیں۔

اگر کوئی حدیث متواتر معنوی ہو، متواتر لفظی نہ ہو، اور کسی مفہوم پر بطور مفسر دلالت کرے تو دلالت قطعی بالمعنیٰ الاخص ہے، لیکن متواتر معنوی حدیث کا ثبوت قطعی بالمعنیٰ الاعم ہوتا ہے۔ اس کے ثبوت میں احتمال بعید ہوتا ہے۔

تاویل کے ساتھ انکار اور بلا تاویل انکار

(1) کسی نے لاعلمی کے سبب ضروریات اہل سنت کا انکار کیا تو فقہائے احناف کے یہاں بھی حکم کفر جاری نہیں ہوگا۔ اگر کسی نے لاعلمی کے سبب کسی ضروری دینی کا انکار کیا تو متکلّمین اور بہت سے فقہا کے یہاں حکم کفر نافذ نہیں ہوگا اور بعض فقہائے کرام لاعلمی کے سبب کسی ضروری دینی کے انکار پر بھی کفر فقہی کا حکم نافذ کرتے ہیں۔

(2)اگر کسی نے ضروریات اہل سنت کے علم قطعی کے بعد تاویل فاسد کے سبب اس کا انکار کیا تو فقہائے احناف کے یہاں کفر ہے اور علم قطعی کے بعد بلا تاویل مفسر انکار کیا تو متکلّمین کے یہاں بھی کفر ہے،کیوں کہ یہ استخفاف بالدین، تلاعب بالدین اور عزم کفر ہے۔

فتاویٰ حدیثیہ اورالمعتمد المستند کی عبارتوں سے یہی ظاہر ہے کہ جب ضروریات اہل سنت کے علم قطعی کے بعد بلا تاویل ان کا مفسر و صریح متعیّن انکار کیا جائے تو کفر کلامی کا حکم ہوگا۔دونوں کی عبارتیں ذیل میں نقل کی جاتی ہیں۔اس سے متعلق جزئیہ کی تلاش ہے۔ان شاءاللہ تعالیٰ صریح جزئیہ کی دریافت کے بعد اصحاب علم وفضل کو مطلع کر دیا جائے گا۔

(1)امام ابن حجر ہیتمی نے رقم فرمایا:

(وَلَا یَکْفُرُ بانکار قطعی غیر ضروری کاستحقاق بنت الابن السدس مع بنت الصلب-وظاہر کلام الحنفیۃ کُفْرُہٗ-ویجب حملہ اَیْ بناءً علٰی قواعدہم علٰی مُنْکِرٍ عَلِمَ اَنَّہٗ قَطْعِیٌّ-وَاِلَّا فَلَا یَکْفُرُ-اِلَّا اذا ذکر لہ اہل العلم انہ من الدین وانہ قطعی فتمادی فیما ہو علیہ عنادًا فَیَکْفُرُلظہور التکذیب منہ حینئذ کما دل علیہ کلام امام الحرمین)(الفتاوی الحدیثیہ: ص141-دار الفکر بیروت)

ترجمہ:قطعی غیر بدیہی کے انکار پر تکفیر نہیں کی جائے گی،جیسے بیٹی کے ساتھ پوتی کے سدس کے مستحق ہونے کا مسئلہ،اور فقہائے احناف کے کلام کا ظاہری مفہوم اس کا کفر ہونا ہے،اور احناف کے قوانین کے مطابق اس کو ایسے منکر پر محمول کرنا ضروری ہے،جس کو علم ہو کہ وہ یقینی ہے،ورنہ(لاعلمی کی حالت میں انکار پر)کافر نہیں ہوگا،مگر جب اہل علم اسے بتادیں کہ وہ دین کا

مسئلہ ہے اور وہ قطعی ہے، پھر وہ (حق سے) عناد کے سبب اپنے قول پر اصرار کرے تو وہ کافر ہو گا، اس وقت اس کی جانب سے تکذیب کے ظاہر ہونے کی وجہ سے، جیسا کہ امام الحرمین عبد الملک جوینی کا کلام اسی مفہوم کو بتاتا ہے۔

(2) امام اہل سنت قدس سرہ العزیز نے رقم فرمایا:

(اقول :وحق التحقیق ما اَشَرْنَا اِلَیْہِ مرارًا من الفرق بین الکفر والاکفار- فالکفر یتحقق عند اللّٰہ تَعَالیٰ بتحقیق التکذیب او الاستخفاف-ولا یشترط معہ ثبوت اصلًا- فضلًا عن القطع-فضلًا عن الضرورۃ-والاکفار لا یَجُوْزُ اِلَّا اِذَا تَحَقَّقَ لَنَا قَطْعًا اَنَّہ مُکَذِّبٌ اَوْ مُسْتَخِفٌّ-وَلَا قَطْعَ اِلَّا فی الضروریات-لِاَنَّ فی غیرہا -لَہٗ اَنْ یَقُوْلَ :لَمْ یَثْبُتْ عِنْدِیْ-اَمَّا اِذَا اَقَرَّ بالثبوت ثم جحد-فقد عُلِمَ التَّکذیب-وَلَا وَجْہَ حِیْنَئِذ لِلتَّوَقُّف فی الاکفار لِحُصُوْلِ الْعِلْمِ بوجود المدار-فَالْحَقُّ مع الحنفیۃ علیٰ ہذا الوجہ الذی قَرَّرْنَا-فاحفظ فانہ مُہِمٌّ)

(المعتمد المستند:ص212-المجمع الاسلامی مبارک پور)

ترجمہ: اور حق تحقیق کفر وتکفیر میں فرق کرنا ہے جس کی طرف ہم نے کئی بار اشارہ کیا، پس کفر اللہ تعالیٰ کے نزدیک تکذیب یا تنقیص کے تحقق سے متحقق ہو جاتا ہے، اور اس کے ساتھ ثبوت کی بالکل شرط نہیں، چہ جائے کہ قطعی ہونے کی شرط، چہ جائے کہ بدیہی ہونے کی شرط (کیوں کہ رب تعالیٰ سب کچھ معلوم ہے، پس وہ عند اللہ کافر ہو گا)

اور تکفیر اسی وقت جائز ہے، جب ہمارے لیے قطعی طور پر ثابت ہو جائے کہ وہ تکذیب

کرنے والا یا تنقیص کرنے والا ہے، اور صرف ضروریات دین میں یقین ہے ،کیوں کہ غیر ضروریات میں اس کو کہنے کا حق ہے کہ میرے نزدیک ثابت نہیں ،لیکن جب ثبوت کا اقرار کر لے ،پھر انکار کرے تو تکذیب کا علم ہوگیا، اور مدار تکفیر کے وجود کا علم ہوجانے کے سبب اس وقت تکفیر میں توقف کی کوئی وجہ نہیں ہے ،پس جس طریقے پر ہم نے تشریح کی ، اس طریقے پر حق فقہائے احناف کے ساتھ ہے،پس اس کو یادرکھو،کیوں کہ یہ اہم امر ہے۔

(3)امام ابن حجر ہیتمی نے رقم فرمایا:والقسم الثانی من انکرہ من العوام الذین لم یحصل عندہم من ممارسة الشرع-ما یحصل بہ العلم الضروری ،لم یکفر-وان کانت کثرة الممارسة توجب للعلماء العلم الضروری بہ)

(الفتاوی الحدیثیہ:ص144-دارالفکر بیروت)

ترجمہ:اور (ضروریات دین کی)دوسری قسم کا عوام میں سے وہ لوگ انکار کردیں جن کو شریعت کی ممارست حاصل نہیں جس کے ذریعہ ان کو علم بدیہی حاصل ہوتو وہ کافر نہیں ،گرچہ کثرت ممارست علمائے کرام کے لیے اس کے بدیہی علم کا سبب ہو۔

منقولہ بالا عبارت میں ہے کہ اصحاب علم وفضل کو ضروریات دین کی قسم دوم کا علم ضروری(یقین بدیہی)حاصل ہوتا ہے۔اس سے وہ علم ضروری مراد نہیں جو ضروریات دین کی قسم اول میں حاصل ہوتا ہے۔قسم دوم میں یقین بدیہی کے ساتھ احتمال بعید یعنی عقلی احتمال موجود ہوتا ہے،گرچہ اس پر کوئی دلیل نہ ہونے کے سبب اس کا لحاظ نہیں کیا جاتا ہے۔

اسی عقلی احتمال (احتمال بعید، تاویل فاسد وشبہہ فاسدہ) کے سبب کوئی شخص ضروریات دین کی

قسم دوم یعنی ضروریات اہل سنت کا انکار کرے تو متکلمین اس پر حکم کفر عائد نہیں کرتے، بلکہ گمرہی کا حکم نافذ کرتے ہیں۔چوں کہ عقلی احتمال موجود ہے، لہٰذا تکفیر کلامی نہیں کی جاتی اور اس عقلی احتمال پر کوئی دلیل موجود نہیں، پس بلا دلیل محض تاویل فاسد کے سبب دین کے قطعی بالمعنیٰ الاعم امر کا انکار کرنا ثابت ہوا، لہٰذا منکر کی تضلیل کی جاتی ہے۔

سوال: جب ضروریات اہل سنت کا ضروری علم (یقین بدیہی) بھی ضروریات دین کے یقین بدیہی کی طرح نہیں ہوتا، بلکہ اس میں عقلی احتمال (احتمال بعید) کی گنجائش رہتی ہے تو پھر ضروریات اہل سنت کے انکار پر کفر کلامی کا حکم کیوں کر عائد ہوگا؟

جواب: جب کوئی اسی عقلی احتمال کو بنیاد بنا کر ضروریات اہل سنت کا انکار کرے، تب تکفیر کلامی نہیں ہو سکتی، لیکن جب کسی کو ضروریات اہل سنت کا یقین بدیہی حاصل ہو، اور وہ کوئی تاویل بعید بھی پیش نہ کرے، بلکہ بلا تاویل دین کے امر یقینی کا انکار کرے تو اس کا صریح مفہوم یہ ہے کہ جو امر اس کی نظر میں قطعی ہے اور اس کو کوئی شبہہ بھی نہیں ہے، پھر بھی وہ اس امر دینی کا انکار کرتا ہے تو یہ استخفاف بالدین ہے۔ اسی استخفاف بالدین اور تلاعب بالدین کے سبب اس کی تکفیر کلامی ہوگی، نہ کہ ضروریات اہل سنت کے انکار کے سبب۔

جیسے کسی نے حدیث موضوع کو حدیث نبوی اعتقاد کر کے اس سبب سے انکار کیا کہ یہ ارشاد الٰہی نہیں، بلکہ ارشاد مصطفوی ہے، پس حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے استخفاف کے سبب اس کی تکفیر ہوگی، نہ کہ حدیث موضوع کے انکار کے سبب: واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

اعلیٰ حضرت امام اہل سنت قدس سرہ العزیز نے حدیث موضوع سے متعلق رقم فرمایا:

(فمن رد حدیث آحاد صحیحا،بل ولوضعیفا-بل ولو ساقطا-بل ولوموضوعا زعما منه انه کلامه صلی اللّٰہ تعالی علیه وسلم فیرده قاصدا رد خبره صلی اللّٰہ تعالی علیه وسلم فانه یکفر قطعا بقصده السیء-فمناط الکفر ہذا،وان لم یکن الخبر خبره صلی اللّٰہ تعالی علیه وسلم)

(المعتمد المستند:ص153-152-المجمع الاسلامی مبارک پور)

ترجمہ: جو صحیح حدیث آحاد کو رد کرے، بلکہ ضعیف، بلکہ ساقط، بلکہ موضوع کو رد کرے، اس گمان پر کہ وہ حضوراقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ارشاد مبارک ہے، پس وہ (اپنے گمان کے مطابق) قصداً حضور اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام کے کلام کو رد کررہا ہے، لہٰذا وہ اپنے برے قصد کے سبب یقینا کافر ہے، پس کفر کا مدار یہ (قصدی رد) ہے، گرچہ وہ کلام حضوراقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا کلام نہ ہو۔

اگر کسی نے کسی امر کو ضروریات دین میں سے اعتقاد کرکے انکار کیا تو کافر ہے، اگرچہ وہ امر ضروریات دین میں سے نہ ہو، کیوں کہ یہاں ارادۂ کفر، استخفاف بالدین اور ضروری دینی کے انکار کا قصد و عزم پایا گیا اور عزم کفر و استخفاف بالدین مستقل طور پر کفر ہے، گرچہ وہاں کسی ضروری دینی کا انکار نہ پایا جائے۔

اسی طرح کسی نے حدیث صحیح، یا حدیث ضعیف، یا حدیث موضوع کو کلام نبوی سمجھ کر اس لیے قبول نہ کیا کہ یہ ارشاد خداوندی نہیں، بلکہ فرمان نبوی ہے، پس ایسا شخص کافر ہے، کیوں کہ اس میں حضوراقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تنقیص و بے ادبی ہے۔

فصل دوم

ضروریات اہل سنت کا انکار اور غیر حنفی فقہا

ضروریات اہل سنت کے انکار پر فقہائے احناف اوران کے مؤیدین کفرفقہی کا حکم نافذ کرتے ہیں۔حضرات صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین کے اجماع منصوص (اجماع قولی غیر سکوتی)سے جوامر ثابت ہو، وہ ضروریات اہل سنت میں سے ہے،بشرطے کہ وہ اجماعی امر تواتر کے ساتھ منقول ہو۔اس کے انکار پر فقہائے احناف تکفیر فقہی کرتے ہیں۔

(1)علامہ بحرالعلوم فرنگی محلی قدس سرہ العزیز نے اجماع کی بحث میں رقم فرمایا:

((انکار حکم الاجماع القطعی)وہو المنقول متواترًا من غیر استقرار خلاف سابق علیه(کفر عند اکثر الحنفیة وطائفة)ممن عداہم،لانه انکار لما ثبت قطعا انه حکم اللّٰہ تعالی(خلافا لطائفة)قالوا:حجیته وان کان قطعیا لکنها نظریة فدخل فی حیز الاشکال من حیز الظہورکالبسملة۔

(ومن ہہنا)ای من اجل ان انکار حکمه لیس کفرا(لم تکفر الروافض)مع کونہم منکرین لخلافة خلیفة رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیه وعلی آله واصحابه وسلم حقا،وقد انعقد علیه الاجماع من غیرارتیاب)

(فواتح الرحموت شرح مسلم الثبوت: جلد دوم: ص294-دار الکتب العلمیہ بیروت)

منقولہ بالا عبارت میں (وطائفۃ) ممن عداہم) سے مراد یہ ہے کہ بہت سے غیر حنفی فقہا بھی قطعیات (ضروریات اہل سنت) کے انکار پر حکم کفر عائد کرتے ہیں۔

اجماع، قیاس اور خبر واحد کا دلیل شرعی ہونا حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے تواتر کے ساتھ ثابت نہیں، بلکہ دلائل سے ثابت ہے۔ان امور کے دلیل شرعی ہونے پر حضرات صحابہ کرام کا اجماع ہے۔اجماع شرعی کا دلیل شرعی ہونا امور متواترہ اور ضروریات دین سے نہیں، اس لیے اجماع سے ثابت ہونے والے امور بھی ضروریات دین سے نہیں۔

ضروریات دین میں جو اجماع پایا جاتا ہے، وہ اجماع شرعی نہیں، بلکہ اجماع متّصل ہے۔اجماع شرعی اور اجماع متّصل کی بحث ''ضروریات دین اور عہد حاضر کے منکرین''(دفتر اول) میں مرقوم ہے۔

(2)امام اہل سنت علیہ الرحمۃ والرضوان نے رقم فرمایا:

(اقول: تحقیق المقام اَنَّ اَکْثَرَ الْحَنفیة یُکَفِّرُوْنَ بانکار کل مقطوع به کما ہو مُصَرَّحٌ فی رد المحتار وغیرہ-وہم ومن وافقہم،ہم القائلون بانکار کل مجمع علیه-بَعْدَ مَا کَانَ الْاِجْمَاعُ قَطْعِیًّا نَقْلًا وَدَلَالَةً-وَلَاحَاجَةَ اِلٰی وجود النص-وَالْمُحَقِّقُوْنَ لَا یُکَفِّرُوْنَ اِلَّا بانکارمَا عُلِمَ مِنَ الدِّیْنِ ضَرُوْرَةً بحیث یشترک فی معرفته الخاص والعام المخالطون للخواص-فان کان المجمع عَلَیْهِ ہکذا-کَفَرَ مُنْکِرُہ-وَاِلَّا،لَا-وَلا حَاجَةَ عند ہم اَیْضًا اِلٰی وجود نَصٍّ-فَاِنَّ کَثِیْرًا مِنْ ضَرُوْرِیَاتِ الدِّیْنِ مِمَّا لَا نَصَّ عَلَیْهِ کَمَا یَظْهَرُبِمُرَاجَعَةِ

"الاعلام"وغیرہ- فالتقیید بوجود النص ضائع علی القولین فاعرف)

(المعتمد المستند:ص195-المجمع الاسلامی مبارک پور)

ترجمہ:اقول:اس مقام کی تحقیق یہ ہے کہ اکثر فقہائے احناف قطعی امر کے انکار پر تکفیر کرتے ہیں،جیسا کہ اس کی تصریح رد المحتار وغیرہ میں ہے،اور یہ فقہائے احناف اور ان کے موافقین ہر اجماعی امر کے انکار پر تکفیر فرماتے ہیں،بشرطے کہ وہ اجماع روایت ودلالت کے اعتبار سے قطعی ہو،اور (اس امر قطعی سے متعلق) نص کا وجود ضروری نہیں۔

اور محققین (متکلّمین) صرف اس امر کے انکار پر تکفیر کرتے ہیں جو ضروری دینی ہو،اس طرح کہ اس کی معرفت میں خواص اور خواص کے صحبت یافتہ عوام شریک ہوں،پس اگر اجماعی امر ایسا ہو تو اس کا منکر کافر ہے،ورنہ کافر نہیں،اور متکلّمین کے یہاں بھی نص کا وجود ضروری نہیں،اس لیے کہ بہت سی ضروریات دین وہ ہیں جن پر نص نہیں،جیسا کہ "الاعلام بقواطع الاسلام" وغیرہ کے مطالعہ سے ظاہر ہے،پس وجود نص کی قید لگانا دونوں قول کے مطابق رائیگاں ہے،پس اس کو جان لو۔

منقولہ بالا عبارت میں (وہم ومن وافقہم،ہم القائلون بانکار کل مجمع علیہ) سے مراد یہ ہے کہ بہت سے غیر حنفی فقہا بھی قطعیات اجماعیہ غیر ضروریہ (ضروریات اہل سنت) کے انکار پر حکم کفر عائد کرتے ہیں۔

فقہائے احناف ہر قطعی امر کے انکار پر حکم کفر جاری کرتے ہیں،خواہ وہ ضروریات دین میں سے ہو،یا ضروریات اہل سنت میں سے۔جس امر پر حضرات صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین کا

اجماع قطعی ہو، اور قطعی طور پر منقول ہو، یعنی تواتر کے ساتھ منقول ہو، اور اپنے مفہوم پر دلالت میں قطعی ہو، جیسے خلافت صدیقی پر حضرات صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین کا اجماع قطعی ہے۔اس کا انکار فقہائے احناف کے یہاں کفر ہوگا۔

مسئلہ تکفیر اور مذہب متکلّمین و مذہب فقہا

(1)باب تکفیر میں دو مذہب ہیں: مذہب متکلّمین اور مذہب فقہا۔

(2)تکفیر کے دونوں طریقے حضرات صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین سے منقول ہیں۔اس کی تفصیلی بحث،البرکات: رسالہ دوازدہم: باب نہم: فصل سوم میں ہے۔

(3)باب اعتقادیات میں اہل سنت وجماعت کے دو طبقے ہیں: ماتریدیہ واشعریہ۔

امام اہل سنت حضرت ابو منصور ماتریدی (238-333ھ)باب فقہیات میں حضرت امام اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مقلد ہیں۔امام اہل سنت حضرت ابوالحسن اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ (260-324ھ)باب فقہیات میں حضرت امام شافعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مقلد ہیں۔اس کی تفصیل: البرکات: رسالہ دوم: باب دوم میں ہے۔

علامہ سید مرتضیٰ حسینی زبیدی بلگرامی نے رقم فرمایا:(ہذہ المسائل التی تلقاہا الامامان الاشعری والماتریدی ہی اصول الائمۃ رحمہم اللّٰہ تَعَالٰی فالاشعری بَنٰی کُتُبَہ عَلٰی مسائل من مذہب الامامین مالک والشافعی- اخذ ذٰلک بوسائط فَاَیَّدَہَا وَہَذَّبہَا- والماتریدی کذلک اَخَذَہَا من نصوص الامام ابی حنیفۃ وہی فی خمسۃ کُتُبٍ(۱)الفقہ الاکبر (۲) والرسالۃ(۳) والفقہ الا بسط(۴)و کتاب العلم

والمتعلم (۵) والوصیۃ)

(اتحاف السادۃ المتقین شرح احیاء علوم الدین: جلد دوم:ص13)

ترجمہ: یہ مسائل جن کو امام اشعری وامام ماتریدی نے اختیار کیا، وہ ائمہ مجتہدین علیہم الرحمۃ والرضوان کے اصول ہیں، پس امام اشعری نے اپنی کتابوں کی بنیاد مذہب امام مالک ومذہب امام شافعی کے مسائل پر رکھی۔ ان مسائل کو امام اشعری نے چند واسطوں سے حاصل کیا ، پس ان کی تائید وتقویت کی اور ان کو مہذب کیا۔ اسی طرح امام ماتریدی نے ان مسائل کو امام اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ارشادات سے اخذ کیا اور یہ ارشادات پانچ کتابوں میں ہیں :(۱) فقہ اکبر (۲) رسالہ (۳) فقہ ابسط (۴) کتاب العلم والمتعلم (۵) وصیت۔

(4) حضرت امام اعظم ابو حنیفہ اور حضرت امام شافعی رضی اللہ تعالیٰ عنہما باب تکفیر میں اسی مذہب پر تھے ، جس کو آج مذہب متکلّمین کہا جاتا ہے، یعنی امام ماتریدی وامام اشعری اور دیگر متکلّمین اسلام نے باب تکفیر میں مذکورہ مجتہدین اسلام کے طریق کار کو اختیار فرمایا۔

اس کی تفصیل: البرکات النبویہ: رسالہ دوم: باب دوم میں ہے۔

امام ابن ہمام حنفی نے رقم فرمایا:

(اِنَّ الْحُکْمَ بِکُفْرِ مَنْ ذَکَرْنَا مِنْ اَہْلِ الاہواء -مَعَ مَا ثَبَتَ عَنْ اَبِیْ حنیفۃ والشافعی رحمہم اللّٰہ من عدم تکفیر اہل القبلۃ من المبتدعۃ کلہم-محملہ ان ذلک المعتقد نفسہ کُفْرٌ- فَالْقَائِلُ بِہٖ قَائِلٌ بِمَا ہُوَ کُفْرٌ-وَاِنْ لَمْ یُکَفَّرْ بِنَاءً عَلٰی کَوْنِ قَوْلہ ذلک عن استفراغ وسعہ مُجْتَہِدًا فی طلب الحق)(فتح القدیر :جلداول :ص304)

ترجمہ: ہمارے ذکر کردہ اہل بدعات کے کفر کا حکم (باوجودے کہ حضرت امام ابو حنیفہ اور حضرت امام شافعی رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے تمام اہل قبلہ مبتدعین کی عدم تکفیر ثابت ہے)،اس کا معنی ہے کہ یہ عقیدہ فی نفسہ کفر ہے،پس اس کا قول کرنے والا کفر کا قول کرنے والا ہے،گرچہ ہم اس کی تکفیر نہ کریں اس بنیاد پر کہ اس کا وہ قول حق کی طلب میں کوشش کرتے ہوئے اپنی وسعت وقوت کو صرف کرنے کے ساتھ ہو۔

ضروریاتِ اہل سنت کے انکار پر کفر فقہی کا حکم

بہت سے صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین قطعیات غیر ضروریہ (ضروریات اہل سنت) کے منکر کی تکفیر فرماتے تھے۔قرآن مقدس کے غیر مخلوق ہونے کا مسئلہ ضروریات اہل سنت سے ہے۔بہت سے صحابہ کرام وتابعین عظام رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین خلق قرآن کے قائلین کی تکفیر فرماتے تھے۔یہ تکفیر فقہی ہے۔ضروریات دین کا انکار تکفیر کلامی ہے۔

امام اہل سنت علیہ الرحمۃ والرضوان نے رقم فرمایا:(وَقَدْ تَوَاتَرَ عن الصحابة والتابعين العظام والمجتهدين الاعلام عليهم الرضوان التام،اِكْفَارُ الْقَائِلِ بِخَلْقِ الكلام كَمَا نَقَلْنَا نُصُوْصًا كَثِيْرًامنهم فى(سبحٰن السبوح عن عيب كذب مقبوح)وَهُمُ الْقُدْوَةُ لِلْفُقَهَاءِ الْكِرَامِ فِىْ اِكْفَارِكُلِّ مَنْ اَنْكَرَ قَطْعِيًّا- وَالْمُتَكَلِّمُوْنَ خَصُّوْهُ بالضرورى- وهوالاحوط) (المعتمد المستند: ص50)

ترجمہ: حضرات صحابہ کرام، تابعین عظام اور مجتہدین اعلام رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین سے قرآن مقدس کو مخلوق ماننے والے کی تکفیر متواتر ہے،جیسا کہ ہم نے ان حضرات کے بہت سے

اقوال سبحان السبوح میں نقل کیے ،اور یہی حضرات امر قطعی کے ہر منکر کی تکفیر کے باب میں فقہائے کرام کے پیشوا ہیں ،اور متکلّمین نے تکفیر کو ضروری دینی کے ساتھ خاص کیا،اور یہ زیادہ احتیاط والا طریقہ ہے۔

ضروریات اہل سنت کا انکار اور امام احمد بن حنبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ

حضرات ائمہ اربعہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین میں سے حضرت امام اعظم ابوحنیفہ اور حضرت امام شافعی رضی اللہ تعالیٰ عنہما باب تکفیر میں اسی مذہب پر ہیں ،جس کو بعد میں مذہب متکلّمین کہا گیا۔امام المتکلّمین ابو منصور ماتریدی (۲۳۸ھ-۳۳۳ھ)امام اعظم ابوحنیفہ کے مقلد ہیں اور امام ابوالحسن اشعری (۲۶۰ھ-۳۴۲ھ)حضرت امام شافعی کے مقلد ہیں : (رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین)ان دونوں کے متبعین اشعریہ وماتریدیہ کہلاتے ہیں۔

کتاب الشفا میں منقول حضرت امام مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بعض اقوال سے ظاہر ہوتا ہے کہ وہ باب تکفیر میں اس مذہب پر ہیں جس کو بعد میں مذہب فقہا کہا گیا۔

فقہائے احناف اوران کے مؤیدین ضروریات دین کی قسم دوم یعنی ضروریات اہل سنت کے انکار پر بھی حکم کفر عائد کرتے ہیں۔ حضرات ائمہ مجتہدین میں سے حضرت امام احمد بن حنبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بھی یہی مذہب ہے۔آپ خلق قرآن کے قائلین کی تکفیر فرماتے تھے ،حالاں کہ قرآن مقدس کے غیر مخلوق ہونے کا مسئلہ ضروریات دین میں سے نہیں ،بلکہ ضروریات اہل سنت میں سے ہے۔

معتزلہ اور جہمیہ وغیرہ قرآن مجید کو مخلوق مانتے تھے ،اس سبب سے ان لوگوں پر کفر فقہی کا حکم

عائد کیا گیا۔ حضرت امام احمد حنبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور ان کے عہد کے بہت سے فقہائے کرام ومحدثین عظام نے خلق قرآن کے قائلین کو کافر قرار دیا۔ یہ حضرات کافر فقہی کے لیے ''من شک فی کفرہ فقد کفر'' کی اصطلاح بھی استعمال فرماتے تھے۔ رسالہ حاضرہ کے باب نہم میں اس کی تفصیل مرقوم ہے۔ چند اقوال مندرجہ ذیل ہیں۔

(1) امام احمد بن حنبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے نقل فرمایا:

(قال ابوبکر بن عیاش:من قال :القرآن مخلوق فھوکافر-ومن شک فی کفرہ فھوکافر)(الورع للامام احمد بن حنبل: جلد اول:ص88-مکتبہ شاملہ)

ترجمہ: محدث ابوبکر عیاش نے فرمایا: جو کہے کہ قرآن مخلوق ہے، وہ کافر ہے اور جو اس کے کفر میں کرے، وہ کافر ہے۔

(2) امام مسدد بن مسرہد بصری نے معتزلہ، جہمیہ وغیرہ کے فتنوں کے زمانے میں حضرت امام احمد بن حنبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے چند سوالات کیے۔ امام احمد بن حنبل نے جواب میں ایک رسالہ تصنیف فرمایا جو ''العقیدہ'' کے نام سے مشہور ہے۔ آپ نے رقم فرمایا:

(وآمرکم أن لا تؤثروا علی القرآن شیئا-فإنه کلام اللّٰہ وما تکلم اللّٰہ به فلیس بمخلوق-وما أخبر به عن القرون الماضیة فلیس بمخلوق- وما فی اللوح المحفوظ وما فی المصحف وتلاوة الناس وکیفما وصف فھو کلام اللّٰہ غیر مخلوق-فمن قال مخلوق فھو کافر باللّٰہ العظیم-ومن لم یکفرہ فھو کافر)

(العقیدۃ للامام احمد بن حنبل-روایت محدث خلال حنبلی-ص60-مکتبہ شاملہ)

ترجمہ: میں تمہیں حکم دیتا ہوں کہ قرآن مجید پر کسی چیز کو ترجیح مت دو، اس لیے کہ وہ اللہ تعالیٰ کا کلام ہے، اور اللہ تعالیٰ کا کلام مخلوق نہیں ،اور جس کلام کے ذریعہ قرون ماضیہ کی خبر دی، وہ مخلوق نہیں ،اور جو لوح محفوظ میں ہے ،وہ مخلوق نہیں۔ جو مصحف میں اور لوگوں کی تلاوت میں ہے، اور اس کا جو بھی وصف بیان کیا جائے، وہ اللہ تعالیٰ کا کلام ہے، غیر مخلوق ہے، پس جو کہے کہ قرآن مجید مخلوق ہے، وہ اللہ تعالیٰ کا انکار کرنے والا ہے، اور جو اس کو کافر نہ کہے، وہ کافر ہے۔

قرآن مجید جو کلام الٰہی ہے ،اس کے غیر مخلوق ہونے کی عمدہ بحث امام اہل سنت قدس سرہ العزیز نے "انوار المنان فی توحید القرآن" میں رقم فرمائی ہے۔ قرآن مجید کے غیر مخلوق ہونے کا مسئلہ ضروریات اہل سنت میں سے ہے۔ یہ مسئلہ حضور اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام سے تواتر کے ساتھ ثابت نہیں، لہٰذا یہ ضروریات دین میں سے نہیں ہے۔

فصل سوم

ضروریات اہل سنت کا انکار اور فقہائے احناف

(1) امام ابن حجر ہیتمی نے نقل فرمایا:

(وَلَا یَکْفُرُ بانکار قطعی غیر ضروری کاستحقاق بنت الابن السدس مع بنت الصلب-وظاہر کلام الحنفیۃ کُفْرُہٗ-ویجب حملہ اَیْ بناءً علٰی قواعدہم علٰی مُنْکِرٍ

عَلِمَ اَنَّهٗ قَطْعِیٌّ-وَاِلَّا فَلَا یَكْفُرُ-اِلَّا اذا ذكر له اہل العلم انه من الدين وانه قطعى فتمادى فيما ہو عليه عنادًا فَيَكْفُرُلظهور التكذيب منه حينئذ كما دل عليه كلام امام الحرمين)(الفتاوى الحديثيه: ص141-دار الفكر بيروت)

ترجمہ: قطعی غیر بدیہی کے انکار پر تکفیر نہیں کی جائے گی، جیسے بیٹی کے ساتھ پوتی کے سدس کے مستحق ہونے کا مسئلہ، اور فقہائے احناف کے کلام کا ظاہری مفہوم اس کا کفر ہونا ہے، اور احناف کے قوانین کے مطابق اس کو ایسے منکر پر محمول کرنا ضروری ہے، جس کو علم ہو کہ وہ یقینی ہے، ورنہ (لاعلمی کی حالت میں انکار پر) کافر نہیں ہو گا، مگر جب اہل علم اسے بتا دیں کہ وہ دین کا مسئلہ ہے اور وہ قطعی ہے، پھر وہ (حق سے) عناد کے سبب اپنے قول پر اصرار کرے تو وہ کافر ہو گا، اس وقت اس کی جانب سے تکذیب کے ظاہر ہونے کی وجہ سے، جیسا کہ امام الحرمین عبد الملک جوینی کا کلام اسی مفہوم کو بتاتا ہے۔

علامہ ہیتمی کے قول (وظاہر کلام الحنفیۃ کفرہ) سے ثابت ہے کہ فقہائے احناف قطعی غیر ضروری (ضروریات اہل سنت) کے انکار پر حکم کفر جاری کرتے ہیں۔

(علم انہ قطعی) سے ثابت ہے کہ منکر کو ضروریات اہل سنت کی قطعیت کا علم ہو۔

منقولہ بالا عبارت میں ضروری دینی کی قسم دوم کو قطعی غیر ضروری کہا گیا اور یہ بتایا گیا کہ حنفی فقہا قطعی غیر ضروری کے انکار پر بھی کفر کا حکم عائد کرتے ہیں۔

فقہائے احناف کے یہاں ہر قطعی کے انکار پر حکم کفر عائد ہو گا۔ خواہ وہ امر قطعی بالمعنیٰ الاخص (ضروریات دین) ہو، یا قطعی بالمعنیٰ الاعم (ضروریات اہل سنت)، جب کہ منکر کو معلوم

ہوکہ یہ قطعی ہے۔ضروریات اہل سنت کے انکار پر کفر فقہی کا حکم عائد ہوتا ہے۔

امام الحرمین عبد الملک بن ابو محمد جوینی شافعی (۴۱۹ھ-۴۷۸ھ) کے کلام سے واضح ہے کہ اگر کسی نے ضروریات اہل سنت میں سے کسی امر کا انکار لاعلمی کی حالت میں کیا، پھر اسے بتادیا گیاکہ یہ قطعی ہے،اس کے باوجود محض اپنی ہٹ دھرمی کے سبب انکار کیا تو یہ استخفاف بالدین وکفر عنادی ہے۔اس کے سبب متکلّمین کے یہاں بھی کفر کا حکم عائد ہوگا۔

اگر عناد و ہٹ دھرمی کے سبب انکار نہیں کیا،بلکہ تاویل فاسد کے سبب انکار کیا تو متکلّمین کے یہاں ضلالت وگمرہی کا حکم ہے اور فقہائے احناف کے یہاں کفر کا حکم ہے۔

(2)امام اہل سنت علیہ الرحمۃ والرضوان نے رقم فرمایا:

(اقول :تحقیق المقام اَنَّ اَکْثَرَ الْحَنفیة یُکَفِّرُوْنَ بانکارکل مقطوع به کما ہومُصَرَّحٌ فی رد المحتار وغیرہ-وہم ومن وافقہم،ہم القائلون بانکارکل مجمع علیه-بَعْدَ مَا کَانَ الْاِجْمَاعُ قَطْعِیًّا نَقْلًا وَدَلَالَةً-وَلَاحَاجَةَ اِلٰی وجود النص-وَالْمُحَقِّقُوْنَ لَا یُکَفِّرُوْنَ اِلَّا بانکارمَا عُلِمَ مِنَ الدِّیْنِ ضَرُوْرَةً بحیث یشترک فی معرفته الخاص والعام المخالطون للخواص-فان کان المجمع عَلَیْهِ ہکذا-کَفَرَ مُنْکِرُہ-وَاِلَّا،لَا-وَلَا حَاجَةَ عند ہم اَیْضًا اِلٰی وجود نَصٍّ-فَاِنَّ کَثِیْرًا مِنْ ضَرُوْرِیَاتِ الدِّیْنِ مِمَّا لَا نَصَّ عَلَیْهِ کَمَا یَظْہَرُبِمُرَاجَعَةِ "الاعلام"وغیرہ- فالتقیید بوجود النص ضائع علی القولین فاعرف)

(المعتمد المستند:ص195-المجمع الاسلامی مبارک پور)

ترجمہ:اقول:اس مقام کی تحقیق یہ ہے کہ اکثر فقہائے احناف قطعی امر کے انکار پر تکفیر کرتے

ہیں، جیسا کہ اس کی تصریح رد المحتار وغیرہ میں ہے، اور یہ فقہائے احناف اور ان کے موافقین ہر اجماعی امر کے انکار پر تکفیر فرماتے ہیں، بشرطے کہ وہ اجماع روایت و دلالت کے اعتبار سے قطعی ہو، اور (اس امر قطعی سے متعلق) نص کا وجود ضروری نہیں۔

اور محققین (متکلّمین) صرف اس امر کے انکار پر تکفیر کرتے ہیں جو ضروری دینی ہو، اس طرح کہ اس کی معرفت میں خواص اور خواص کے صحبت یافتہ عوام شریک ہوں، پس اگر اجماعی امر ایسا ہو تو اس کا منکر کافر ہے، ورنہ کافر نہیں، اور متکلّمین کے یہاں بھی نص کا وجود ضروری نہیں، اس لیے کہ بہت سی ضروریات دین وہ ہیں جن پر نص نہیں، جیسا کہ ''الاعلام بقواطع الاسلام'' وغیرہ کے مطالعہ سے ظاہر ہے، پس وجود نص کی قید لگانا دونوں قول کے مطابق رائیگاں ہے، پس اس کو جان لو۔

ضروریات دین قطعی بالمعنیٰ الاخص امور دینیہ ہیں اور ضروریات اہل سنت قطعی بالمعنیٰ امور دینیہ ہیں۔ فقہائے احناف ہر قطعی امر کے انکار پر حکم کفر جاری کرتے ہیں، خواہ وہ ضروریات دین میں سے ہو، یا ضروریات اہل سنت میں سے۔ جس امر پر حضرات صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین کا اجماع قطعی ہو، اور یہ قطعی طور پر منقول ہو، یعنی تواتر کے ساتھ منقول ہو، اور اپنے مفہوم پر دلالت میں قطعی ہو، جیسے خلافت صدیقی پر حضرات صحابہ کرام کا اجماع قطعی ہے اور یہ تواتر کے ساتھ منقول ہے، لہٰذا یہ ضروریات اہل سنت میں سے ہے۔ اس کا انکار فقہائے احناف اور ان کے مؤیدین کے یہاں کفر ہے۔

امام اہل سنت کے قول (تحقیق المقام ان اکثر الحنفیۃ یکفرون بانکارکل مقطوع

به) سے ثابت ہے کہ اکثر فقہائے احناف ہر قطعی کے انکار پر حکم کفر جاری کرتے ہیں۔

قطعی کی دو قسم ہے:(1)قطعی بالمعنیٰ الاخص (2)قطعی بالمعنیٰ الاعم۔

قطعی بالمعنیٰ الاخص ضروریات دین ہیں اور قطعی بالمعنیٰ الاعم ضروریات اہل سنت۔

فقہائے کرام اکبر ظن کو بھی قطعی بالمعنیٰ الاعم کہتے ہیں،وہ ظنی ملحق بالقطعی ہے۔وہ متکلمین کے یہاں ظنی ہے۔وہ امر دینی جو متکلمین کے یہاں قطعی بالمعنیٰ الاعم ہو،وہ ضروریات اہل سنت میں سے ہے۔اس کے انکار پر فقہائے احناف حکم کفر جاری کرتے ہیں۔

(3)علامہ فضل رسول بدایونی نے رقم فرمایا:

(وَاَمَّا مَا ثَبَتَ قَطْعًا-وَلَمْ یَبْلُغْ حَدَّ الضَّرُوْرَةِ-کاستحقاق بنت الابن السدس مع البنت الصلبیة باجماع المسلمین-فظاہرکلام الحنفیة الاکفار بجحده-فانہم لَمْ یَشْتَرِطُوْا فی الاکفارسوی القطع فی الثبوت-لا بُلُوْغ العلم به حَدَّ الضَّرورة-ویجب حمله ما اذا عَلِمَ الْمُنْکِرُثُبُوْتَهٗ قَطْعًا-لِاَنَّ مَنَاطَ التَّکْفِیْرِ-وہو التکذیب او الاستخفاف بالدین-اِنَّمَا یَکُوْنُ عِنْدَ ذلک-اَمَّا اِذَا لَمْ یَعْلَمْ،فَلَا-اِلَّا اَنْ یَذْکُرَ لَهٗ اَہْلُ الْعِلْمِ ذلک-اَیْ اَنَّ ذٰلِکَ الْاَمْرَ مِنَ الدِّیْنِ قَطْعًا-فَیَتَمَادّٰی فِیْمَا ہُوَ فِیْهِ عِنَادًا-فَیُحْکَمُ فِیْ ہٰذَا الْحَالِ بِکُفْرِہ لِظُہُوْرِ التَّکْذِیْبِ)

(المعتقد المنتقد:ص212-المجمع الاسلامی مبارک پور)

ترجمہ:اور جو قطعی طور پر ثابت ہو،اور ضرورت وبداہت کی حد تک نہ پہنچا ہو،جیسے مسلمانوں کے اجماع سے پوتی کا صلبی بیٹی کے ساتھ چھٹے حصے کا مستحق ہونا،پس فقہائے احناف کے کلام کا

ظاہری مفہوم اس کے انکار کے سبب تکفیر کرنا ہے، کیوں کہ فقہائے احناف نے تکفیر کے لیے صرف ثبوت کے قطعی ہونے کی شرط لگائی، اس کے علم کے ضرورت وبداہت کی حد تک پہنچنے کی شرط نہیں لگائی۔

اور اس (فقہائے احناف کے کلام) کو اس پر محمول کرنا ضروری ہے کہ جب منکر کو اس کے ثبوت کا قطعی علم ہو، اس لیے کہ تکفیر کی بنیاد یعنی تکذیب یا استخفاف بالدین علم قطعی کے وقت ہی متحقق ہوگا، لیکن جب اس (امر دینی) کو (قطعی طور پر) نہ جانے تو تکفیر نہیں، مگر جب اہل علم اس کو یہ بات بتادیں، یعنی یہ دینی امر قطعی ہے، پھر وہ بطور عناد اسی (انکار) پر اصرار کرے تو اس صورت میں تکذیب کے ظاہر ہونے کے سبب اس پر کفر کا حکم لگایا جائے گا۔

علامہ فضل رسول بدایونی قدس سرہ العزیز کے قول (ویجب حمله علی ما اذا علم المنکرثبوته قطعا) سے ثابت ہے کہ منکر کو ضروریات اہل سنت کی قطعیت کا علم ہو۔

(فانهم لم یشترطوا فی الاکفارسوی القطع فی الثبوت) سے ثابت ہے کہ فقہائے احناف ہر قطعی کے انکار پر حکم کفر نافذ کرتے ہیں۔

(4) امام اہل سنت قدس سرہ العزیز نے رقم فرمایا:

(اقول وحق التحقیق ما اَشَرْنَا اِلَیْهِ مرارًا من الفرق بین الکفر والاکفار- فالکفریتحقق عند اللّٰه تَعَالٰی بتحقیق التکذیب او الاستخفاف-ولا یشترط معه ثبوت اصلًا- فضلًا عن القطع-فضلًا عن الضرورة-والاکفار لا یَجُوْزُ اِلَّا اِذَا تَحَقَّقَ لَنَا قَطْعًا اَنَّه مُکَذِّبٌ اَوْ مُسْتَخِفٌّ-وَلَا قَطْعَ اِلَّا فی الضروریات-لِاَنَّ فی غیرہا -لَهٗ

اَنْ یَقُوْلَ :لَمْ یَثْبُتْ عِنْدِیْ-اَمَّا اِذَا اَقَرَّ بالثبوت ثم جحد-فقد عُلِمَ التَّکذیب-وَلَا وَجْہَ حِیْنَئِذٍ لِلتَّوَقُّف فی الاکفار لِحُصُوْلِ الْعِلْمِ بوجود المدار-فَالْحَقُّ مع الحنفیة علٰی ہذا الوجه الذی قَرَّرْنَا-فاحفظ فانه مُہِمٌّ)

(المعتمد المستند:ص212-المجمع الاسلامی مبارک پور)

ترجمہ:اور حق تحقیق کفر وتکفیر میں فرق کرنا ہے جس کی طرف ہم نے کئی بار اشارہ کیا،پس کفر اللہ تعالیٰ کے نزدیک تکذیب یا تنقیص کے تحقق سے متحقق ہوجاتا ہے،اوراس کے ساتھ ثبوت کی بالکل شرط نہیں،چہ جائے کہ قطعی ہونے کی شرط،چہ جائے کہ بدیہی ہونے کی شرط(کیوں کہ رب تعالیٰ سب کچھ معلوم ہے،پس وہ عنداللہ کافر ہوگا)

اور تکفیر اسی وقت جائز ہے،جب ہمارے لیے قطعی طورپر ثابت ہوجائے کہ وہ تکذیب کرنے والا یا تنقیص کرنے والا ہے،اورصرف ضروریات دین میں یقین ہے،کیوں کہ غیر ضروریات میں اس کوکہنے کا حق ہے کہ میرے نزدیک ثابت نہیں،لیکن جب ثبوت کااقرار کر لے،پھر انکار کرے تو تکذیب کا علم ہوگیا،اورمدار تکفیر کے وجود کاعلم ہوجانے کے سبب اس وقت تکفیر میں توقف کی کوئی وجہ نہیں ہے،پس جس طریقے پر ہم نے تشریح کی،اس طریقے پر حق فقہائے احناف کے ساتھ ہے،پس اس کویادرکھو،کیوں کہ یہ اہم امر ہے۔

امام اہل سنت قدس سرہ العزیز کے قول(اما اذا اقربالثبوت ثم جحد)سے ثابت ہے کہ منکر کوضروریات اہل سنت کی قطعیت کاعلم ہو۔

منقولہ بالااقتباس میں امام اہل سنت قدس سرہ العزیز نے فقہائے احناف کے مذہب کی خوبی

بیان فرمائی، لیکن وہ باب تکفیر میں متکلمین کے مذہب پر ہیں۔فقہا کے مذہب پر نہیں۔کسی امر کی خوبی بیان کرنا الگ امر ہے،اور اسے اختیار کرنا الگ امر ہے۔

(5)علامہ شامی نے رقم فرمایا:

(ولذا ذکر فی المسایرة:اَنَّ مَا ینفی الاستسلام اویوجب التکذیب فهوکُفْرٌ-فما ینفی الاستسلام،کُلُّ مَا قَدَّمْنَاهُ عَن الحنفیة-اَیْ مِمَّا یدل علی الاستخفاف وما ذکر قبله من قتل نبی-اذ الاستخفاف فیه اظهر-وما یوجب التکذیب بجحْدُ کُلِّ مَا ثَبَتَ عن النبی صلی اللّٰه علیه وسلم اِدِّعَائُه ضرورةً-واما ما لم یبلغ حد الضرورة کاستحقاق بنت الابن السدس مع البنت باجماع المسلمین فظاهرکلام الحنفیة الاکفار بجحده-فانهم لم یشرطوا سوی القطع فی الثبوت- ویجب حمله علیٰ ما اذا عَلِمَ المنکر ثبوته قَطْعًا-لان مناط التکفیر وهو التکذیب او الاستخفاف عند ذلک یکون-اما اذا لم یعلم فلا-الا ان یذکر له اهل العلم ذلک فَیَلَجُّ-الخ-وهذا موافق لما قدمناه عنه من انه یکفر بانکار ما اجمع علیه بعد العلم به)(ردالمحتار: جلد چهارم:ص407-دارالفکر بیروت)

ترجمہ:اسی لیے مسایرہ میں ذکر کیا گیا کہ جو استسلام کے منافی ہو،یا تکذیب کا سبب ہو،وہ کفر ہے،پس ہر وہ امر استسلام کی نفی کرتا ہے جو ہم نے ائمہ احناف (کے حوالے) سے ماقبل میں بیان کیا،یعنی جو استخفاف پر دلالت کرے اور جو اس سے قبل ذکر کیا گیا یعنی کسی نبی علیہ السلام کا قتل،اس لیے کہ قتل میں استخفاف وبے ادبی زیادہ ظاہر ہے،اور ہر وہ امر جس کی نسبت حضور

اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی طرف بداہۃً ثابت ہو،اس کا انکار تکذیب کا سبب ہے۔

لیکن جو ضرورت وبداہت کی حد تک نہ پہنچا ہو، جیسے مسلمانوں کے اجماع سے پوتی کا بیٹی کے ساتھ چھٹے حصے کا مستحق ہونا،پس فقہائے احناف کے کلام کا ظاہری مفہوم اس کے انکار کے سبب تکفیر کرنا ہے ،کیوں کہ فقہائے احناف نے تکفیر کے لیے صرف ثبوت کے قطعی ہونے کی شرط لگائی۔(اس کے علم کے ضرورت وبداہت کی حد تک پہنچنے کی شرط نہیں لگائی)

اور اس (فقہائے احناف کے کلام)کو اس پر محمول کرنا ضروری ہے کہ جب منکر کو اس کے ثبوت کا قطعی علم ہو،اس لیے کہ تکفیر کی بنیاد یعنی تکذیب یا استخفاف بالدین علم قطعی کے وقت ہی متحقق ہوگا،لیکن جب اس (امر دینی)کو (قطعی طور پر) نہ جانے تو تکفیر نہیں ،مگر جب اہل علم اس کو یہ بات بتادیں،پس وہ ضد کرے:الخ۔یہ اس کے موافق ہے جو ہم نے ماقبل میں صاحب در مختار سے نقل کیا کہ اجماعی امر کے علم کے بعد اس کا انکار کفر ہے۔

یعنی یہ جان لینے کے بعد کہ یہ دینی امر قطعی ہے ،پھر بھی وہ بطور عناد اسی انکار پر اصرار کرے تو اس صورت میں تکذیب کے ظاہر ہونے کے سبب اس پر کفر کا حکم لگایا جائے گا۔

علامہ شامی کے قول (ویجب حملہ علی ما اذا علم المنکرثبوتہ قطعا)سے ثابت ہے کہ منکر کو ضروریات اہل سنت کی قطعیت کا علم ہو۔

(فانہم لم یشرطوا سوی القطع فی الثبوت)سے ثابت ہے کہ فقہائے احناف ہر قطعی کے انکار پر حکم کفر نافذ کرتے ہیں۔

ضروریات اہل سنت کی قطعیت کا علم ہوجانے کے بعد تاویل کے ساتھ اس کا انکار فقہائے

احناف اور ان کے مؤیدین یہاں کفر فقہی ہے۔اگر ضروریات اہل سنت کے علم قطعی کے بعد ضروریات اہل سنت کا بلا تاویل انکار کرے تو یہ استخفاف بالدین اور کفر عنادی ہے۔اس صورت میں فقہا و متکلّمین سب کے یہاں حکم کفر عائد ہوگا۔ متکلّمین اس وقت حکم کفر جاری کریں گے جب انکار مفسر و متعیّن ہو،اور فقہائے کرام انکار متبین میں بھی حکم کفر نافذ کرتے ہیں۔الحاصل ضروریات اہل سنت کے انکار کی ایک صورت ایسی ہے کہ متکلّمین کے یہاں بھی حکم کفر ثابت ہوتا ہے، یعنی ضروریات اہل سنت کی قطعیت کا علم یقینی ہونے کے بعد انکار کرنے پر۔ یہ اسی طرح ہے کہ کوئی حدیث موضوع کو حدیث نبوی اعتقاد کرکے اس کا انکار کرے، پس استخفاف بالرسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور عزم کفر کے سبب حکم کفر عائد ہوگا۔

(6)امام حصکفی نے رقم فرمایا:

(والکفرلغةً-اَلتَّستُّرُ-وَشَرعًا-تکذیبه صلی اللّٰه علیه وسلم فی شیء مما جاء به من الدین ضرورة)(الدرالمختار:جلد چہارم:ص407-مکتبہ شاملہ)

ترجمہ:کفر کا لغوی معنی چھپانا ہے ،اور شرعی معنی، حضوراقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تکذیب کرنا ہے اس بدیہی امر دینی میں جو حضوراقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم لائے۔

(7)علامہ شامی نے امام حصکفی کے قول کی تشریح میں رقم فرمایا:

(وظاہر کلامه تخصیص الکفر بجحد الضروری فقط-مَعَ اَنَّ الشرط عندنا ثبوته علٰی وجه القطع-وان لم یکن ضروریًّا-بل قد یکون استخفافًا من قول او فِعْلٍ کَمَا مَرَّ)(ردالمحتار :جلد چہارم:ص407-دارالفکر بیروت)

ترجمہ:امام حصکفی کے کلام کا ظاہری مفہوم کفر کو صرف ضروری دینی کے ساتھ خاص کرنا ہے ،باوجودے کہ ہمارے (فقہائے احناف کے)یہاں اس کا قطعی طور پر ثابت ہونا ہے، گرچہ وہ بدیہی نہ ہو،بلکہ کبھی قول یا فعل کے ذریعہ استخفاف کفر ہوتا ہے۔

علامہ شامی کے قول(مع ان الشرط عند نا ثبوته علی وجه القطع -وان لم یکن ضروریا)سے ثابت ہے کہ فقہائے احناف ہر قطعی کے انکار پر حکم کفر نافذ کرتے ہیں۔

فقہائے احناف اور ان کے مؤیدین ہر قطعی امر کے انکار پر حکم کفر جاری کرتے ہیں، خواہ وہ ضروریات دین میں سے ہو،یا ضروریات اہل سنت میں سے۔

کسی نے لاعلمی کے سبب ضروریات اہل سنت کا انکار کیا تو حکم کفر جاری نہیں ہوگا۔

ضروریات اہل سنت کی قطعیت کا علم ہونے کے باوجود تاویل فاسد کے سبب ضروریات اہل سنت کا انکار کرے تو فقہائے احناف کفر فقہی کا حکم نافذ کرتے ہیں۔

ضروریات اہل سنت کی قطعیت کا علم ہونے کے باوجود بلا تاویل ضروریات اہل سنت کا انکار کرے تو یہ استخفاف بالدین ہے۔اس صورت میں متکلّمین بھی حکم کفر نافذ کرتے ہیں،بشرطے کہ انکار مفسر ہو۔یہ کفر کلامی ہے۔فقہائے کرام کے یہاں جو ظنی ملحق بالقطعی ہے، یعنی قطعی کی قسم سوم ہے،اس کے انکار پر فقہائے احناف حکم کفر جاری نہیں کرتے ۔رسالہ:قطعیات اربعہ اور ظنیات میں اس کی تفصیلی بحث مرقوم ہوئی۔

ضروریات اہل سنت کا تاویل فاسد کے ساتھ انکار کفر فقہی

(1)ضروریات اہل سنت کا انکار اگر لاعلمی کی حالت میں ہو تو متکلّمین وفقہا کسی فریق کے

یہاں حکم کفر عائد نہیں ہوگا۔

(2) اگر علم کی حالت میں بلا تاویل ضروریات اہل سنت کا انکار ہو تو استخفاف بالدین کے سبب فقہا و متکلّمین دونوں کے یہاں حکم کفر عائد ہوگا۔ متکلّمین کے یہاں حکم کفر عائد ہونے کی شرط یہ ہوگی کہ انکار صریح متعیّن ہو، جیسا کہ ضروریات دین کا انکار صریح متعیّن (مفسر) ہو، تب کفر کلامی کا حکم عائد ہوتا ہے، کیوں کہ غیر مفسر انکار میں احتمال ہوتا ہے اور احتمال کی صورت میں متکلّمین حکم کفر نافذ نہیں کرتے، گرچہ وہ احتمال بعید ہو۔

فقہا کے یہاں صریح متبین اور صریح متعیّن دونوں قسم کے انکار پر حکم کفر ہوگا، بلکہ ظنی انکار پر بھی حکم کفر عائد ہوگا، جیسے ضروریات دین کے ظنی انکار پر حکم کفر عائد ہوتا ہے اور اس صورت میں فقہا کا باہمی اختلاف بھی ہوگا، جیسے ضروریات دین کے ظنی انکار میں فقہا کا اختلاف ہوتا ہے۔ فقہائے احناف اور ان کے مؤیدین کے یہاں دونوں قطعیات (قطعی بالمعنیٰ الاخص و قطعی بالمعنیٰ الاعم) کے انکار پر حکم کفر عائد ہوتا ہے۔ قطعی کی قسم سوم یعنی ظنی ملحق بالقطعی کے انکار پر فقہا و متکلّمین دونوں کے یہاں حکم ضلالت عائد ہوتا ہے۔

(3) اگر ضروریات اہل سنت کا تاویل کے ساتھ انکار ہو تو فقہائے احناف اور ان کے مؤیدین کے یہاں حکم کفر ہوگا اور متکلّمین کے یہاں حکم ضلالت عائد ہوگا۔

ایک قطعی بالمعنیٰ الاعم مسئلہ کے انکار کی بحث

ماہواری کی حالت میں اپنی بیوی سے جماع کی حرمت قطعی بالمعنیٰ الاعم ہے۔ اس کے انکار کی مختلف صورتیں اور مختلف احکام ہیں۔ اس کی دلیل منقوشہ ذیل آیت مقدسہ ہے۔

(ویسئلونک عن المحیض قل ہو اذی فاعتزلوا النساء فی المحیض ولا تقربوہن حتی یطہرن :الآیۃ)(سورہ بقرہ:آیت 222)

ترجمہ:اور تم سے پوچھتے ہیں حیض کا حکم ،تم فرماؤ،وہ ناپاکی ہے تو عورتوں سے الگ رہو حیض کے دنوں اور ان سے نزدیکی نہ کرو،جب تک پاک نہ ہولیں۔(کنزالایمان)

علامہ تفتازانی نے رقم فرمایا:(ذکر الامام السرخسی فی کتاب الحیض: انہ لو استحل وطی امرأتہ الحا ئض یکفر-وفی النوادرعن محمد:انہ لا یکفر-ہو الصیحیح)(شرح العقائد النسفیہ: ص 168-مجلس برکات مبارک پور)

ترجمہ:امام سرخسی نے کتاب الحیض میں بیان فرمایا کہ اگر اپنی حائضہ عورت سے وطی کو حلال قرار دیا تو کافر ہوجائے گا ، اور امام محمد بن حسن شیبانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے روایات نوادر میں مروی ہے کہ وہ کافر نہیں ہو گا،اور یہی صحیح ہے۔

اپنی بیوی سے حالت حیض میں جماع کی حرمت قطعی بالمعنیٰ الاخص نہیں،یعنی ضروریات دین میں سے نہیں ،بلکہ قطعی بالمعنیٰ الاعم ہے ،یعنی ضروریات اہل سنت میں سے ہے۔آیت قرآنیہ حرمت میں مفسر نہیں ہے،بلکہ یہاں اس بات کا احتمال بعید موجود ہے کہ نہی کا ورود حالت حیض میں جماع کو قبیح بتانے (استقذار) کے لیے ہوا ہو۔یہ آیت حرمت بتانے کے لیے وارد نہ ہوئی ہو۔علامہ فرہاری نے یہی تاویل پیش کی ہے۔چوں کہ مذکورہ احتمال پر کوئی دلیل نہیں ،لہٰذا یہ احتمال بعید قرار پایا،اور حرمت قطعی بالمعنیٰ الاعم قرار پائی۔

اگر قطعی بالمعنیٰ الاعم امر دینی کا انکار تاویل فاسد کے سبب ہو تو متکلمین کے یہاں ضلالت

وگمرہی کا حکم ہوگا،اور فقہائے احناف اور ان کے مؤیدین کے یہاں کفر فقہی کا حکم ہوگا۔اگر قطعی بالمعنیٰ الاعم کی قطعیت کا علم ہو،اور اس کا انکار بلا تاویل ہو تو یہ استخفاف بالدین اور کفر عنادی ہے۔ایسی صورت میں کفر کلامی کا حکم عائد ہوگا،جب کہ انکار صریح متعیّن ہو۔

علامہ تفتازانی کی عبارت میں ہے کہ محرر مذہب حنفیہ حضرت امام محمد بن حسن شیبانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایاکہ اپنی بیوی سے حالت حیض میں جماع کو جو حلال سمجھے،وہ کافر نہیں۔اس کا مفہوم یہ ہے کہ جو تاویل فاسد کے سبب حلال سمجھے،وہ کافر نہیں۔

امام سرخسی حنفی نے فرمایاکہ حالت حیض میں اپنی بیوی سے جماع کو حلال سمجھنے والا کافر ہے۔ اس کا مفہوم یہ ہے کہ جس کو اس کی حرمت کے قطعی ہونے کا علم ہے،وہ بلا تاویل اس کو حلال سمجھے تو استخفاف بالدین کے سبب وہ کافر ہے۔

مندرجہ ذیل دواقتباس میں مذکورہ بالا مسئلہ کی عمدہ تفصیل مذکور ہے۔

علامہ عبدالعزیز پرہاروی نے رقم فرمایا:

((لایکفر)لاحتمال ان یکون النہی للاستقذار،لا للتحریم-ویوافقه قول الامام ابی یوسف فیمن حلف ان لایطاء امرأته حرامًا-فَجَامَعَہَا فی الحیض انه لایحنث- وکذا قولهم ان الزوج الثانی اذا جامع المطلقة بالثلث فی الحیض،حلت للاول(وہو الصحیح)

وقال ابراہیم بن رستم احد ائمة الحنفیة-ان استحل علیٰ زعم ان النہی لیس للتحریم لم یکفر-وان استحل مع العلم بان النہی یفید الحرمة کفر-وعندی ان ہذا

القول اعدل)(النبراس شرح شرح العقائدالنسفیہ:ص340)

ترجمہ:(وہ شخص کافر نہیں ہوگا)،اس احتمال کے سبب کہ ممانعت اظہار ناپسندیدگی کے واسطے ہو،نہ کہ حرام قرار دینے کے لیے،اور اسی کی موافقت کرتا ہے حضرت امام ابویوسف رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا قول اس شخص کے بارے میں جس نے قسم کھائی کہ وہ اپنی بیوی سے حرام طریقے پر وطی نہیں کرے گا،پس اس نے حالت حیض میں جماع کیا تو وہ حانث نہیں ہوگا۔

اوراسی طرح فقہا کا قول کہ جب تین طلاق والی عورت کا دوسرا شوہر حالت حیض میں جماع کرلے تو وہ پہلے شوہر کے لیے حلال ہے۔(اور یہی صحیح ہے)

ائمہ حنفیہ میں سے ایک امام حضرت ابراہیم بن رستم نے فرمایاکہ اگراس نے اس ظن کے سبب (حالت حیض میں جماع کو) حلال قرار دیاکہ ممانعت تحریم کے لیے نہیں ہے تووہ کافر نہیں ہوگا،اوراگراس کا یقینی علم ہوتے ہوئے حلال قرار دیاکہ ممانعت حرمت کو بتاتی ہے،تب وہ کافر ہے،اور میرے نزدیک یہ قول زیادہ درست ہے۔

علامہ تفتازانی کی عبارت میں منقول حضرت امام محمد بن حسن شیبانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا قول یعنی جواپنی بیوی سے حالت حیض میں جماع کو جو حلال سمجھے،وہ کافر نہیں۔

اس کا مفہوم یہ ہے کہ جواس احتمال کے سبب حلال سمجھے کہ حالت حیض میں جماع سے منع فرمانا حرمت کے سبب نہیں،بلکہ پلیدی کے سبب ہے تواس تاویل فاسد کے سبب حرمت کا انکار کرنے والا متکلّمین کے یہاں کافر نہیں،کیوں کہ تاویل فاسد کے سبب قطعی بالمعنی الاعم کا انکار متکلّمین کے یہاں کفر نہیں،بلکہ ضلالت وگمرہی ہے۔

اس کے قطعی بالمعنیٰ الاعم ہونے کا ثبوت یہ ہے کہ حضرت امام ابو یوسف رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ کسی نے قسم کھائی کہ وہ اپنی بیوی سے حرام طریقے پر جماع نہیں کرے گا، پھر اس نے حالت حیض میں اپنی بیوی سے جماع کیا تو قسم نہیں ٹوٹے گی، کیوں کہ حرام سے حرام قطعی (قطعی بالمعنیٰ الاخص) مراد لیا جائے گا۔ حالت حیض میں جماع کی حرمت قطعی بالمعنیٰ الاعم ہے ،لہٰذا حالت حیض میں اپنی بیوی سے جماع کے سبب وہ حانث نہیں ہو گا۔

اسی طرح کسی عورت کو تین طلاق دی گئی، پھر اس نے کسی مرد سے نکاح کیا۔ شوہر دوم نے حالت حیض میں جماع کیا تو گرچہ اس حالت میں جماع حرام ہے، لیکن وہ عورت اس جماع کے سبب شوہر اول کے لیے حلال ہو جائے گی، کیوں کہ یہ جماع نکاح کے بعد ہوا ہے، گرچہ حالت حیض میں جماع حرام ہے ، لیکن نکاح اور جماع دونوں پا لیے گیے تو شوہر اول کے لیے حلت ثابت ہو گئی، گرچہ کسی سبب سے وہ جماع حرام ہو۔

عبارت مذکورہ بالا سے ثابت ہوا کہ حالت حیض میں جماع کی حرمت قطعی بالمعنیٰ الاعم ہے اور قطعی بالمعنیٰ الاعم کا تاویل کے ساتھ انکار متکلّمین کے یہاں کفر نہیں ،بلکہ ضلالت ہے۔ فقہائے احناف اوران کے مؤیدین کے یہاں تاویل کے ساتھ انکار کفر فقہی ہے۔

امام فخرالدین قاضی خان نے رقم فرمایا:

(رجل استحل الجماع فی حالة الحیض-قال ابو بکر البلخی رحمه اللّٰه تَعَالٰی :استحلال الجماع فی الحیض کفر-وفی الاستبراء بدعة وضلال ولیس بکفر۔

وعن ابراہیم بن رستم ان استحل الجماع فی الحیض متأولًا اَنَّ النَّہیَ لیس

للتحریم-او لم یعرف النہی،لایکفر-لانہ ان عرف ان النہی للتحریم-ومع ذلک استحل الجماع فیہ کان کافرا)

(فتاوی قاضی خان: جلد سوم:ص576-دار احیاء التراث العربی بیروت)

ترجمہ: کسی شخص نے حالت حیض میں جماع کو حلال قرار دیا۔امام ابوبکر بلخی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا: حالت حیض میں جماع کو حلال قرار دینا کفر ہے ، اور حالت استبرا میں (جماع کو حلال قرار دینا) بدعت وضلالت ہے اور کفر نہیں ہے۔

امام ابوبکر ابراہیم بن رستم حنفی مروزی تلمیذ امام محمد بن حسن شیبانی تلمیذ امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین سے روایت ہے کہ اگر حالت حیض میں جماع کو حلال قرار دیا، یہ تاویل کرتے ہوئے کہ ممانعت حرام قرار دینے کے لیے نہیں ہے ، یا ممانعت کا علم نہ ہوسکا تو کافر نہیں ہو گا ،اس لیے کہ اگر اس کو علم ہے کہ ممانعت حرام قرار دینے کے واسطے ہے اور اس کے باوجود وہ حالت حیض میں جماع کو حلال قرار دے تو کافر ہو جائے گا۔

اگر منکر نے یہ یقین کیا کہ آیت مقدسہ میں نہی کا ورود تحریم کے لیے ہے ،اس کے باوجود اس نے حرمت کا انکار کیا تو کافر کلامی ہے ، کیوں کہ یہ استخفاف بالدین ہے۔

اگر تاویل فاسد کے سبب مذکورہ حرمت کا انکار کیا تو متکلمین کے یہاں کافر نہیں ،بلکہ گمراہ ہے۔فقہائے احناف کے یہاں تاویل کے ساتھ انکار کفر فقہی ہے۔

اسی طرح کسی نے حدیث موضوع کو حدیث نبوی یقین کیا، پھر اس کا انکار کیا تو یہ استخفاف بالدین ہے ،اور منکر کافر ہو گا۔گرچہ حدیث موضوع کا حکم یہی ہے کہ اس کو تسلیم نہ کیا جائے

،بلکہ اس کا انکار کیا جائے۔یہاں استخفاف بالدین کے سبب حکم کفر عائد ہوا،نہ کہ حدیث موضوع کے انکار کے سبب۔

فقیہ ابراہیم بن رستم حنفی (م۲۱۱ھ) کے منقولہ بالا قول میں تین صورتوں کا بیان ہے۔

(1)علم کی حالت میں تاویل کے ساتھ انکار (2)لاعلمی کی حالت میں انکار (3)علم کی حالت میں بلا تاویل انکار۔پہلی دو صورتوں میں حکم کفر نہیں۔تیسری صورت میں حکم کفر ہے۔

متاخرین فقہائے احناف کے یہاں پہلی صورت میں کفر فقہی کا حکم ہوگا۔باب تکفیر میں متقدمین فقہائے احناف کا وہی مذہب ہے جسے مذہب متکلّمین کہا جاتا ہے۔

ضروریات دین کا انکار کفر کلامی

تاویل کے ساتھ انکار ہو یا بلا تاویل

ضروریات دین کا مفسر انکار،یعنی صریح متعیّن انکار کفر کلامی ہے۔خواہ تاویل کے ساتھ انکار ہو،یا بلا تاویل انکار ہو۔لاعلمی کی حالت میں انکار متکلّمین کے یہاں کفر نہیں۔

امام نووی شافعی نے رقم فرمایا:

(فاما الیوم فقد شاع دینُ الاسلام واستفاض فی المسلمین عِلْمُ وُجُوْبِ الزَّکَاۃِ حَتّٰی عَرَفَھَا الخاص والعام واشترک فیہ العالمُ والجاہلُ فَلَا یُعذَرُ اَحَدٌ بتاویل یتأول فی انکارہا۔

وکذلک الامر فی کل من انکر شیئًا مما اجمعت الامة علیه من امور الدین اذاکان علمه منتشرًا کالصلوات الخمس وصوم شهررمضان والاغتسال من الجنابة وتحریم الزنا والخمر ونکاح ذوات المحارم ونحوها من الاحکام-اِلَّا اَنْ یکون رَجُلًا حدیثَ عهد بالاسلام وَلَا یَعْرِفُ حدودَہ-فانه اذا اَنْکَرَ منها شَیْئًا جهْلًا به لم یَکْفُرْ)

(شرح النووی علیٰ صحیح مسلم: جلد اول: ص39)

ترجمہ: لیکن آج تو دین اسلام پھیل چکا اور مسلمانوں میں وجوب زکات کا علم مشہور ہو چکا ،یہاں تک کہ اسے خاص وعام جانتے ہیں اور اس علم میں عالم وجاہل مشترک ہیں، پس کوئی شخص زکات کے انکار میں اپنی کسی پیش کردہ تاویل کے سبب معذور نہیں۔

یہی حکم ہے امور دین میں سے ہر اس امر کے انکار میں جس پر امت مسلمہ کا اجماع متّصل ہو، جب کہ اس کا علم منتشر ہو، جیسے نماز پنج گانہ، ماہ رمضان کا روزہ، غسل جنابت (کی فرضیت) اور زنا، شراب، محرمات سے نکاح کی حرمت اور اس جیسے احکام۔

مگر یہ کہ کوئی آدمی نومسلم ہو، اور اسلام کے احکام نہ جانتا ہو، پس جب وہ ان امور میں سے کسی امر کا اس کو نہ جاننے کے سبب انکار کردے تو وہ کافر نہیں۔

لاعلمی کی حالت میں کسی ضروری دینی کا تاویل کے ساتھ یابلا تاویل انکار کردے تو متکلّمین کے یہاں حکم کفر نہیں، لیکن جب اس کو یقین کے ساتھ معلوم ہوجائے کہ یہ ضروریات دین میں سے ہے، تو اس پر اس کو ماننا لازم ہے، ورنہ خارج اسلام قرار پائے گا۔

اسی طرح جو علم کی حالت میں کسی ضروری دینی کا مفسر انکار کرے تو وہ متکلّمین کے یہاں بھی کافر ہے۔خواہ تاویل کے ساتھ انکار کرے، یا بلا تاویل انکار کرے۔تاویل کا اعتبار ضروریات اہل سنت میں ہوتا ہے۔ضروریات دین میں تاویل کا اعتبار نہیں ۔امام نووی کے قول (فَلَا یُعذَرُ اَحَدٌ بتاویل یتأول فی انکارہا)کا یہی مفہوم ہے۔

امام ابن حجر ہیتمی شافعی مکی نے رقم فرمایا:

(ان انکار المجمع علیه المعلوم من الدین بالضرورة کفر،کبیرة کان او صغیرة)

(الاعلام بقواطع الاسلام:ص209-مکتبہ شاملہ)

ترجمہ:ایسے اجماعی امر کا انکار کفر ہے جس کا دین سے ہونا بدیہی طور پر معلوم ہو، خواہ وہ کبیرہ ہو، یا صغیرہ۔

ضروری دینی کا انکار کفر ہے۔اگر کسی گناہ کبیرہ یا گناہ صغیرہ کا گناہ ہونا ضروریات دین میں سے ہو تو اس کا منکر کافر ہے۔

علامہ تفتازانی نے رقم فرمایا:

((واستحلالُ المعصیة)صَغِیْرَةً کَانَتْ اَوْ کَبِیْرَةً (کفرٌ)اِذَا ثَبَتَ کونُہَا مَعْصیةً بدلیل قطعی)

(شرح العقائد النسفیہ:ص167)

ترجمہ:گناہ کو حلال قرار دینا کفر ہے، خواہ وہ صغیرہ ہو، یا کبیرہ، جب کہ اس کا معصیت ہونا دلیل قطعی سے ثابت ہو۔

جس امر کا معصیت ہونا دلیل قطعی سے ثابت ہو، اس کا انکار کفر ہے۔

باب اعتقادیات میں دلیل قطعی کی دو قسمیں ہیں: قطعی بالمعنیٰ الاخص اور قطعی بالمعنیٰ الاعم۔ قطعی بالمعنیٰ الاخص دلیل سے جو ثابت ہو، وہ ضروری دینی ہے۔ اس کا انکار کفر کلامی ہے، خواہ تاویل کے ساتھ انکار ہو، یا بلا تاویل انکار ہو۔ قطعی بالمعنیٰ الاعم دلیل سے جو ثابت ہو، وہ ضروری اہل سنت ہے۔ اس کا انکار اگر تاویل کے ساتھ ہو تو متکلمین کے یہاں کفر نہیں۔ اگر اس کے قطعی ہونے کا علم قطعی ہو، پھر بلا تاویل اس کا انکار کرے تو یہ استخفاف بالدین اور کفر عنادی و کفر کلامی ہے۔ علامہ تفتازانی کی عبارت پر علامہ خیالی کا حاشیہ درج ذیل ہے۔

علامہ خیالی نے رقم فرمایا:

((قوله:اذا ثبت کونها معصیةً بدلیل قطعی)ولم یکن المُستَحِلُّ مُؤَوِّلًا فی غیر ضروریا ت الدین-فتاویل الفلاسفة دلائلَ حدوثِ العَالَمِ ونحوه لَا یَدْفَعُ کُفْرَہُمْ)(حاشیة الخیالی : ص148-مطبعه حقانیه پشاور)

ترجمہ: علامہ تفتازانی کا قول (جب اس کا معصیت ہونا دلیل قطعی سے ثابت ہو) اور حلال قرار دینے والا غیر ضروریات میں تاویل کرنے والا نہ ہو، پس حدوث عالم اور اس کے مماثل (ضروری دینی) امر کے دلائل میں فلاسفہ کی تاویل ان کے کفر کو ختم نہیں کرے گی۔

علامہ خیالی کے قول (ولم یکن المستحل مؤولا فی غیر ضروریات الدین) کا مفہوم یہ ہے کہ دلیل قطعی سے ثابت ہونے والا امر دینی اگر غیر ضروریات دین ہو تو تاویل کے ساتھ اس کا انکار کفر کلامی نہیں۔ اگر ضروریات دین میں سے ہو تو تاویل کے ساتھ انکار بھی کفر کلامی ہے، پس

فلاسفہ جو حدوث عالم کے دلائل کی تاویل کرکے دنیا کو قدیم بتاتے ہیں تو اس تاویل کے باوجود وہ کافر ہیں، کیوں کہ دنیا کا حادث ہونا ضروریات دین سے ہے۔

علامہ عبدالحکیم سیالکوٹی نے رقم فرمایا:

(قولہ:(ولم یکن المستحل- الخ)یعنی اَنَّ تَکْفِیْرَ ہٰذَا مُتَصَوَّرٌ بِوَجْہَیْنِ-اَحَدُہُمَا اَنْ لَا یَکُوْنَ مُؤَوِّلًا اَصْلًا-اَوْ یَکُوْنُ مُؤَوِّلًا ولکن فی ضروریات الدین-وعلٰی کِلَا التَّقْدِیْرَیْنِ یُکَفَّرُ)

(حاشیۃ السالکوتی علی الخیالی : ص332-مطبعہ عثمانیہ استنبول)

ترجمہ:علامہ خیالی کا قول (اور وہ حلال قرار دینے والا غیر ضروریات میں تاویل کرنے والا نہ ہو)یعنی یہ تکفیر دو صورت میں متصور ہے:(۱)ان میں سے ایک یہ کہ وہ بالکل تاویل کرنے والا نہ ہو(۲)یا ضروریات دین میں تاویل کرنے والا ہو،اوران دونوں صورتوں میں تکفیر کی جائے گی۔

علامہ خیالی کی عبارت پر علامہ عبدالحکیم سیالکوٹی نے حاشیہ رقم فرمایاکہ دلیل قطعی سے ثابت شدہ امر دینی کے انکار پر متکلّمین کے یہاں دو صورت میں کفر ثابت ہوگا۔

(1)پہلی صورت یہ ہے کہ منکر بلا تاویل انکار کرے۔ایسی صورت میں وہ امر ضروریات دین میں سے ہو،یا ضروریات اہل سنت میں سے،دونوں قسم کی ضروریات کا انکار کفر کلامی ہے۔ ضروری دینی کا انکار اس لیے کفر ہے کہ ضروری دینی کا انکار تکذیب نبوی ہے۔ضروری اہل سنت کے انکار پر حکم کفر اس لیے ہے کہ بلا تاویل انکار کے سبب استخفاف بالدین ثابت ہوتا ہے۔یہ متکلّمین کا مذہب ہے۔جو کافر کلامی ہوگا،فقہا بھی اسے کافر مانیں گے۔کافر کلامی کے کفر میں

اختلاف نہیں ہوتا۔یہ کفر اتفاقی وکفر اجماعی ہے۔

(2)دوسری صورت یہ ہے کہ ضروریات دین کاانکار تاویل کے ساتھ ہو،پس یہ بھی کفر ہے ،کیوں کہ ضروریات دین میں تاویل کی گنجائش ہی نہیں۔

علامہ عبدالحکیم سیالکوٹی نے رقم فرمایا:(قوله :(فتاويل الفلاسفة-الخ)اى اذا كان عدم الكفرمشروطًا بان لا يكون مستحله مُوَ ّوِلا فى غير ضروريات الدين-فتاويلُ الْفَلاسفة لدلائل حدوث العالم ونحوه مثل الجنة والنار والتنعيم والتعذيب لا يدفع كفرَہم-لان ذلک من ضروريات الدين-و التاويلُ فى ضروريات الدين لا يَدْفَعُ الْكُفْرَ)

(حاشية السيالكوتى على الخيالى : ص332-مطبعه عثمانيه استنبول)

ترجمہ:علامہ خیالی کاقول(پس حدوث عالم اوراس کے مماثل(ضروری دینی)امرکے دلائل میں فلاسفہ کی تاویل ان کے کفرکوختم نہیں کرے گی)

یعنی جب کفراس سے مشروط ہے کہ حرام کوحلال قرار دینے والا غیرضروریات دین میں تاویل کرنے والا نہ ہو،پس حدوث عالم اور اس کے مماثل امر جیسے جنت ودوزخ اور نعمت وعذاب کے دلائل میں فلاسفہ کی تاویل ان کے کفرکودفع نہیں کرے گی ،کیوں کہ یہ امور ضروریات دین میں سے ہیں اور ضروریات دین میں تاویل کفرکودفع نہیں کرتی ہے۔

کفرکی شرط یہ ہے کہ مستحل(حرام کوحلال قرار دینے والا)غیرضروریات دین میں تاویل کرنے والانہ ہو۔اس کی دوصورتیں بتائی گئیں:(1)ایک یہ کہ بالکل ہی تاویل نہ کرے ،جیسے

ضروریات اہل سنت یاضروریات دین کابلا تاویل انکار کرے۔(2)دوسری یہ کہ ضروریات دین میں تاویل کرے،پس دونوں صورتوں میں حکم کفر ہوگا۔

فلاسفہ ضروریات دین میں تاویل کرکے ان کا انکار کرتے ہیں،پس تاویل کے باوجود ان کی تکفیر ہوگی،کیوں کہ ضروریات دین کا انکار تاویل کے ساتھ ہو،یابلا تاویل ہو،دونوں صورت میں حکم کفر عائد ہوگا۔

عبارت منقولہ بالامیں(اذا کان عدم الکفر مشروطا :الخ)میں لفظ"عدم"کاتب کی لغزش ہے۔وہاں حکم الکفریاوجود الکفر ہوناچاہئے،یا"اذاکان الکفر ہوناچاہئے۔

امام اہل سنت قدس سرہ العزیزنے رقم فرمایا:(فان التاویل فی الضروری غیر مسموع)(المعتمد المستند: ص180-المجمع الاسلامی مبارک پور)

ترجمہ:ضروری دینی میں تاویل مقبول نہیں۔

ضروریات دین میں تاویل قبول نہیں کی جاتی ہے۔ضروری دینی کا انکار تاویل کے ساتھ ہویابلا تاویل،دونوں صورت میں حکم کفر عائد ہوگا۔

وماتوفیقی الا باللہ العلی العظیم::والصلوٰۃ والسلام علیٰ رسولہ الکریم::وآلہ العظیم

باب چہارم

باسمہ تعالیٰ وبحمدہ والصلوٰۃ والسلام علیٰ رسولہ الاعلیٰ وآلہ واصحابہ اجمعین

غیر ضروریات میں تاویل متکلّمین کے یہاں کفر نہیں

اگر غیر ضروریات دین میں تاویل کیا تو متکلّمین کے یہاں کفر نہیں۔اب اس غیر ضروریات کا ثبوت جیسا ہوگا،اسی کے اعتبار سے حکم شرعی عائد ہوگا۔ضروریات اہل سنت یعنی قطعی بالمعنیٰ الاعم امور کا انکار تاویل کے ساتھ کیا تو متکلّمین کے یہاں گمراہ اور فقہائے احناف اوراس کے مؤیدین کے نزدیک کافر فقہی ہوگا۔

اگر ضروریات اہل سنت کا بلا تاویل انکار کیا تو یہ استخفاف بالدین ہے۔استخفاف بالدین کے سبب متکلّمین کے نزدیک بھی کفر ثابت ہوتا ہے،جب کہ یہ انکار قطعی بالمعنیٰ الاخص ہو،اور تاویل بعید کی بھی گنجائش نہ ہو۔

امام غزالی نے رقم فرمایا:

(وَمِنَ النَّاس مَنۡ یُبادرِاِلَی التَّاویل بِغلبة الظنون من غیر برہان قاطع-وَلَا ینبغی اَنۡ یُبَادَرَ اَیۡضًا اِلَی تکفیرہ فی کل مقام-بل ینظر فیه-فَاِنۡ کَانَ تاویله فی امرٍلَا یَتَعَلَّقُ بِاُصُوۡلِ الۡعَقَائِدِ وَمُہِمَّاتِ الدِّیۡنِ فَلَا یُکَفَّرُ)(فیصل التفرقة بین الاسلام والزندقه: ص53)

ترجمہ:بعض لوگ بغیر دلیل قطعی کے محض غلبہ ظن کے سبب تاویل میں جلد بازی کرتے ہیں

،اور ہر جگہ ایسے شخص کی تکفیر میں جلد بازی بھی مناسب نہیں ، بلکہ اس مقام میں غور کیا جائے ،پس اگر اس کی تاویل کسی ایسے امر کے بارے میں ہو جس کا تعلق اصول عقائد اور دین کے اہم مسائل (ضروریات دین) سے نہ ہو تو اس کی تکفیر نہ کی جائے۔

منقولہ بالاعبارت میں اصول دین سے ضروریات دین مراد ہیں ۔اگر ضروریات دین میں تاویل کی گئی تو حکم کفر ہے۔ غیر ضروریات میں تاویل ہو تو کفر نہیں۔

حضوراقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے متواتر امر دینی پر اجماع متّصل ضرور ہوتا ہے، لیکن وہ امر دینی اجماع متّصل سے ثابت نہیں ہوتا، بلکہ قول نبوی وفعل نبوی سے ثابت ہوتا ہے۔

اجماع مجرد سے دینی امر ثابت ہوتا ہے ، لیکن اجماع مجرد سے جو امر دینی ثابت ہو، متکلّمین کے یہاں اس کے انکار پر حکم کفر نہیں۔ خواہ وہ امر دینی اجماع قطعی یعنی اجماع صحابہ سے ثابت ہو، یا اجماع ظنی یعنی اجماع غیر صحابہ سے ثابت ہو۔ الغرض اجماع مجرد سے ثابت ہونے والا امر ضروریات دین (قسم اول) میں سے نہیں ۔کسی امر پر مومنین کا اجماع ہونا الگ امر ہے ،اور کسی امر کا اجماع سے ثابت ہونا الگ ہے۔

علامہ سعدالدین تفتازانی شافعی(۷۲۲ھ-۷۹۲ھ) نے رقم فرمایا:((واستحلال المعصية)صغيرةً كانت اوكبيرةً(كفرٌ)اذا ثبت كونها معصية بدليل قطعى)

(شرح العقائدالنسفیہ: ص167-مجلس برکا ت مبارک پور)

ترجمہ: گناہ کو حلال قرار دینا کفر ہے، خواہ وہ صغیرہ ہو، یا کبیرہ، جب کہ اس کا معصیت ہونا دلیل قطعی سے ثابت ہو۔

علامہ خیالی نے رقم فرمایا:(قولہ:(اذا ثبت کونہا معصیةً بدلیل قطعی)ولم یکن المستحل مؤوِّلًا فی غیر ضروریات الدین-فتاویل الفلاسفة دلائلَ حدوث العالم ونحوہ لایدفع کفرہم-ہذا فی غیرالاجماع القطعی متفق علیه-واما کُفْرُ مُنْکِرِہٖ فَفِیْهِ خِلَافٌ)(حاشیة الخیالی علیٰ شرح العقائد: ص149)

ترجمہ:علامہ تفتازانی کا قول(جب اس کا معصیت ہونا دلیل قطعی سے ثابت ہو)اور حلال قرار دینے والا غیر ضروریات میں تاویل کرنے والا نہ ہو،پس حدوث عالم اور اس کے مماثل(ضروری دینی)امر کے دلائل میں فلاسفہ کی تاویل ان کے کفر کو ختم نہیں کرے گی۔یہ اجماع قطعی کے علاوہ میں متفق علیہ ہے،لیکن اجماع قطعی کے منکر کے کافر ہونے میں اختلاف ہے۔

جو معصیت دلیل قطعی سے ثابت ہو،یعنی حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے تواتر کے ساتھ ثابت ہو،اس کو حلال قرار دینا فقہا و متکلّمین دونوں کے یہاں کفر ہے،یعنی کفر اتفاقی اور کفر کلامی ہے۔اگر تاویل کے ذریعہ غیر ضروریات دین میں سے کسی حرام یعنی حرام غیر قطعی کی حلت کا قائل ہو تو متکلّمین کے یہاں کفر نہیں۔

غیر ضروریات دین میں ضروریات اہل سنت اور اجماعی وظنی مسائل شامل ہیں۔ہر ایک کے انکار کا حکم جداگانہ ہے۔فلاسفہ حدوث دنیا کے دلائل میں تاویل کر کے دنیا کو قدیم بتاتے ہیں ،پس یہ ضروریات دین میں تاویل ہے،اور اس تاویل کے سبب وہ کافر ہیں،کیوں کہ دنیا کو حادث ماننا ضروریات دین میں سے ہے۔حدوث عالم کا عقیدہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

سے تواتر کے ساتھ ثابت ہے۔

منقولہ بالا عبارت میں قابل توجہ عبارت (ہذا فی غیرالاجماع القطعی متفق علیہ-واما كُفْرُ مُنْكِرِهٖ فَفِيْهِ خِلَاف) ہے۔اس کا مفہوم یہ ہے کہ جو دینی امر اجماع قطعی سے ثابت نہیں، بلکہ دلیل قطعی سے ثابت ہے تو اس کا انکار کفر ہے۔

دلیل قطعی سے ثابت ہونے کا مفہوم یہ ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے متواتر ہو۔حاضرین دربار رسالت علیٰ صاحبہا التحیۃ والثنا کے لیے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے قول وفعل کی سماعت ورویت دلیل قطعی ہے۔غائبین کے لیے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے قول وفعل کا تواتر کے ساتھ پہنچنا دلیل قطعی ہے۔

مکمل قرآن عظیم ،احادیث متواترہ اور تمام متواتر عقائد واعمال تواتر کے ساتھ ہی امت مسلمہ کو موصول ہوئے۔یہی متواتر امور ضروریات دین ہیں، جن پر اجماع متّصل قائم ہے۔

اجماع قطعی یعنی حضرات صحابہ کرام کے اجماع منصوص سے جو امور ثابت ہوئے، جیسے خلافت صدیقی ،ایسے امر کا انکار کفر مختلف فیہ ہے۔متکلّمین اس کو ضلالت وگمرہی کہتے ہیں اور فقہائے احناف اور ان کے مؤیدین اس کو کفر کہتے ہیں۔

وہ دینی امور جو اجماع ظنی یعنی اجماع غیر صحابہ سے ثابت ہوئے ،ان کے انکار پر حکم کفر کیسے ہوسکتا ہے۔جب اجماع قطعی سے ثابت ہونے والے امور کے انکار پر متکلّمین کے یہاں حکم کفر نہیں تو اجماع ظنی سے ثابت ہونے والے امور کے انکار پر حکم کفر کیسے ہوگا۔

اجماع ظنی کا حکم مندرجہ ذیل ہے ،نیز یہ بھی وضاحت ہے کہ اجماع قطعی سے ثابت ہونے

والے امر کا انکار کفر اتفاقی نہیں۔

علامہ عبدالحکیم سیالکوٹی (۹۶۸ھ-۱۰۶۷ھ) نے رقم فرمایا:

((قولہ:ہذا فی غیرالاجماع :الخ)یعنی کون استحلال المعصیة الثابتة بالدلیل موجبًا للکفر-انما ہوفی غیر الاجماع القطعی من الکتاب والسنة-واما کفرمنکرالاجماع القطعی،ففیه خلاف۔

قال الشارح فی التلویح:اما الحکم الشرعی المجمع علیه فان کان اجماعًا ظنیًّا فلا یکفرجاحدُہ اتفاقًا-وان کان قطعیًّا-فقیل یکفر-وقیل لا یکفر-والحق ان نحوالعبادات الخمس مما علم بالضرورة کونه من الدین یکفر جاحده اتفاقًا-وانما الخلاف فی غیرہ)(حاشیة السیالکوتی علی الخیالی : ص225)

ترجمہ:علامہ خیالی کا قول (یہ اجماع کے علاوہ میں ہے:الخ)یعنی دلیل قطعی سے ثابت ہونی والی معصیت کے استحلال کا سبب کفر ہونا اجماع قطعی کے علاوہ میں ہے،یعنی کتاب وسنت (کی قطعی دلیل سے ثابت ہونے والے امر)میں ہے،لیکن اجماع قطعی (سے ثابت ہونے والے امر)کا منکر،پس اس کے بارے میں اختلاف ہے۔

شارح عقائد نسفیہ علامہ تفتازانی نے تلویح شرح توضیح میں فرمایا:"لیکن اجماعی حکم شرعی،پس اگراجماع ظنی ہوتو اس کا منکر بالاتفاق کافر نہیں،اور اگر اجماع قطعی ہوتو ایک قول ہے کہ کافر ہے، اور ایک قول ہے کہ کافر نہیں ہے،اور حق یہ ہے کہ عبادات خمسہ (ایمان،نماز،روزہ،حج وزکات)کے مماثل امر جس کا دین سے ہونا بداہۃً ثابت ہو،اس کا منکر بالاتفاق کافر ہے،اور اس کے

علاوہ میں اختلاف ہے“۔

عبارت مذکورہ بالا سے ثابت ہوگیا کہ اجماع قطعی (اجماع صحابہ) سے ثابت ہونے والے امر کا انکار کفر متفق علیہ نہیں ہے، بلکہ مختلف فیہ ہے، اور کفر مختلف فیہ کفر فقہی ہوتا ہے۔ کفر کلامی میں انکار واختلاف کی گنجائش نہیں۔ کفر کلامی کو کفر اجماعی وکفر اتفاقی کہا جاتا ہے۔

علامہ سیالکوٹی کی عبارت (انما ہوفی غیرالاجماع القطعی من الکتاب والسنۃ) سے یہ مراد ہے کہ وہ امر دینی اجماع قطعی سے ثابت نہ ہو، بلکہ قرآن وحدیث کی قطعی دلیل سے ثابت ہو، تب اس کا انکار کفر اتفاقی ہے، اور اجماع قطعی سے ثابت ہونے والے امور کے انکار کا حکم مختلف فیہ ہے۔ متکلّمین کے یہاں ایسے امر کا انکار ضلالت وگمرہی ہے اور فقہائے احناف کے یہاں کفر فقہی ہے۔

اجماع ظنی یعنی مجتہدین غیر صحابہ کے اجماع سے ثابت ہونے والے امور کا انکار فقہا ومتکلّمین کسی کے یہاں کفر نہیں۔ بعض فقہا نے اجماع ظنی سے ثابت شدہ مسائل کے انکار پر بھی کفر فقہی کا قول کیا ہے، لیکن اس قول پر عمل نہیں۔ یہ مرجوح قول ہے۔

اجماع متّصل کی کیفیت اور مرجع

اجماع متّصل کی کیفیت یہ ہے کہ کوئی امر دینی تواتر کے ساتھ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے مروی ہو، اور عہد رسالت سے تاامروز قرنا بعد قرن اس پر اجماع متّصل ہو۔ اس کا سلسلہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تک تواتر کے ساتھ منتہی ہو۔

تاویلات باطلہ اور ضروریات دین کا انکار

(1)ضروریات دین میں تاویل قبول نہیں۔ضروریات دین میں تاویل کے ذریعہ بھی انکار ہو،یا متواتر معنی کے علاوہ کوئی دوسرا مفہوم مراد لیا جائے تو یہ کفر ہے۔

ختم نبوت کا مسئلہ ضروریات دین سے ہے۔نانوتوی نے تاویل کے ذریعہ ختم نبوت کے متواتر مفہوم کا مفسر انکار کیا،پس حکم کفر مستقر ہو گیا۔تاویلات باطلہ سے کفر ختم نہیں ہوتا۔

(2)ضروریات اہل سنت کے علم قطعی کے بعد ان میں تاویل فاسد کے ذریعہ اجماعی معنی سے انحراف کرنا گمرہی ہے اور علم قطعی کے بعد بلا تاویل ان کا انکار کرنا استخفاف بالدین ہے۔اگر یہ انکار مفسر ہو تو استخفاف بالدین کے سبب کفر کلامی کا حکم عائد ہو گا۔

امام غزالی (۴۵۰ھ-۵۰۵ھ) نے بعض تاویلات کا ذکر کرنے کے بعد رقم فرمایا:

(واما ما یتعلق من ہذا الجنس(التاویل)بِاُصُوْلِ العقائد المہمۃ- فَیَجِبُ تکفیر من یُغَیِّرُ الظاہر بغیر برہان قاطع-کالذی ینکر حشرَ الاجساد وینکر العقوبات الحسیۃ فی الْاٰخِرَۃ بظنون واوہام واستبعادات من غیر برہان قاطع فَیَجِبُ تکفیرہ قطعًا-اِذْ لَابرہانَ علٰی استحالۃ رَدِّ الْاَرْوَاحِ اِلَی الاجساد-وَذِکْرُ ذلک عظیم الضرر فی الدین فیجب تکفیر کل من نطق بہ-وہو مذہب اکثر الفلاسفۃ۔

وکذلک یجب تکفیر مَنْ قَالَ مِنْہُمْ:اَللّٰہُ تَعَالٰی لَا یَعْلَمُ اِلَّا نفسہ- وَاَنَّہ لَا یعلم اِلَّا الکلیات-فَاَمَّا الامور الجزئیۃ المتعلقۃ بالاشخاص فَلَا یَعْلَمُہَا-لان ذلک تکذیب للرسول صلی اللّٰہ تعالٰی علیہ وسلم قَطْعًا۔

و لیس من قبیل الدرجات التی ذَکَرْنَاہَا فی التاویل-اِذْ اَدِلَّۃُ الْقُرْاٰنِ وَالْاِخْبَارِ عَلٰی تفہیم حشرالاجساد-وَتَفْہِیْمِ تعلق علم اللّٰہ بتفصیل کل ما یجری علی الاشخاص مجاوزٌ حَدًّا لَا یَقْبَلُ التَّاوِیْلُ) (فیصل التفرقۃ بین الاسلام والزندقہ : ص56)

ترجمہ:اس قسم کی جو تاویل اہم اصول عقائد میں ہوتو بغیر کسی دلیل قطعی کے نص کے ظاہری معنی کو بدلنے والے کی تکفیر لازم ہوگی ، جیسے وہ شخص جو محض وہم وظن اور عقلاً بعید سمجھنے کے سبب بغیر کسی دلیل قطعی کے حشر جسمانی اور آخرت میں حسی عذاب کا انکار کرے تو اس کی کو قطعی طور پر کافر قرار دینا ضروری ہے ، کیوں کہ روحوں کے دوبارہ جسموں کی طرف لوٹنے کے محال ہونے پر کوئی دلیل وبرہان نہیں ،اور ایسی بدعقیدگی کا چرچا کرنا دین کے لیے بہت نقصان دہ ہے ، لہٰذا حشر جسمانی اور حسی عذاب کے منکر کی تکفیر واجب ہے ،اور یہی (حشر جسمانی وعذاب حسی کا انکار) اکثر فلاسفہ کا مذہب ہے۔

اسی طرح ان (فلاسفہ) میں سے جو کہے کہ اللہ تعالیٰ کو صرف اپنی ذات کا علم ہے ،اور صرف اسے کلیات کا علم ہے ،امور جزئیہ جو افراد واشخاص سے متعلق ہیں ،ان کا علم رب تعالیٰ کو نہیں ہے تو اس کی تکفیر بھی واجب ہے ، کیوں کہ یہ قطعی طور پر حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تکذیب ہے۔ یہ عقیدہ ان درجات کے قبیل سے نہیں جن کا تاویل کے باب میں ہم نے ذکر کیا، کیوں کہ حشر جسمانی کی تفہیم اور افراد واشخاص پر جاری ہونے والے تمام احوال کی تفصیل سے علم الٰہی کے متعلق ہونے کی تفہیم پر دلالت کرنے والے قرآنی دلائل اور احادیث نبویہ حد تاویل سے متجاوز ہیں ،وہ قابل تاویل نہیں (یعنی قطعی ومتواتر ہیں)

امام غزالی کا قول (من یُغَیِّرُ الظاہر بغیر برہان قاطع) محض تاکید کے لیے ہے، ورنہ ضروریات دین کے خلاف برہان قاطع کا وجود ہی نہیں۔ یہ اسکات خصم کے لیے ہے، اسی لیے بعد میں فرمایا: (بظنون واوہام واستبعادات من غیر برہان قاطع فَیَجِبُ تکفیرہ قطعًا) یعنی منکرین محض اپنے خیالات فاسدہ واوہام کاسدہ کے سبب حشر جسمانی وعذاب حسی کا انکار کرتے ہیں۔ ان امور کا انکار فلاسفہ کرتے ہیں۔

اسی طرح فلاسفہ کا یہ بھی نظریہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کو عالم میں واقع ہونے والے جزئی احوال کا علم نہیں، بلکہ صرف کلی احوال کا علم ہے۔ چوں کہ یہ نظریہ بھی ضروریات اسلام کے خلاف ہے، لہٰذا ایسا عقیدہ رکھنے والوں کی بھی تکفیر ہوگی، خواہ وہ فلاسفہ ہوں یا غیر فلاسفہ۔ چوں کہ یہاں فلاسفہ کا رد تھا، لہٰذا امام غزالی نے (وکذلک یجب تکفیر مَنْ قَالَ مِنْہُمْ) فرمایا، ورنہ تکفیر ہر اس شخص کی ہوگی جو ایسا عقیدہ رکھتا ہو۔

امام غزالی کے قول (و لیس من قبیل الدرجات التی ذَکَرْنَاہَا فی التاویل) سے واضح ہوگیا کہ ضروریات دین میں تاویل قبول نہیں ہوتی ہے۔

امام غزالی نے رقم فرمایا: (وَلَا بُدَّ من التَّنَبُّہِ لِقَاعِدَۃٍ اُخْرٰی-وہی اَنَّ المخالف قد یخالف متواترًا ویزعم انہ مُاَوِّلٌ-ولکن ذکرتاویلہ لا انقدَاحَ لَہ اَصْلًا فی اللسان-لَا عَلٰی بُعْدٍ وَلَاعَلٰی قُرْبٍ-فذلک کُفْرٌ وصاحبہ مُکَذِّبٌ وان کان یزعم انہ مُاَوِّلٌ-وَمثَالہ مَا رَأَیْتُہ فی کلام بعض الباطنیۃ -اَنَّ اللّٰہَ تَعَالٰی وَاحِدٌ بمعْنٰی انہ یعطی الوحدۃَ وَیَخْلُقُہَا-وَعَالِمٌ بمَعْنٰی اَنّہ یعطی العلمَ لِغَیرہ ویَخْلُقُ-وَمَوْجُوْدٌ بمَعْنٰی اَنَّہ

يُوْجِدُ غَيْرَه۔

وَاَمَّا اَنْ يَكُوْنَ وَاحِدًا فى نفسه وَمَوْجُوْدًا وَعَا لِمًا عَلٰى معنٰى اتِّصَافِه به فَلَا-وَہٰذَا كُفْرٌصُرَاحٌ-لِاَنَّ حَمْلَ الْوَحْدَةِ عَلٰى اِيْجَادِ الْوَحْدَةِ لَيْسَ مِنَ التاويل فى شَيْئٍ-وَلَا تَحْتَمِلُه لُغَةُ الْعَرَبِ اَصْلًا-وَلَوْ كَانَ خَالِقٌ يُسَمّٰى وَاحِدًا لِخَلْقِهِ الْوَحْدَةِ لَسُمِّىَ ثَلَاثًا وَاَرْبَعًا لِاَنَّه خَلَقَ الْاَعْدَادَ اَيْضًا-فَاَمْثِلَةُ ہٰذه الْمَقَالَاتِ تَكْذِيْبَاتٌ عَبَّرَ عَنْہَا بِالتَّاوِيْلَاتِ) (فيصل التفرقة بين الاسلام والزندقه: ص66)

ترجمہ: ایک دوسرا قانون جان لینا بہت ضروری ہے کہ مخالف کبھی نص متواتر کی مخالفت کرتا ہے، اور یہ گمان کرتا ہے کہ وہ نص قابل تاویل ہے، حالاں کہ اس کی تاویل کے ذکر کے لیے زبان ولغت کے اعتبار سے قریب یا بعید کوئی گنجائش نہیں ہوتی۔ یہ تاویل بھی کفر ہے اور تاویل کرنے والا مکذب (تکذیب کرنے والا) ہے، اگر چہ وہ اپنے خیال میں مؤول ہے۔ اس کی مثال وہ ہے جو میں نے فرقہ باطنیہ کے بعض افراد کے کلام میں دیکھی کہ: اللہ تعالیٰ اس اعتبار سے واحد ہے کہ وہ (دوسروں کو) وحدت عطا فرماتا ہے اور وحدت کی تخلیق فرماتا ہے۔ اللہ تعالیٰ اس معنی میں عالم ہے کہ وہ دوسروں کو علم عطا فرماتا ہے اور علم کو پیدا فرماتا ہے، اور اس اعتبار سے موجود ہے کہ وہ دوسروں کو وجود بخشتا ہے۔

لیکن ایسا نہیں کہ اللہ تعالیٰ فی نفسہ واحد، عالم یا موجود ہے، یعنی وہ ان صفات سے متّصف ہے۔ یہ تاویل صریح کفر ہے، کیوں کہ وحدت کو وحدت کی ایجاد پر محمول کرنا کسی قسم کی تاویل نہیں ہے اور نہ ہی لغت عرب اصلاً اس کی گنجائش رکھتا ہے۔

اور اگر خالق وحدت (اللہ تعالیٰ) کو وحدت کی تخلیق کے سبب واحد کہا جائے تو اس خالق کو تین اور چار بھی کہا جائے گا، کیوں کہ اس نے اعداد کو بھی پیدا فرمایا ہے۔ حقیقت میں یہ باتیں تکذیبات کے قبیل سے ہیں جن کو تاویلات سے تعبیر کیا گیا ہے۔

امام غزالی کے قول(اَنَّ المخالف قد یخالف متواترًا ویزعم انه مُاَوِّلٌ،ولکن ذکرتاویله لا انقدَاحَ لَه اَصْلا)سے بالکل واضح ہوگیا کہ ضروریات دین میں تاویل کی گنجائش نہیں۔ضروریات دین حضوراقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام سے متواتر امور ہیں۔تاویل کے ذریعہ متواتر معنی کے علاوہ کوئی دوسرا معنی بتانا کفر کلامی ہے۔

علامہ تفتازانی نے رقم فرمایا:(عن النبی صلی اللّٰہ علیه وسلم انه مبعوثٌ الی الثقلین لَا اِلَی الْعَرَبِ خَاصَّةً علٰی مَا زَعَمَ بعضُ الیهود والنصارٰی زعمًا منهم ان الاحتیاج الی النبی صلی اللّٰہ علیه وسلم انما کان للعرب خاصةً دون اہل الکتابین-وَرُدَّ بِمَا مَرَّ مِنْ اِحْتِیَاجِ الْکُلِّ اِلٰی مَنْ یُجَدِّدُ اَمْرَ الشَّریعة-بَلْ اِحْتِیَاجُ الیهود والنصارٰی اَکْثَرُ لِاِخْتِلَالِ دینهم بالتحریفات وانواع الضلالات مع ادعائهم انه من عند اللّٰہ تَعَالٰی۔

وَالدَّلیل عَلٰی عموم بعثته وکونه خاتم النبیین لَا نَبِیَّ بَعْدَہ وَلَا نَسْخَ لِشَرِیْعَتِه صلی اللّٰہ علیه وسلم،ہوانه ادعٰی ذلک بحیث لایحتمل التاویلَ -وَاَظْهَرَ الْمعجزَۃَ عَلٰی وَفْقِه-وَاَنَّ کِتَابَهُ الْمُعْجِزَقَدْ شَهِدَ بِذٰلِکَ قَطْعًا کقوله تَعَالٰی:(وَمَا اَرْسَلْنٰکَ اِلَّا کَافَّةً لِّلنَّاسِ)-(قُلْ یَا ایها الناس انی رسول اللّٰہ الیکم جمیعًا)-(قل اوحی الی انه

استمع نفرٌ من الجن) الآيات- (وَلٰكِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَخَاتَمَ النَّبِيّٖنَ)-(ليظهره على الدين كله)) (شرح المقاصد: جلد دوم: ص 191)

ترجمہ: حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے روایت ہے کہ آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام ثقلین (انس وجن) کی طرف مبعوث ہوئے، نہ کہ خاص کر اہل عرب کی طرف، جیسا کہ بعض یہود ونصاریٰ نے کہا یہ گمان کرتے ہوئے کہ نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ضرورت خاص کر اہل عرب کو تھی، نہ کہ اہل کتابین (توریت وانجیل والوں) کو۔

اور اس نظریہ کا رد کیا گیا اس کے ذریعہ جو گزر چکا، یعنی ہر ایک کا اس ذات کا محتاج ہونا جو شریعت کی تجدید فرمائے، بلکہ یہود ونصاریٰ کی ضرورت زیادہ تھی، ان کے دین میں تحریفات کے ذریعہ خلل اندازی اور مختلف قسم کی ضلالتوں کے سبب، ان کے اس (جھوٹے) دعویٰ کے ساتھ کہ یہ (تحریفات وضلالات) اللہ تعالیٰ کی جانب سے ہے۔

حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے عموم بعثت کی دلیل اور ان کے خاتم النبیین ہونے کی دلیل کہ ان کے بعد کوئی نبی نہ ہو، اور ان کی شریعت منسوخ نہ ہو، (اس کی دلیل) یہ ہے کہ آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس کا اس طرح دعویٰ فرمایا کہ تاویل کی گنجائش نہیں، اور اس (دعویٰ) کے موافق معجزہ ظاہر فرمایا، اور بے شک آپ کی معجز کتاب (اپنی مثل لانے سے عاجز کرنے والی کتاب) نے اس کی یقینی طور پر گواہی دی، جیسے اللہ تعالیٰ کا ارشاد مبارک

(1) ہم نے آپ کو سارے لوگوں کے لیے رسول بنا کر بھیجا۔

(2) اے لوگو! میں تم سب کے لیے اللہ کا رسول ہوں۔

(3) آپ ارشاد فرمادیں کہ مجھے وحی کی گئی کہ جنوں کی ایک جماعت نے (قرآن) سنا۔

(4) لیکن اللہ کے رسول اور خاتم النبیین ہیں۔

(5) تاکہ دین اسلام کو تمام دین پر غالب فرمائے۔

(لایحتمل التاویل) سے واضح ہے کہ ضروریات دین میں تاویل کی گنجائش نہیں۔ ضروریات دین میں تاویل قبول نہیں ہوتی اور تاویل کرنے والے پر حکم کفر عائد ہوتا ہے۔

ختم نبوت کا عقیدہ اور حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے سارے انسانوں کے رسول ہونے کا عقیدہ ضروریات دین میں سے ہے۔اس میں تاویل یا انکار کفر ہے۔

امام غزالی نے رقم فرمایا: (وَلَا یَلْزَمُ الْکُفْرُ لِلْمُؤَلِّیْنَ مَا دَامُوْا یُلَازِمُوْنَ قَانُوْنَ التَّاوِیلِ) (فیصل التفرقة بین الاسلام والزندقه :ص41)

ترجمہ: تاویل کرنے والوں پر کفر لازم نہیں ہوگا، جب تک کہ وہ تاویل کے قانون کی پابندی کریں۔

تاویل کی تین قسمیں ہیں: (1) تاویل صحیح (2) تاویل فاسد (3) تاویل باطل۔

تاویل باطل فقہا اور متکلمین کسی کے یہاں قبول نہیں کی جاتی۔

اسی طرح ضروریات دین میں تاویل قبول نہیں کی جاتی۔یہ امور تاویل کے قوانین میں سے ہیں۔ غیر ضروریات دین کا انکار تاویل کے ساتھ کیا تو اس کا ثبوت جیسا ہوگا، اسی طرح حکم ہوگا۔اگر ضروریات دین کی قسم دوم (قطعی بالمعنیٰ الاعم امور) کا انکار تاویل کے ساتھ کیا تو متکلمین کے یہاں گمراہ ہوگا، اور فقہائے احناف کے یہاں کافر فقہی ہوگا۔

کیا تاویل کے بعد تکفیر نہیں کی جائے گی؟

سوال: کیا تاویل کے سبب ہر قسم کا کفر ختم ہو جاتا ہے؟ یا کوئی خاص کفر ختم ہوتا ہے؟

جواب: یہاں متعدّد صورتیں ہیں۔

(1) اگر قطعی بالمعنیٰ الاعم (ضروریات اہل سنت) کے قطعی بالمعنیٰ الاعم ہونے کا علم ہے، اور علم کی حالت میں تاویل فاسد کے ساتھ اس کا انکار کیا تو یہ متکلّمین کے یہاں گمرہی ہے اور فقہائے احناف کے یہاں کفر فقہی ہے۔

(2) اگر قطعی بالمعنیٰ الاعم (ضروریات اہل سنت) کے قطعی بالمعنیٰ الاعم ہونے کا علم ہے، اور علم کی حالت میں بلا تاویل انکار کیا تو یہ متکلّمین وفقہا سب کے یہاں استخفاف بالدین اور کفر عنادی ہے۔ انکار صریح متعیّن ہو، یا صریح متبین، دونوں صورت میں فقہا کے یہاں حکم کفر ثابت ہو گا، کیوں کہ دونوں انکار فقہا کے یہاں قطعی ہے۔

متکلّمین کے یہاں کفر اس وقت ثابت ہو گا جب انکار صریح متعیّن ہو۔

(3) ضروریات دین یعنی قطعی بالمعنیٰ الاخص امور دینیہ کا انکار تاویل کے ساتھ بھی کرے تو بھی متکلّمین وفقہا سب کے یہاں کفر ہے۔ اسی کو کفر اجماعی اور کفر اتفاقی کہا جاتا ہے۔ دیابنہ ضروریات دین میں تاویل کرتے ہیں، اسی لیے ان سے حکم کفر ختم نہیں ہوتا۔

ختم نبوت کا مسئلہ بھی ضروریات دین میں سے ہے اور تعظیم رسول علیہ الصلوٰۃ والسلام کا مسئلہ بھی ضروریات دین میں سے ہے۔ مسلک دیابنہ کے اشخاص اربعہ میں سے قاسم نانوتوی نے ختم نبوت کا انکار کیا۔ رشید احمد گنگوہی نے اللہ تعالیٰ کی شان اقدس میں بے ادبی کی۔ رشید احمد

گنگوہی، خلیل انبیٹھوی اور اشرف علی تھانوی نے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لیے بے ادبی کے الفاظ استعمال کیے۔یہاں توبہ کے علاوہ دوسری کوئی راہ نہیں۔تاویل سے کفر مزید پختہ ہوگا،ختم نہیں ہوگا۔

علمائے کرام کی بعض عبارتوں کو دیکھ کر بعض لوگ سمجھتے ہیں کہ ضروریات دین میں بھی تاویل کی گنجائش ہے،حالاں کہ یہ نظریہ غلط ہے۔اس قسم کی چند عبارتوں کی تشریح ذیل میں رقم کی جاتی ہیں،تاکہ غلط فہمیاں دور ہوں اور اصحاب ہدایت کی تائید وتقویت ہو۔

علامہ تفتازانی کی عبارت کی توضیح

علامہ تفتازانی نے اصحاب تاویل یعنی معتزلہ ومشبہہ وغیرہ کی عدم تکفیر کی بحث میں رقم فرمایا:(ان صاحب التاویل وَاِنْ کَانَ ظَاہِرَ الْبُطْلَانِ،لَیْسَ بِکَافِرٍ)

(شرح المقاصد:جلد دوم:ص270)

ترجمہ:تاویل گرچہ ظاہر البطلان ہو،صاحب تاویل کافر نہیں۔

معتزلہ اور مشبہہ اور دیگر فرقے جو غیر ضروریات دین میں تاویل کرتے ہیں،اس تاویل کے سبب ان پر کفر کلامی کا حکم عائد نہیں ہوگا،لیکن متکلمین کے یہاں حکم ضلالت ضرور نافذ ہوگا،اسی لیے ان فرقوں کو گمراہ کہا گیا۔جو لوگ ضروریات دین میں تاویل کریں،وہ یقینا متکلمین کے یہاں کافر ومرتد ہیں۔ماقبل میں گزر چکا کہ ضروریات دین میں تاویل مقبول نہیں۔

علامہ تفتازانی نے بعض علما کے حوالے سے منقولہ بالا قول کو شرح مقاصد کی بحث ہفتم میں نقل فرمایا،جس کا عنوان ہے:"المبحث السابع فی حکم مخالف الحق من اہل القبلۃ"۔

اس بحث ہفتم میں ان فرقوں کا بیان ہے جو غیر ضروریات دین میں تاویل کرتے ہیں، اور اہل قبلہ میں سے ہیں، یعنی کسی ضروری دینی کے منکر نہیں ہیں۔ضروریات دین کے منکرین اہل قبلہ سے نہیں، گرچہ وہ اسلام کا اقرار کریں اور طاعت وعبادت کریں۔

علامہ تفتازانی نے تحریر فرمایا:

((المبحث السابع فی حکم مخالف الحق من اہل القبلۃ)فی باب الکفر والایمان-ومعناہ ان الذین اتفقوا علیٰ ما ہو من ضروریات الاسلام کحدوث العالم وحشر الاجساد وما اشبہ ذلک- واختلفوا فی اصول سواہا کمسئلۃ الصفات وخلق الاعمال وعموم الارادۃ وقدم الکلام وجواز الرؤیۃ ونحو ذلک مما لا نزاع فیہ ان الحق فیہا واحد-ہل یکفر المخالف للحق بذلک الاعتقاد وبالقول بہ ام لا؟ والا فلا نزاع فی کفر اہل القبلۃ المواظب طول العمر علی الطاعات باعتقاد قدم العالم ونفی الحشر ونفی العلم بالجزئیات ونحو ذلک-و کذا لصدور شیء من موجبات الکفرعنہ)(شرح المقاصد:جلددوم:ص269)

ترجمہ:ساتویں بحث اہل قبلہ میں سے کفروایمان کے باب میں حق کی مخالفت کرنے والے کے حکم کے بیان میں ہے۔اس کا معنی ہے کہ جولوگ ضروریات دین پر متفق ہیں، مثلاً دنیا کے حدوث، حشر جسمانی اوراس کے مماثل امور (پر متفق ہیں)اوران کے علاوہ اصول میں مختلف ہیں، جیسے صفات الٰہیہ کا مسئلہ، خلق اعمال عباد،ارادۂ الٰہیہ کا عموم، کلام الٰہی کا قدیم ہونا اور(آخرت میں) رویت الٰہی کا جواز اوران جیسے امور میں (مختلف ہیں)جن میں نزاع نہیں کہ

حق ان میں ایک ہی ہے، کیاان امور میں حق کا مخالف اس اعتقاد اوراس قول کی وجہ سے کافر ہوگا یانہیں؟

ورنہ عمر بھر طاعات کی پابندی کرنے والے اہل قبلہ کے دنیا کے قدیم ہونے کا اعتقاد اور انکار حشر اور اللہ تعالیٰ سے جزئیات کے علم کی نفی اور ان جیسے (باطل) اعتقاد کے سبب، اور اس سے کسی سبب کفر کے صدور کے سبب اس کے کافر ہونے میں کوئی اختلاف نہیں۔

منقولہ بالا اقتباس سے واضح ہو گیا کہ اس بحث میں ان لوگوں کا بیان ہے جو ضروریات دین کو مانتے ہیں اور ضروریات اہل سنت و دیگر امور میں تاویل کرتے ہیں۔ تاویل فاسد کے ذریعہ ضروریات اہل سنت کا انکار کفر کلامی نہیں، اسی لیے کہا گیا کہ صاحب تاویل کافر نہیں۔

بحر العلوم کی عبارت کی توضیح

علامہ بحر العلوم عبد العلی فرنگی محلی (م ۱۲۲۵ھ) نے خلافت صدیقی کے انکار پر روافض کی عدم تکفیر کی وضاحت کرتے ہوئے تحریر فرمایا کہ اجماعی امور کا بلا تاویل انکار کفر ہے، اسی طرح قطعی امور (ضروریات اہل سنت) کا بلا تاویل انکار کفر ہے۔

اگر اجماعی امور یا قطعی امور کا انکار تاویل کے ساتھ کیا تو یہ کفر نہیں۔ یہاں اجماعی امور اور قطعی امور سے غیر ضروریات دین مراد ہیں، جیسے خلافت صدیقی اجماعی اور قطعی امور میں سے ہیں، کیوں کہ خلافت صدیقی پر حضرات صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین کا اجماع ہے ،اور اجماع صحابہ ،اجماع قطعی ہے۔اس طرح خلافت صدیقی کا تاویل کے ساتھ انکار کفر کلامی نہیں ،اور خلافت صدیقی کو اجماعی و قطعی مان کر بلا تاویل انکار کرنا کفر ہوگا، کیوں کہ یہ کفر عنادی اور

استخفاف بالدین ہے۔ضروریات اہل سنت کا یہی حکم ہے کہ بلا تاویل اس کا انکار متکلمین کے یہاں کفر ہے۔

بحرالعلوم فرنگی محلی نے رقم فرمایا:(وَاِنَّمَا الْکُفْرُ اِنْکَارُ الْمُجْمَعِ عَلَیْہِ مَعَ اعترافه انه مجمع علیه من غیر تأویل-وَہٰلْ ہٰذَا اِلَّا کَمَا اِذَا اَنْکَرَ الْمَنْصُوْصَ بالنص القطعی بتأویل باطل-وہو لیس کفرًا-کَذَا ہٰذَا

(فواتح الرحموت :جلددوم:ص294-دار الکتب العلمیه بیروت)

ترجمہ:اجماعی امر کا بلا تاویل انکار کفر ہے،اس اعتراف کے ساتھ کہ یہ اجماعی امر ہے،اور یہ ویسا ہی جیسا کہ کوئی نص قطعی کے ذریعہ منصوص امر کا تاویل فاسد کے ذریعہ انکار کرے،اور یہ کفر نہیں ہے،اسی طرح یہ ہے۔(اسی طرح تاویل فاسد کے ساتھ امر اجماعی کا انکار کفر نہیں ہے)

جس کو ضروریات اہل سنت کی قطعیت کا علم ہے،وہ تاویل فاسد کے ذریعہ اس کا انکار کرے تو کفر نہیں۔اسی طرح اجماعی امر کا تاویل فاسد کے ذریعہ انکار کفر نہیں۔

اگر اجماعی امر کا بلا تاویل انکار کرے تو یہ کفر ہے،کیوں کہ یہ استخفاف بالدین ہے۔

بحرالعلوم کی عبارت میں قطعی سے ضروریات اہل سنت مراد ہیں جو قطعی بالمعنیٰ الاعم ہوتی ہیں۔مجمع علیہ سے وہ امر مراد ہے جس پر حضرات صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین کا اجماع منصوص ہو۔فواتح الرحموت میں اس مقام پر اس امر اجماعی کی بحث ہے جو حضرات صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین کے اجماع سے ثابت ہو۔ضروریات دین کو بھی اجماعی اور قطعی کہا جاتا ہے،لیکن یہاں وہ مراد نہیں جیسا کہ عبارت کے سیاق وسباق سے ظاہر ہے۔

امام غزالی کی عبارت کی توضیح

امام غزالی شافعی علیہ الرحمۃ والرضوان نے فرمایا کہ اصحاب تاویل جب تک تاویل کے قانون کی پیروی کرتے رہیں، ان پر حکم کفر عائد نہیں ہوگا۔ تاویل کا قانون یہ ہے کہ ضروریات دین میں تاویل نہ کی جائے۔ ضروریات دین میں تاویل مقبول نہیں۔

امام غزالی شافعی قدس سرہ العزیز نے رقم فرمایا: (وَلَا یَلْزَمُ الْکُفْرُ لِلْمُؤَوِّلِیْنَ ما داموا یلازمون قانون التاویل) (التفرقۃ بین الاسلام والزندقہ: ص41)

ترجمہ: تاویل کرنے والوں پر کفر لازم نہیں آتا ہے، جب تک کہ وہ تاویل کے قانون کی پابندی کرتے رہیں۔

کفر فقہی کو کفر اختلافی کہا جاتا ہے۔ اس بحث میں اس نکتہ پر توجہ دینی ہوگی کہ متکلّمین کس مقام پر کفر کا حکم دیتے ہیں اور کس مقام پر ضلالت وگمرہی کا حکم دیتے ہیں۔ کہاں فقہا کے اعتبار سے حکم کفر عائد ہوتا ہے اور کہاں فقہا و متکلّمین دونوں کے اعتبار سے حکم کفر عائد ہوتا ہے۔ جب متکلّمین کے یہاں کوئی کافر ہوگا تو وہ فقہا کے یہاں یقینی طور پر کافر ہوگا۔ کفر کلامی میں امت مسلمہ میں سے کسی کا اختلاف نہیں ہوتا۔ کفر کلامی کو کفر اتفاقی بھی کہا جاتا ہے۔

منقولہ بالا عبارت میں کہا گیا کہ جب تک تاویل کے قانون کی پابندی کرتے رہیں، تب تک کفر لازم نہیں آئے گا اور تاویل کا قانون یہی ہے کہ ضروریات دین میں تاویل قبول نہیں کی جاتی ہے، پس تاویل کا قانون یہ ہے کہ ضروریات دین کی تاویل نہ کی جائے۔

امام اہل سنت قدس سرہ العزیز نے رقم فرمایا: (فان التاویل فی الضروری غیر

مسموع)(المعتمد المستند: ص180-المجمع الاسلامی مبارک پور)

ترجمہ: ضروری دینی میں تاویل مقبول نہیں۔

اگر ضروری دینی کا انکار تاویل کے ساتھ ہو تو بھی منکر پر حکم کفر نافذ ہوگا۔

وماتوفیقی الا باللہ العلی العظیم::والصلوٰۃ والسلام علیٰ رسولہ الکریم::وآلہ العظیم

باب پنجم

باسمہ تعالیٰ وبحمدہ والصلوٰۃ والسلام علیٰ رسولہ الاعلیٰ وآلہ واصحابہ اجمعین

ضروریات اہل سنت کی تعیین وتشریح

جس امر پر حضرات صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین کا اجماع منصوص (قولی غیر سکوتی) ہو،وہ ضروریات اہل سنت میں سے ہے۔اسی طرح فرض اعتقادی ضروریات اہل سنت میں سے ہے،کیوں کہ فرض اعتقادی بھی قطعی بالمعنیٰ الاعم دلیل سے ثابت ہوتا ہے۔

فصل اول

اجماع قطعی سے ثابت شدہ حکم قطعی بالمعنیٰ الاعم

اجماع قطعی سے صحابہ کرام کا جماع منصوص مراد ہوتا ہے ۔اجماع صحابہ کی دو قسمیں ہیں:اجماع منصوص (غیر سکوتی)اور اجماع سکوتی۔اگر صحابہ کرام کے اجماع منصوص سے کوئی امر ثابت ہوتو اس کا انکار کفر فقہی اور متکلمین کے یہاں اس کا انکار ضلالت وگمرہی ہے۔ایسا امر قطعی بالمعنیٰ الاعم اور ضروریات اہل سنت میں شمار ہوتا ہے۔

اجماع منصوص سے ثابت شدہ امر دینی کا انکار اسی وقت کفر ہوگا،جب وہ امر دینی عہد صحابہ

سے تواتر کے ساتھ مروی ہو۔ خبر واحد کے طور پر مروی ہو تو اس کا انکار کفر نہیں۔

علامہ قاضی محب اللہ بہاری نے رقم فرمایا:

(انکارحکم الاجماع القطعی کفر عند اکثر الحنفیة وطائفة خلافا لطائفة،ومن ہہنا لم تکفر الروافض- وضروریات الدین خارجة اتفاقا فالتثلیث کما فی المختصر تدلیس۔

قال فخر الاسلام:اجماع الصحابة کالمتواتر فیکفر جاحده-و الحق ان السکوتی لیس کذلک لذلک-واجماع من بعدہم کالمشهور فیضلل جاحده الا ما فیه خلاف کالمنقول اٰحادًا-والکل مقدم علی الرای عند الاکثر)

(مسلم الثبوت : جلددوم :ص294-دارالکتب العلمیہ بیروت)

ترجمہ: اجماع قطعی (سے ثابت شدہ)حکم کا انکاراکثرفقہائے احناف اورایک(غیر حنفی)جماعت کے یہاں کفر ہے، اور ایک جماعت کا اختلاف ہے۔ اسی وجہ سے (خلافت خلفائے ثلاثہ کے انکار کے باوجود)روافض کی تکفیر نہیں کی گئی ، اور(اس بحث سے) ضروریات دین بالاتفاق خارج ہیں (کیوں کہ ضروریات دین کے انکار پر بالاتفاق حکم کفر ہے)،پس تین حکم بیان کرنا جیساکہ مختصرالتحریر میں ہے، تدلیس ہے۔

امام فخرالاسلام بزدوی نے فرمایا:

صحابہ کرام کا اجماع امر متواتر کی طرح ہے، پس اس کا منکر کافر ہے، اور حق یہ ہے کہ اجماع سکوتی اس (سکوت) کے سبب اجماع قطعی کی طرح نہیں ہے، اور ان کے مابعد کا اجماع حدیث

مشہور کی طرح ہے، پس اس کا منکر گمراہ ہوگا، مگر جس میں اختلاف ہو تو وہ بطور آحاد امر منقول کی طرح ہے اور تمام اجماع اکثر علما کے یہاں قیاس پر مقدم ہے۔

(فالتثلیث کما فی المختصر تدلیس) کا مفہوم یہ ہے کہ مختصر التحریر میں جو اجماعی امور کے انکار کا تین حکم بیان کیا گیا ہے، وہ خلاف حقیقت ہے۔

مختصر التحریر میں یہ بیان کیا گیا ہے کہ اجماعی مسائل کا تین حکم ہے۔

(1) تکفیر (2) عدم تکفیر (3) تکفیر اگر ضروریات دین سے ہو، ورنہ تکفیر نہیں۔

مجدد صدی دوازدہم علامہ محب اللہ بہاری (م ۱۱۱۹ھ-۱۷۰۷ء) نے اس تثلیث کو غلط اس لیے قرار دیا کہ ضروریات دین اس بحث سے خارج ہیں، کیوں کہ ضروریات دین بھی اجماعی ہیں ،لیکن ضروریات دین میں اجماع مجرد نہیں پایا جاتا ہے ،بلکہ اجماع متّصل پایا جاتا ہے اور یہاں اجماع مجرد کے انکار کا حکم بیان کیا جارہا ہے، پس یہاں دو ہی حکم ہے۔

فقہائے احناف اور ان کے مؤیدین اجماع مجرد میں سے اجماع قطعی کے انکار کو کفر کہتے ہیں اور دیگر فقہا و متکلّمین کفر نہیں کہتے ہیں۔ یہاں حکم ثالث کی گنجائش نہیں۔

(1) بحر العلوم فرنگی محلی (۱۱۴۲ھ ۱۲۲۵ھ) نے عبارت مذکورہ کی شرح میں رقم فرمایا:

((انکار حکم الاجماع القطعی)وہو المنقول متواترًا من غیر استقرار خلاف سابق علیه(کفر عند اکثر الحنفیة وطائفة)ممن عداہم، لانه انکار لما ثبت قطعًا انه حکم اللّٰہ تعالی(خلافا لطائفة)قالوا :حجیته وان کان قطعیا لکنها نظریة فدخل فی حیز الاشکال من حیز الظہورکالبسملة۔

(ومن ہہنا)ای من اجل ان انکار حکمه لیس کفرا(لم تکفر الروافض)مع کونهم منکرین لخلافة خلیفة رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وعلی آله واصحابه وسلم حقا،وقد انعقد علیه الاجماع من غیر ارتیاب)

(فواتح الرحموت شرح مسلم الثبوت :جلددوم:ص294-دارالکتب العلمیه بیروت)

ترجمہ:(اجماع قطعی کے حکم کا انکار) یہ وہ اجماع ہے جو تواتر کے ساتھ منقول ہو،جس میں پہلے اختلاف نہ ہو۔(کفر ہے اکثر احناف اور ایک جماعت کے یہاں)جو غیر حنفی ہے،کیوں کہ یہ اس امر کا انکار ہے جو قطعی طور پر ثابت ہے کہ اللہ تعالیٰ کا حکم ہے،(ایک جماعت کا اختلاف ہے)ان حضرات نے فرمایا:اجماع کی حجیت گرچہ قطعی ہے،لیکن وہ نظری ہے،پس وہ ظہور کے اعتبار سے مقام اعتراض میں داخل ہوگیا،جیسے بسم اللہ کا مسئلہ۔

(اوراسی وجہ سے)یعنی اس وجہ سے کہ اس اجماع قطعی کے حکم کا انکار کفر نہیں ہے(روافض کی تکفیر نہیں کی گئی)باوجودے کہ یہ لوگ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے خلیفہ برحق کی خلافت کے منکر ہیں،اوراس خلافت پر بلا شبہہ اجماع منعقد ہے۔

حضرات صحابہ کرام کے اجماع منصوص سے ثابت شدہ حکم کا انکار اسی وقت فقہائے احناف کے یہاں کفر ہوگا،جب وہ مسئلہ عہد صحابہ سے تواتر کے ساتھ مروی ہو،جیسے خلافت خلفائے راشدین کا مسئلہ۔وہ اجماعی مسئلہ خبر واحد کے طور پر مروی ہو تو اس کا انکار کفر نہیں۔

جو علمائے کرام اجماع قطعی کے منکر کو کافر نہیں مانتے ہیں،وہ تبرائی روافض کی تکفیر نہیں کرتے تھے،حالاں کہ روافض حضرات خلفائے ثلاثہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی خلافت حقہ راشدہ کے منکر

تھے اور حضرات خلفائے راشدین رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین کی خلافت حقہ حضرات صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین کے اجماع منصوص سے ثابت ہے۔

(2) بحر العلوم فرنگی محلی (۱۱۴۲ھ-۱۲۲۵ھ) نے عبارت مذکورہ کی شرح میں رقم فرمایا:

((وضروریات الدین)کالصوم والصلاۃ والزکاۃ والحج والجہاد ووجوب الصلوٰۃ الی الکعبۃ الشریفۃ(خارجۃ)عن ہذا الاختلاف(اتفاقًا) فانہ کفر البتۃ اتفاقا(فالتثلیث)فی المذاہب،التکفیر وعدم التکفیر،ثالثہا التکفیر ان کان نحو الصلاۃ والا لا(کما فی المختصر تدلیس)اذ لا یلیق بحال احد من المسلمین ان یقول :ان انکار الصلاۃ لیس کفرا)

(فواتح الرحموت :جلددوم:ص295-294-دارالکتب العلمیہ بیروت)

ترجمہ:ضروریات دین جیسے روزہ،زکات،نماز،حج،جہاد اور کعبہ شریف کی طرف (رخ کرکے) نماز ادا کرنے کا وجوب اس اختلاف سے بالاتفاق خارج ہے،کیوں کہ یہ(ضروریات دین کا انکار)یقینی طور پر بالاتفاق کفر ہے،پس تین مذاہب بیان کرنا،تکفیر،عدم تکفیر اور تیسرا مذہب :تکفیر اگر نماز کے جیسے کسی امر کا انکار ہو،ورنہ تکفیر نہیں،جیسا کہ مختصر التحریر میں ہے،یہ تدلیس ہے ،اس لیے کہ کسی مسلمان کے لیے یہ کہنا صحیح نہیں کہ نماز کا انکار کفر نہیں۔

(3)علامہ بحر العلوم فرنگی محلی قدس سرہ العزیز نے شرح میں رقم فرمایا:

(قال)الامام(فخر الاسلام:اجماع الصحابۃ کالمتواتر فیکفر جاحدہ)لفظہ الشریف ہکذا :فصار الاجماع کآیۃ من الکتاب او حدیث متواتر فی وجوب العلم

والعمل فیکفر جاحده فی الاصل۔

ثم ہو علیٰ مراتب-فاجماع الصحابة مثل الاٰیة والخبر المتواتر- ومثل لهذا الاجماع فی"التحریر"بالاجماع علی خلافة امیر المومنین امام الصدیقین بعد المرسلین افضل الاولیاء المکرمین ابی بکر الصدیق رضی اللّٰہ تعالیٰ عنه -وبالاجماع علی قتال مانعی الزکاة مع سکوت بعضهم

فزعم ان الاجماع السکوتی ایضًا کذلک مع ان حجیته مختلف فیها بین اہل الحق فلا یصلح مکفرا۔

وقال ایضًا مطابقا لما صرح العلامة النسفی فی المنار(والحق ان السکوتی لیس کذلک لذلک)ولعل مراد صاحب"التحریر"تسویة السکوتی الذی علم بقرائن الحال ان سکوت من سکت لاجل الموافقة علما قطعیا مع القولی-والسکوت علیٰ قتال مانعی الزکاة من ہذا القبیل

(واجماع من بعدہم کالمشهور فیضلل جاحده الا ما فیه خلاف) کالاجماع بعد استقرار الخلاف فانه یفید الظن و(کالمنقول آحادًا)ولفظه الشریف ہکذا:واجماع من بعدہم بمنزلة المشهور من الحدیث-واذا صار الاجماع مجتهدا فی السلف کان کالصحیح من الاخبار۔

وقرروا کلامه بان الاعلیٰ اجماع الصحابة نصا بحیث یکفر جاحده -ثم اجماعهم السکوتی-ثم اجماع من بعدہم بحیث لم یسبق فیه خلاف -ثم اجماعهم وقد استقر

خلاف سابق۔

ووجهوه بان اجماع الصحابة غير مختلف فيه اصلا لدخول اہل المدينة والعترة والخلفاء والشيخين-والسكوتى قد اختلف فيه-ثم اجماع من بعدہم لقوة الاختلاف فيه-ثم اجماعهم بعد استقرار الخلاف قد قوى فيه الاختلاف-كذا قالوا)

(فواتح الرحموت :جلددوم:ص295-دارالکتب العلمیہ بیروت)

ترجمہ:((امام فخرالاسلام بزدوی نے فرمایا:اجماع صحابہ امر متواتر کی طرح ہے،پس اس کا منکر کافر ہوگا))امام فخرالاسلام کا باعظمت کلام اس طرح ہے:”پس اجماع یقین وعمل کے وجوب میں آیت قرآنیہ یا حدیث متواتر کی طرح ہوگیا،پس اس کا منکر اصل کے اعتبار سے کافر ہوگا“۔(گرچہ کسی سبب سے اس کی تکفیر نہ کی جائے)

پھر(اجماع کے)چند درجات ہیں،پس اجماع صحابہ آیت قرآنیہ اور حدیث متواتر کی طرح ہے،اور مختصر التحریر میں اس اجماع کی مثال امیر المومنین حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خلافت پر اجماع سے دی گئی اور مانعین زکات سے جہاد پر اجماع سے دی گئی،(اس اجماع میں)بعض صحابہ کے سکوت کے باوجود،پس انہوں نے خیال کیا کہ اجماع سکوتی بھی اسی (اجماع منصوص کی)طرح ہے،حالاں کہ اس کی حجیت اہل حق کے درمیان مختلف فیہ ہے،پس وہ سبب کفر ہونے کے لائق نہیں۔

ترجمہ:اور مصنف نے بھی متن منار میں علامہ نسفی کی صراحت کے مطابق فرمایا:((اور حق یہ ہے کہ اجماع سکوتی اسی (سکوت)کے سبب ایسا(اجماع منصوص جیسا)نہیں ہے))

اور شاید صاحب تحریر کی مراد اس اجماع سکوتی کو اجماع قولی کے مساوی بتانا ہے جس کے بارے میں قرائن حالیہ سے قطعی طور پر معلوم ہو چکا ہو کہ سکوت کرنے والوں کا سکوت موافقت کے سبب تھا، اور مانعین زکات سے جہاد پر اجماع اسی قبیل سے ہے۔

((اور صحابہ کرام کے بعد والوں کا اجماع حدیث مشہور کی طرح ہے، پس اس کا منکر گمراہ ہے ،مگر جس اجماع میں اختلاف ہو))جیسے اختلاف کے مستقر ہونے کے بعد (کسی ایک صورت پر)اجماع، پس یہ ظن کا افادہ کرتا ہے اور ((جیسے جو اجماع بطریق آحاد منقول ہو)) اور امام فخرالاسلام کا کلام شریف اس طرح ہے:"اور صحابہ کرام کے بعد والوں کا اجماع حدیث مشہور کی منزل میں ہے، اور جب اجماعی مسئلہ اسلاف میں مختلف فیہ رہا ہو تو وہ حدیث صحیح کی طرح ہے۔

اور علمائے کرام نے امام فخرالاسلام (م ۴۸۲ھ) کے کلام کی تشریح کی کہ سب سے بلند رتبہ صحابہ کرام کا اجماع منصوص ہے، یہاں تک کہ اس کا منکر کافر ہوگا، پھر صحابہ کرام کا اجماع سکوتی ہے، پھر صحابہ کرام کے بعد والوں کا اجماع ہے جس میں ماقبل زمانے میں اختلاف نہ ہوا ہو، پھر غیر صحابہ کا اجماع (اس امر پر) جس میں اختلاف ہو چکا ہو۔

اور علمائے کرام نے اس (درجہ بندی) کی وجہ یہ بیان فرمائی کہ صحابہ کرام کے اجماع میں بالکل کوئی اختلاف نہیں ہے، کیوں کہ اس اجماع میں باشندگان مدینہ طیبہ، اہل بیت اطہار، خلفائے راشدین اور حضرات شیخین کریمین رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین شامل ہیں، اور اجماع سکوتی مختلف فیہ ہے، پھر (رتبہ میں) غیر صحابہ کا اجماع ہے، اس میں اختلاف کے قوی ہونے کے سبب، پھر غیر صحابہ کا اجماع ہے (کسی امر پر عہد ماضی میں) اختلاف قائم ہو جانے کے بعد

،اس میں اختلاف قوی و مضبوط ہے۔ایسا ہی علمائے کرام نے بیان فرمایا۔

اجماع سے متعلق تفصیلی بحث ہمارے رسالہ:”ضروریات دین اور عہد حاضر کے منکرین“(دفتراول)میں ہے۔جس اجماع سکوتی کے بارے میں قرائن حالیہ سے یقین حاصل ہوجائے کہ سکوت اتفاق کے سبب تھا،وہ اجماع منصوص کی منزل میں ہے، جیساکہ منقولہ بالا عبارت میں مرقوم ہے کہ مانعین زکات سے جہاد پر اسی قسم کا اجماع سکوتی تھا،اور جس اجماع سکوتی سے متعلق یہ معلوم نہ ہوسکے کہ سکوت اتفاق کے سبب تھا،وہ خبر واحد کی منزل میں ہے، اوراس اجماع غیر صحابہ کی طرح ہے جس میں ماقبل میں اختلاف ہوچکا ہو۔

متقدمین فقہائے احناف اور تکفیر فقہی

اجماع قطعی کے منکر کی تکفیر متاخرین فقہائے احناف کرتے ہیں۔متقدمین فقہائے احناف اجماع قطعی کے منکر کی تکفیر نہیں کرتے تھے اور مسئلہ تکفیر میں امام اعظم ابوحنیفہ وامام شافعی رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا وہی مسلک ہے جس کو بعد میں مذہب متکلّمین کہا گیا ہے۔

علامہ بحرالعلوم فرنگی محلی نے رقم فرمایا:

(وفی ”البحر الرائق“حقق بتفصیل بلیغ ان تکفیر الروافض لیس مذہبًا لائمتنا المتقدمین-وانما ظہر فی اقوال المتأخرین)(فواتح الرحموت:جلددوم:ص294-دارالکتب العلمیہ بیروت)

ترجمہ:البحرالرائق میں عمدہ تفصیل کے ساتھ تحقیق کی گئی کہ روافض کی تکفیر ہمارے ائمہ متقدمین کا مذہب نہیں ہے،اور یہ تکفیر متاخرین کے اقوال میں ظاہر ہوئی۔

منقولہ بالا عبارت میں تبرائی روافض کا ذکر ہے جو حضرات صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم

اجمعین پر طعن کرتے اور حضرات خلفائے ثلاثہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی خلافت کا انکار کرتے تھے اور شیر خدا حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو خلیفہ بلافصل مانتے تھے۔

یہ لوگ کسی ضروری دینی کے منکر نہیں تھے، لہٰذا ان لوگوں کو پر کفر کلامی حکم نہیں تھا، بلکہ متاخرین فقہائے احناف اوران کے مؤیدین ضروریات اہل سنت (خلافت خلفائے ثلاثہ) کے انکار کے سبب ان کی تکفیر فقہی کرتے تھے۔ عہد حاضر کے تبرائی روافض قرآن عظیم کو ناقص اور ائمہ اہل بیت رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو حضرات انبیائے کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام سے افضل مانتے ہیں ،لہٰذا مابعد کے تبرائی روافض بھی غالی روافض کی طرح کافر کلامی قرار پائے۔

غیر اجماع قطعی سے ثابت شدہ احکام ظنی

صحابہ کرام کے اجماع منصوص کے علاوہ اجماع کی دیگر قسموں سے ثابت شدہ مسئلہ بھی قطعی بالمعنیٰ الاعم ہونا چاہئے ،لیکن عرض عارض کے سبب وہ قطعی بالمعنیٰ الاعم نہیں ہوتا ہے۔

متقدمین احناف کے یہاں اجماع منصوص کا منکر کافر نہیں ۔ذیلی اقتباس میں اس کی وضاحت (لا یکفر بعروض عارض) سے کی گئی ہے ۔چوں کہ اجماع کی حجیت ہی نظری ہے ، پس صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین کا اجماع منصوص بھی قطعی بالمعنیٰ الاخص نہیں ،بلکہ قطعی بالمعنیٰ الاعم ہے،اور متقدمین احناف قطعی بالمعنیٰ الاعم کے انکار پر حکم کفر نافذ نہیں کرتے تھے۔

علامہ بحر العلوم فرنگی محلی نے رقم فرمایا:

(ان مقصوده قدس سره ان الاجماع مطلقًا فی القطعية كالآية والخبر المتواتر-

واصله ان يكفر جاحده-لانه انكار لحكم مقطوع-الا انه لا يكفر لعروض عارض-

واشار اليه بتقييده بقوله:فى الاصل-ولذا لم يكفر الروافض والخوارج۔

ثم بين مراتب الاجماع:

فالاعلىٰ فى القطعية اجماع الصحابة المقطوع اتفاقهم بتنصيص الكل بالحكم-او بدلالة توجب انهم اتفقوا قطعا-وہذا ظاہر۔

ثم اجماع من بعدہم-وجه الفرق ان الصحابة كانوا معلومين باعيانهم فتعلم اقوالهم بالبحث والتفتيش-فاذا اخبر جماعة عدد التواتر حصل العلم باتفاقهم قطعا-واما من بعدہم فتكثروا ووقع فيهم نوع من الانتشار-فوقع شبهة فى اتفاقهم واحتمل ان يكون ہناک مجتهد لم يطلع على قوله الناقلون-لكن لما كان ہذا الاحتمال بعيدا لعدم وقوع الانتشار كذلک مع كون الناقلين جماعة تكفى للعلم صار بمنزلة الخبر المشهور الذى فيه احتمال بعيد-وصار ادون درجة من اجماع الصحابة۔

ثم الاجماع الذى وقع بعد تقرر الخلاف السابق،حجيته ظنية لاحتمال حياة القول السابق بالدليل۔

وكذا الاجماع المنقول آحادا للاحتمال فى ثبوته۔

وكذا الاجماع الذى وقع عن سكوت-ولا قرينة تدل قطعا على ان السكوت للرضا لاحتمال عدم الموافقة-فصارت ہذه للاحتمالات الثلاثة حجة ظنية-كخبر الواحد الصحيح) (فواتح الرحموت :جلددوم :ص 296-دار الكتب العلميه بيروت)

ترجمہ: امام فخر الاسلام قدس سرہ العزیز کا مقصود یہ ہے کہ اجماع قطعیت میں مطلقاً آیت قرآنیہ اور خبر متواتر کی طرح ہے، اور اصل کے اعتبار سے اس کا منکر کافر ہوتا، کیوں کہ یہ یقینی حکم کا انکار ہے، مگر کسی عرض عارض کے سبب کافر نہیں ہوگا، اور امام فخر الاسلام نے اپنے قول کو (فی الاصل) سے مقیّد کرکے اسی طرف اشارہ کیا، اور اسی سبب سے روافض وخوارج کی تکفیر نہیں کی گئی۔

پھر امام فخر الاسلام بزدوی نے اجماع کے درجات کو بیان فرمایا، پس قطعیت میں بلند رتبہ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین کا وہ اجماع ہے جس پر ان کا اتفاق یقینی ہو، تمام صحابہ کرام کے حکم کی صراحت کرنے کے سبب، یا کسی ایسی دلالت کے سبب جو ثابت کرے کہ صحابہ کرام یقینی طور پر متفق ہیں، اور یہ ظاہر ہے۔

پھر صحابہ کرام کے بعد والوں کا اجماع ہے۔ وجہ فرق یہ ہے کہ صحابہ کرام مشہور اشخاص تھے ، پس بحث وتفتیش سے ان کے اقوال معلوم ہوجائیں گے تو جب متواتر کی تعداد والی کوئی جماعت خبر دے تو صحابہ کرام کے اتفاق کا یقینی علم ہوجائے گا۔

لیکن صحابہ کرام کے بعد والے کثیر ہوگئے ، اور ان میں ایک قسم کا انتشار واقع ہوگیا، پس ان کے اتفاق میں ایک قسم کا شبہہ واقع ہوگیا اور یہ احتمال ہوگیا کہ وہاں کوئی مجتہد ہو کہ ناقلین اس کے قول پر مطلع نہ ہوئے ہوں، لیکن جب یہ بعید احتمال ہے، ان کے ایسا منتشر نہ ہونے کے سبب ، ساتھ ہی ناقلین ایسی جماعت ہو جو یقین کے لیے کافی ہو تو یہ خبر مشہور کی منزل میں ہوگا جس میں احتمال بعید ہوتا ہے، اور یہ اجماع صحابہ سے کم رتبہ ہوگا۔

پھر وہ اجماع ہے جو ماقبل کے اختلاف کے قائم ہونے کے بعد وجود پذیر ہو،اس کی حجیت ظنی ہے ،قول سابق (کے کسی قائل) کے دلیل پر باحیات ہونے کے احتمال کے سبب (کہ وہ اجماع میں شریک نہ ہواور اپنی دلیل پر قائم رہے)

اوراسی طرح وہ اجماع (ظنی) ہے جو بطریق آحاد منقول ہو، اس کے ثبوت میں احتمال کے سبب۔

اور اسی طرح وہ اجماع (ظنی) ہے جو سکوت کے سبب واقع ہو، اور کوئی قرینہ نہ ہو جو قطعی طور پر دلالت کرے کہ سکوت رضا کے سبب ہے،عدم موافقت کے احتمال کے سبب۔

پس یہ تینوں احتمالات ثلاثہ کے سبب ظنی ہیں، جیسے کہ خبر واحد(ظنی ہے)

اجماع مجرد کی حجیت نظری ہے ، یہ قطعی بالمعنیٰ الاخص نہیں ،بلکہ قطعی بالمعنیٰ الاعم ہے ۔اس کی حجیت ضروریات دین میں سے نہیں ،بلکہ ضروریات اہل سنت سے ہے،اسی لیے اجماع مجرد سے ثابت شدہ مسائل کے انکار کے سبب روافض وخوارج کی تکفیر نہیں کی گئی۔

اجماع مجرد بھی اپنی اصل کے اعتبار سے دلیل قطعی ہے ، لیکن قطعی بالمعنیٰ الاعم ہے ، لہٰذا متقدمین فقہائے احناف اجماع مجرد سے ثابت شدہ مسائل کے انکار پر تکفیر نہیں کرتے تھے ،گرچہ وہ صحابہ کرام کے اجماع منصوص سے ثابت ہو۔ جب اصل اجماع ہی قطعی بالمعنیٰ الاخص نہیں تواس سے ثابت ہونے والا مسئلہ بھی اپنی اصل کے اعتبار سے قطعی بالمعنیٰ الاخص نہیں اور متقدمین فقہائے احناف باب تکفیر میں اسی مذہب پر تھے ،جس کو مذہب متکلّمین کہا جاتا ہے کہ وہ صرف قطعی بالمعنیٰ الاخص یعنی ضروری دینی کے انکار پر تکفیر کرتے ہیں۔

یہ متقدمین فقہائے احناف کا مذہب ہے۔ متاخرین فقہائے احناف صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین کے اجماع منصوص سے ثابت شدہ حکم کے انکار پر تکفیر فقہی کرتے ہیں۔

اجماع متّصل اور اجماع مجرد میں فرق یہ ہے کہ جس امر دینی پر اجماع متّصل ہو، وہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے تواتر کے ساتھ مروی ہوتا ہے۔ اجماع مجرد سے ثابت شدہ مسئلہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے متواتر نہیں ہوتا ہے، لہٰذا متقدمین فقہائے احناف اجماع صحابہ کرام سے ثابت مسائل کے انکار پر تکفیر نہیں کرتے تھے،

(1) اجماع مجرد کی چار صورتیں ہیں۔ اجماع مجرد میں قطعیت کے اعتبار سے سب سے بلند رتبہ حضرات صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین کا اجماع منصوص ہے۔

(2) مجتہدین صحابہ کے اجماع اور مجتہدین غیر صحابہ کے اجماع میں فرق یہ ہے کہ مجتہدین صحابہ کی تعداد محدود تھی اور تمام مجتہدین صحابہ متعارف و مشہور تھے۔ تلاش و جستجو کے بعد ان کے اقوال کو دریافت کیا جا سکتا ہے، پس جب بطور تواتر ان کے کسی مسئلہ پر اتفاق کی خبر موصول ہو تو ان کے اجماع واتفاق کا قطعی علم حاصل ہو جائے گا۔

عہد صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین کے بعد مجتہدین کی کثرت ہو گئی اور وہ مختلف علاقوں میں منتشر تھے تو ان کے اتفاق میں یہ احتمال پیدا ہو گیا کہ ممکن ہے کہ اس عہد میں کوئی مجتہد ہوں، اور ان کے قول پر ناقلین مطلع نہ ہو سکے ہوں۔ چوں کہ یہ احتمال ضعیف تھا، اس لیے مجتہدین غیر صحابہ کا اجماع غیر اختلافی امر پر ہو تو وہ خبر مشہور کی طرح ہے۔ یہ اجماع علم طمانیت کا افادہ کرتا ہے۔ علم یقینی کا افادہ نہیں کرتا ہے۔ فقہا اسے قطعی بالمعنیٰ الاعم کہتے ہیں۔

(3)اس کے بعد اس امر پر اجماع ہے جس میں پہلے اختلاف واقع ہوچکا ہو۔اس کی حجیت ظنی ہے،کیوں کہ ممکن ہے کہ قول سابق کا کوئی قائل اپنی دلیل پر قائم ہو۔

(4)اسی طرح وہ اجماع ظنی ہے جو خبر واحد کے طور پر منقول ہو،کیوں کہ اس کے ثبوت ہی میں احتمال ہے۔خبر واحد سے منقول ہونے کے سبب اس کا ثبوت یقینی نہیں ہوسکا۔

(5)اسی طرح اجماع سکوتی بھی ظنی ہے ،جب کوئی قرینہ قطعی طور پر دلالت نہ کرے کہ سکوت رضا کے سبب تھا،پس اخیر کے تینوں اجماع احتمال کے سبب ظنی ہیں۔

فصل دوم

فرض قطعی،فرض اعتقادی وفرض عملی کی تشریح

مقام کی خصوصیت،قرائن کے ہجوم اور مجتہد پر منکشف ہونے والے امور سے دلیل ظنی کو ایسی قوت مل جاتی ہے کہ وہ کسی مجتہد کے نزدیک تقریباً قطعی کے درجہ کو پہنچ جاتی ہے۔اسی قوی تر دلیل سے فرض عملی کا ثبوت ہوتا ہے۔دیگر مجتہدین کا اس سے اتفاق نہیں ہوتا ہے۔

امام اہل سنت علیہ الرحمۃ والرضوان نے رقم فرمایا:(اقول و باللّٰہ التوفیق- بل القطع علی ثلثة اوجه:(۱)قطع عام یشترک فیه الخواص والعوام-وهو الحاصل فی ضروریات الدین۔

(۲)و خاص یختص بمن مارس العلم-وهو الحاصل فی سائر الفرائض الاعتقادیة المجمع علیها۔

(۳)الثالث قطع اخص یختلف فی حصوله العلماء-کما اختلف فی حصول الثانی العوام

والعلماء-فربما یؤدی ذھن عالم الی قرائن ھجمت وحفت فرفعت عندہ الظنی الی منصة الیقین ولا تظھر ذلک لغیرہ-او تظھر فتظھرلہ معارضات تردھا الی المرتبة الاولیٰ من الظن-واعتبرہ بمسئلة سمعھا صحابی من النبی صلی اللّٰہ تعالیٰ علیہ وسلم شفاھا وبلغ غیرہ باخبارہ فھو قطعی عندہ،ظنی عندھم۔

فالمجتھد لایثبت الافتراض الا ما حصل لہ القطع بہ-فان کان العلماء کلھم قاطعین بہ کان فرضا اعتقادیا-وان کان قطعاً خاصاً بھذا المجتھد کان فرضا عملیا-ھذا ماظھرلی وارجو ان یکون صوابا ان شاء اللّٰہ تعالیٰ والیہ اشرت فیما قررت فاعرف)

(فتاویٰ رضویہ:جلداول:ص8-جامعہ نظامیہ لاہور)

ترجمہ:اور میں توفیق الٰہی سے کہتا ہوں:بلکہ قطعیت کی تین صورتیں ہیں:(1)عام قطعیت جس میں عوام وخواص سب شریک ہوں۔یہ ضروریاتِ دین میں پائی جاتی ہے۔

(2)خاص قطعیت جو علم سے شغف رکھنے والوں کے ساتھ خاص ہے،اور یہ تمام اجماعی فرائضِ اعتقادیہ میں پائی جاتی ہے۔

(3)اخص قطعیت جس کے حصول میں علما مختلف ہوتے ہیں،جیسے قسم دوم کے حصول میں عوام اور علما مختلف ہوتے ہیں،پس کبھی ایک عالم کا ذہن کچھ ایسے قرائن کو پالیتا ہے جو دلیل کے گرد احاطہ و ہجوم کئے ہیں۔وہ قرائن اس عالم کی نظر میں ظنی کو قطعی کے درجہ تک پہنچا دیتے ہیں اور وہ قرائن دوسرے عالم پر ظاہر نہیں ہوتے،یا انہیں کچھ معارضات ظاہر ہوتے ہیں،وہ دلیل ظنی کو اس کی پہلی منزل یعنی ظن کی طرف لوٹا دیتے ہیں۔

اس کی نظیر وہ مسئلہ ہے جس کو کسی صحابی نے خود حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے سماعت کیا اور ان کے علاوہ کو ان صحابی کے بتانے سے معلوم ہو تو ان صحابی کے نزدیک وہ قطعی ہے ،اور دوسروں کے نزدیک ظنی ہے ،پس مجتہد فرضیت کا اثبات اسی دلیل سے کرتا ہے جس کے متعلق اسے قطعیت حاصل ہو چکی ہو،پس اگر تمام علما کو اس کا یقین حاصل ہو تو وہ فرض اعتقادی ہے،اور اگر وہ یقین اسی مجتہد کے ساتھ خاص ہے تو وہ فرض عملی ہے۔

یہ وہ ہے جو مجھ پر منکشف ہوا،اور امید رکھتا ہوں کہ ان شاء اللہ تعالیٰ درست ہوگا۔اسی کی طرف میں نے اپنی تقریر بالا میں اشارہ کیا ہے تو اس سے باخبر رہیے۔

منقولہ بالا عبارت میں قطعی کی قسم اول کو قطع عام سے اور قسم دوم کو قطع خاص سے تعبیر کیا گیا ہے۔قطع اخص صرف اس عالم و مجتہد سے خاص ہوتا ہے جس کے نزدیک وہ یقینی ہو۔یہ اصل میں ظنی ہوتا ہے جو قرائن کے سبب کسی کے نزدیک یقینی ہو جاتا ہے۔

فرض قطعی،فرض اعتقادی و فرض عملی کی دلیل

(1)منقولہ بالا عبارت میں جس کو قطعی عام کا نام دیا گیا،وہ قطعی بالمعنی الاخص ہے۔

دلیل قطعی بالمعنی الاخص سے فرض قطعی کا ثبوت ہوگا،یعنی وہ دلیل قطعی الثبوت بالمعنی الاخص اور قطعی الدلالت بالمعنی الاخص ہو۔ مفسر و محکم قطعی الدلالت بالمعنی الاخص ہیں ۔ متواتر لفظی قطعی الثبوت بالمعنی الاخص ہے۔

(2)منقولہ بالا اقتباس میں جس کو قطعی خاص کا لقب دیا گیا،وہ قطعی بالمعنی الاعم ہے۔اس سے فرض اعتقادی کا ثبوت ہوتا ہے۔ظاہر و نص قطعی الدلالت بالمعنی الاعم ہیں،اور متواتر معنوی قطعی

الثبوت بالمعنٰی الاعم ہے۔

(3)منقولہ بالا عبارت میں جس کو قطعی اخص کہا گیا،اس سے فرض عملی کا ثبوت ہوتا ہے۔ اس کو قطعی مختص کہا جا سکتا ہے،کیوں کہ یہ کسی ایک مجتہد کے ساتھ خاص ہوتا ہے۔یہ دراصل ظنی ہے،گرچہ قرائن کے سبب کسی مجتہد کو اس کا یقین حاصل ہو چکا ہو۔

ہر فرض ضروریات دین میں سے نہیں ۔فرض اعتقادی وہ ہے کہ کسی مجتہد کو شرعی دلائل کی روشنی میں کسی امر کا یقین حاصل ہوا،پھر تمام مجتہدین نے اس پر اتفاق کیا،پس وہ فرض اعتقادی ہے۔فرض اعتقادی ضروریات دین میں شامل نہیں ،کیوں کہ اس کی فرضیت حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے تواتر کے ساتھ منقول نہیں ہوتی ،بلکہ مجتہدین کے اتفاق سے اس کی فرضیت کا ظہور ہوتا ہے۔اگر اس کی فرضیت حضوراقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے تواتر کے ساتھ منقول ہوتی تو کسی مجتہد کی تلاش وتتبع کے بعد اس پر یقین اور پھر دیگر مجتہدین کے اس پر اتفاق کا کوئی معنی نہیں ہوتا،کیوں کہ ضروری دینی پر خواص وعوام سب کا اتفاق ہی ہوتا ہے ۔خاص طور پر مجتہدین کے اتفاق کی ضرورت نہیں۔

امام اہل سنت قدس سرہ العزیز نے اسی بحث میں منقولہ بالا عبارت سے قبل تواتر کے ساتھ منقول فرض کے لیے ”فرض قطعی“کا لفظ استعمال فرمایا ہے۔فرض قطعی ضروریات دین میں سے ہے اور فرض اعتقادی ضروریات اہل سنت میں سے ہے ،کیوں کہ فرض اعتقادی کا ثبوت قطعی بالمعنٰی الاعم دلیل سے ہوتا ہے۔فرض عملی نہ ضروریات دین میں سے ہے ،نہ ہی ضروریات اہل سنت میں سے۔

امام اہل سنت قدس سرہ العزیز نے رقم فرمایا:(ولیس اکفار جاحد الفرض لازمًا لہ۔ وانما ہوحکم الفرض القطعی المعلوم من الدین بالضرورۃ)

(حاشیہ فتاویٰ رضویہ:جلداول:ص247:جامعہ نظامیہ لاہور)

ترجمہ:فرض کے منکر کی تکفیر ہر فرض کے لیے لازم نہیں،اور یہ حکم اس فرض قطعی کا ہے جو ضروریات دین میں سے ہو۔

ہر فرض کی یہ لازمی صفت نہیں کہ اس کے منکر کی تکفیر کی جائے،بلکہ صرف فرض قطعی کے منکر کو کافر قرار دیا جائے گا،کیوں کہ فرض قطعی ضروریات دین میں سے ہے۔فرض اعتقادی وفرض عملی ضروریات دین سے نہیں۔فقہائے کرام کے یہاں فرض اعتقادی کے منکر کی بھی تکفیر فقہی ہوگی،لیکن منقولہ بالا اقتباس میں تکفیر کلامی کا ذکر ہے کہ تکفیر کلامی صرف فرض قطعی کے انکار پر ہوتی ہے۔

امام اہل سنت قدس سرہ العزیز نے رقم فرمایا:"در مختار میں ہے:(الفرض ما قطع بلزومه حتی یکفر جاحده کاصل مسح الرأس وقد یطلق علی العملی وهو ماتفوت الصحة بفواته کالمقدار الاجتهادی فی الفروض فلا یکفر جاحده)اھ"۔

(فتاویٰ رضویہ:جلداول:ص252-جامعہ نظامیہ لاہور)

ترجمہ:فرض وہ ہے جس کا لازم ہونا قطعی ہو،یہاں تک کہ اس کا منکر کافر ہو جائے گا جیسے اصل مسحِ سر اور فرض کبھی فرض عملی کو بھی کہا جاتا ہے اور یہ وہ ہے جس کے نہ ہونے سے صحت نہ ہو جیسے فرائض میں اجتہاد سے مقرر شدہ مقدار تو اس کا منکر کافر نہ ہوگا۔

فرض قطعی و فرض اعتقادی میں فرق کیا ہے؟

جوامر دینی حضوراقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے متواتر ہو،وہ ضروریات دین (قسم اول) میں ہوگا،اور جو متواتر نہ ہو،بلکہ قطعی بالمعنیٰ الاعم دلائل سے بطریق نظر واستدلال ثابت ہو،وہ ضروریات دین کی قسم دوم(ضروریات اہل سنت) میں ہوگا۔

فرض اعتقادی ضروریات اہل سنت میں شامل ہے۔فرض قطعی ضروریات دین میں سے ہے۔فرض عملی دونوں سے خارج۔کبھی فرض قطعی کوفرض اعتقادی کہہ دیا جاتا ہے۔

فرض اعتقادی کی تشریح

امام اہل سنت قدس سرہ العزیز نے رقم فرمایا:"مجتہد جس شئ کی طلب جزمی حتمی اذعان کرے، اگروہ اذعان بدرجہ یقین معتبر فی اصول الدین ہو(اور اس تقدیر پر مسئلہ نہ ہوگا،مگر مجمع علیہ جمیع ائمہ دین-لان مافیہ خلاف ولو مرجوحا لا یصل الی درجۃ ہذا الیقین)تووہ فرض اعتقادی ہے،جس کا منکر عند الفقہا مطلقاً کافر اور متکلّمین کے نزدیک جبکہ مسئلہ ضروریات دین سے ہو،اور یہی عند المحققین احوط واسد اور ہمارے اساتذۂ کرام کا معول ومعتمد ہے"۔

(فتاویٰ رضویہ:جلد اول ص6-رضا اکیڈمی ممبئ)

فقہائے کرام کے یہاں فرض اعتقادی کا منکر کافر ہوگا،کیوں کہ وہ قطعی بالمعنیٰ الاعم دلیل سے ثابت ہوتا ہے اور قطعی بالمعنیٰ الاعم دلیل سے ثابت ہونے والے دینی امور ضروریات اہل سنت ہوتے ہیں ۔فقہائے احناف اوران کے مؤیدین ضروریات اہل سنت کے منکر کو کافر فقہی قرار دیتے ہیں۔متکلّمین کے یہاں منکر اس وقت کافر ہوگا جب اس نے کسی ایسے مسئلہ کا انکار کیا

ہو جو ضروریات دین سے ہو۔

جب فرض اعتقادی میں ائمہ کرام کا اختلاف نہیں ہوتا ہے تو ضروریات دین میں کیسے اختلاف ہوسکتا ہے۔ فرض اعتقادی قطعی بالمعنیٰ الاعم ہوتا ہے، اور ضروریات دین قطعی بالمعنیٰ الاخص ہوتی ہیں۔ قطعی بالمعنیٰ الاخص میں جانب موافق قطع ویقین کے ساتھ ثابت ہوتی ہے، اور اس کی جانب مخالف قطع ویقین کے ساتھ باطل ہوتی ہے۔ دونوں جانب میں خلاف کا احتمال بعید یعنی احتمال فاسد بھی نہیں ہوتا، یعنی جانب موافق کے ثبوت میں عدم ثبوت کا احتمال بعید بھی نہیں ہوتا، اور جانب مخالف کے بطلان میں عدم بطلان کا احتمال بعید بھی نہ ہوتا، یہی قطعی بالمعنیٰ الاخص ہے۔

بلفظ دیگر قطعی بالمعنیٰ الاخص میں جانب موافق واجب الثبوت ہوتی ہے اور جانب مخالف قطعی البطلان اور محال شرعی ہوتی ہے۔ کبھی جانب مخالف محال عقلی بھی ہوتی ہے۔

جب ضروری دینی میں ایسا یقین پایا جاتا ہے تو کسی اہل حق کو اختلاف کی گنجائش نہیں، اور اہل باطل ومتعصب کے اختلاف کا اعتبار نہیں، جیسا کہ شرح عقائد نسفی میں سوفسطائیہ، سمنیہ، لاادریہ وغیرہ کے اختلاف کا اعتبار نہیں کیا گیا۔

قطعی بالمعنیٰ الاعم وہ ہے جس میں جانبین سے احتمال قریب یعنی احتمال صحیح معدوم ہو، یعنی جانب موافق کے ثبوت میں عدم ثبوت کا احتمال قریب نہ ہو، اور جانب مخالف کے بطلان میں عدم بطلان کا احتمال قریب نہ ہو۔ یہی قطعی بالمعنیٰ الاعم ہے۔

ائمہ مجتہدین کا اس میں بھی اختلاف نہیں ہوتا۔ فقہا احتمال بعید کا اعتبار ولحاظ نہیں کرتے، اور

احتمال متعذر یعنی احتمال باطل متکلمین وفقہا کسی فریق کے یہاں معتبر نہیں۔

فرض قطعی پر فرض اعتقادی کا اطلاق

وہ اجماعی امور ضروریات اہل سنت میں شامل ہیں جو قطعی بالمعنیٰ الاعم ہوں۔

(1) جن دینی امور پر حضرات صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین کا اجماع منصوص (اجماع قولی غیر سکوتی) ہو، وہ قطعی بالمعنیٰ الاعم ہیں، بشرطے کہ وہ تواتر کے ساتھ منقول ہوں، اور اپنے مفہوم پر دلالت میں قطعی ہوں۔ مسئلہ خلافت خلفائے اربعہ اسی قبیل سے ہے۔

فقہائے غیر صحابہ کے اجماعی مسائل قطعی بالمعنیٰ الاعم نہیں اور فقہائے کرام کے یہاں ایسے اجماعی مسائل قطعیات کی قسم سوم میں شامل ہیں۔

(2) اسی طرح فرض اعتقادی بھی ضروریات اہل سنت میں سے ہے۔ اس کی دلیل قطعی بالمعنیٰ الاعم ہوتی ہے اور تمام ائمہ مجتہدین کا اس پر اجماع ہوتا ہے، جیسا کہ گزرا۔

فرض قطعی جیسے نماز، روزہ، حج وزکات وغیرہ ضروریات دین میں سے ہے۔

فرض قطعی کو بھی کبھی فرض اعتقادی بھی کہا جاتا ہے۔ اس فرض کی دلیل دیکھنے سے واضح ہوگا کہ یہ ضروریات دین میں سے ہے، یا ضروریات اہل سنت میں سے۔

علامہ شامی نے رقم فرمایا: (ان المراد بالفرض ہہنا الفرض الاعتقادی الذی یکفر جاحدہ کما تدل علیہ عبارۃ الہدایۃ-والفرضیۃ بہذا المعنی لا تثبت بمطلق الاجماع-بل بالاجماع علی الفرضیۃ المنقول بالتواتر کما فی صوم رمضان)

(رد المحتار :جلد دوم :ص411-مکتبہ شاملہ)

ترجمہ: یہاں فرض سے وہ فرض اعتقادی مراد ہے جس کا منکر کافر ہے، جیسا کہ اس پر ہدایہ کی عبارت دلالت کرتی ہے، اور اس قسم کی فرضیت مطلق اجماع (اجماع مجرد) سے ثابت نہیں ہوتی ہے، بلکہ فرضیت کے اس اجماع سے ثابت ہوتی ہے جو اجماع تواتر کے ساتھ منقول ہو، جیسا کہ روزۂ رمضان کے بارے میں اجماع۔

منقولہ بالا عبارت میں فرض قطعی کو فرض اعتقادی کہا گیا ہے۔ضروریات دین میں اجماع متّصل ہوتا ہے۔ حضوراقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ایسے مجمع کے سامنے کوئی دینی مسئلہ بیان فرمائیں جن کی تعداد خبر متواتر کے راویوں کے برابر ہو، پھر صحابہ کرام کا اس مسئلہ پر اجماع ہو جائے اور تواتر کے ساتھ وہ اجماعی مسئلہ منقول ہو تو ایسا امر دینی ضروری دینی ہے۔

اس میں جو اجماع پایا جاتا ہے، وہ حضوراقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام کے عہد مسعود سے متّصل ہوتا ہے۔اجماع مجرد کا وجود عہد نبوی میں نہیں تھا۔ اجماع متّصل اور اجماع مجرد سے متعلق مباحث ”ضروریات دین اور عہد حاضر کے منکرین“ (دفتر اول) میں مرقوم ہیں۔

وماتوفیقی الا باللہ العلی العظیم :: والصلوٰۃ والسلام علیٰ رسولہ الکریم :: وآلہ العظیم

باب ششم

باسمہ تعالیٰ وبحمدہ والصلوٰۃ والسلام علیٰ رسولہ الاعلیٰ وآلہ واصحابہ اجمعین

کفر فقہی اور متأخرین فقہائے احناف

کفر کی دو قسمیں ہیں: کفر کلامی وکفر فقہی۔اسی طرح تکفیر کی دو قسمیں ہیں: تکفیر کلامی وتکفیر فقہی۔تکفیر کی دونوں قسمیں (تکفیر کلامی وتکفیر فقہی) قرآن وحدیث سے ماخوذ ہیں اور حضرات صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین سے متواتر ہیں۔ اس کی تفصیلی بحث ہم نے ”البرکات النبویہ“ (جلد دوازدہم: باب نہم: فصل سوم) میں رقم کی ہے۔

علامہ فضل رسول بدایونی قدس سرہ العزیز نے تکفیر فقہی سے متعلق رقم فرمایا:

(وما لیس من الاصول المعلومۃ من الدین ضرورۃ کنفی مبادی الصفات مع اثباتہا ونفی عموم الارادۃ والقول بخلق القرآن فذہب جماعۃ الیٰ تکفیرہم)

(المعتقد المنتقد :ص 213-المجمع الاسلامی مبارک پور)

ترجمہ: جو ایسے اصول میں سے نہیں جو دین سے بداہۃً معلوم ہوں، جیسے (اللہ تعالیٰ کی) صفات کے اثبات کے ساتھ مبادی صفات کی نفی، اور (اللہ تعالیٰ کے) عموم ارادہ کی نفی اور قرآن مقدس کے مخلوق ہونے کا قول، پس ایک جماعت کا مذہب ان لوگوں کی تکفیر ہے۔

امام اہل سنت قدس سرہ العزیز نے منقولہ بالا عبارت کے حاشیہ میں رقم فرمایا:

(والقائلون بهذا ايضًا اكابر اهل السنة-لم يفرقوا بين اللزوم والالتزام -فتشنيع الندوة علیٰ من كفر المبتدعين اللازم عليهم الكفر باقوالهم الملعونة-وزعم ان اكفارہم مخالف الاسلام جهل شديد منها- واكفار لكثير من الائمة الاعلام۔

نَعَمْ،اَلرَّاجِحُ عِنْدَنَا اَنَّ لَا اِكْفَارَ اِلَّا بِالْاِلْتِزَامِ-وَلَا نُرِيد به ان يلتزم كونه كافرًا- فان اَحَدًا من عبدة الاوثان اَيْضًا لَا يَرْضٰى لِنَفْسِه بتسمية الكافر-وانما المَعْنٰى اَنْ يَلْتَزِمَ اِنْكَارَ بَعْضِ ما ہو من ضروريات الدين- وَاِنْ زَعَمَ اَنَّه من كملاء المسلمين-وَاَنَّ لَه تَاوِيْلًا فی ہذا الانكار المهين-كَمَا بَيَّنْتُه فی ''سُبْحٰن السبوح'')

(المعتمد المستند: ص213-المجمع الاسلامی مبارک پور)

ترجمہ:اوراس کے قائل بھی اکابر اہل سنت وجماعت ہیں۔انہوں نے لزوم والتزام میں فرق نہ کیا،پس ندوہ کا ان حضرات پر طعن وتشنیع کرنا جنہوں نے اہل بدعت کے اقوال ملعونہ کے سبب ان لوگوں پر لازم آنے والے کفر کی بنا پر ان مبتدعین کی تکفیر کی،اور(ندوہ کا)گمان کہ اہل بدعت کو کافر قرار دینا مذہب اسلام کے خلاف ہے،(یہ گمان)ندوہ کی شدید جہالت ہے،اور بہت سے ائمہ اعلام کو کافر قرار دینا ہے۔

ہاں،ہمارے یہاں راجح یہ ہے کہ بلا التزام تکفیر نہیں ہے،اوراس سے ہماری مراد یہ نہیں کہ وہ اپنے کافر ہونے کا اقرار کرے،کیوں کہ بت پرستوں میں سے بھی کوئی اپنے لیے کافر نام رکھے جانے پر راضی نہیں ہوتا۔

اور التزام کفر کا معنی یہ ہے کہ ضروریات دین میں سے بعض امر کے انکار کا التزام کرے، گرچہ یہ گمان کرے کہ وہ کامل مسلمانوں میں سے ہے، اور اس کے پاس اس ذلیل انکار کی تاویل ہے، جیسا کہ میں نے سبحان السبوح میں بیان کیا۔

تکفیر فقہی کا طریقہ صحابہ کرام سے متواتر

امام اہل سنت علیہ الرحمۃ والرضوان نے رقم فرمایا: (قَدْ تَوَاتَرَعن الصحابة والتابعین العظام والمجتہدین الاعلام علیہم الرضوان التام،اِکْفَارُ الْقَائِلِ بِخَلْقِ الکلام کَمَا نَقَلْنَا نُصُوْصًا کَثِیْرًا منہم فی(سبحٰن السبوح عن عیب کذب مقبوح)وَہُمُ الْقُدْوَۃُ لِلْفُقَہَاءِ الْکِرَامِ فِیْ اِکْفَارِکُلِّ مَنْ اَنْکَرَ قَطْعِیًّا- وَالْمُتَکَلِّمُوْنَ خَصُّوْہُ بالضروری- وہو الاحوط)

(المعتمد المستند: ص50:المجمع الاسلامی مبارک پور)

ترجمہ: حضرات صحابہ کرام، تابعین عظام اور مجتہدین اعلام رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین سے قرآن مقدس کو مخلوق ماننے والے کی تکفیر متواتر ہے، جیسا کہ ہم نے ان حضرات کے بہت سے اقوال سبحان السبوح میں نقل کیے، اور یہی حضرات امر قطعی کے ہر منکر کی تکفیر کے باب میں فقہائے کرام کے پیشوا ہیں، اور متکلّمین نے تکفیر کو ضروری دینی کے ساتھ خاص کیا، اور یہ زیادہ احتیاط والا طریقہ ہے۔

متاخرین فقہائے کرام اور مسئلہ تکفیر

متاخرین فقہائے احناف اور ان کے مؤیدین ضروریات اہل سنت کے انکار پر بھی تکفیر فقہی

کرتے ہیں،اسی طرح فقہائے کرام ضروریات دین کے لزومی انکار یعنی غیر مفسر انکار پر بھی تکفیر فقہی کرتے ہیں،جب کہ متکلمین اسلام مذکورہ دونوں صورتوں میں تضلیل کرتے ہیں۔حضرت علامہ فضل حق خیر آبادی قدس سرہ العزیز نے متاخرین فقہائے کرام کے طرز عمل کے مطابق تحقیق الفتویٰ میں اسماعیل دہلوی کی تکفیر فقہی فرمائی۔

امام اہل سنت قدس سرہ العزیز نے تحریر فرمایا:"مجتہد جس شئ کی طلب جزمی حتمی اذعان کرے ،اگر وہ اذعان بدرجہ یقین معتبر فی اصول الدین ہو،اور اس تقدیر پر مسئلہ نہ ہوگا،مگر مجمع علیہ ائمہ دین تو وہ فرض اعتقادی ہے،جس کا منکر عند الفقہا مطلقاً کافر،اور متکلمین کے نزدیک (منکر اس وقت کافر ہے)جب کہ مسئلہ ضروریات دین سے ہو،اور یہی عند المحققین احوط واسد اور ہمارے اساتذۂ کرام کا معول ومعتمد ہے"۔

(فتاویٰ رضویہ:جلداول:ص242-240-جامعہ نظامیہ لاہور)

امام اہل سنت علیہ الرحمۃ والرضوان نے منقولہ بالا عبارت کے حاشیہ میں رقم فرمایا:

(اقول :ای عند عامۃ مصنفیہم من اصحاب الفتاوی وغیرہم من المتأخرین-اما ائمتنا الاقدمون فعلی ما علیہ المتکلمون کما حققہ خاتم المحققین سیدنا الوالد قدس سرہ الماجد فی بعض فتاواہ)

(حاشیہ فتاویٰ رضویہ:جلداول:ص242:جامعہ نظامیہ لاہور)

ترجمہ:یعنی فقہائے متاخرین میں سے اکثر مصنفین،اصحاب فتاویٰ وغیرہم کے نزدیک (وہ کافر ہے)اور ہمارے ائمہ متقدمین کا مسلک وہی ہے جس پر متکلمین ہیں،جیسا کہ خاتم المحققین

ہمارے والد ماجد قدس سرہ العزیز نے اپنے بعض فتاویٰ میں اس کی تحقیق فرمائی۔

سیف اللہ المسلول حضرت علامہ فضل رسول بدایونی ،امام العلما حضرت علامہ نقی علی خاں بریلوی اور امام اہل سنت علیہم الرحمۃ والرضوان مسئلہ تکفیر میں متکلمین کے مذہب پر ہیں۔

ضروریات اہل سنت کے انکار پر اکثر متاخرین فقہائے احناف اوران کے مؤیدین تکفیر فقہی کرتے ہیں ،جب کہ متقدمین فقہائے احناف اور مذاہب اربعہ میں سے دیگر فقہی مذاہب کے بہت سے فقہا اور متکلمین تضلیل کرتے ہیں۔

سیف اللہ المسلول علامہ فضل رسول بدایونی قدس سرہ العزیز نے رقم فرمایا:

(ان معرفۃ المسائل الاعتقادیۃ فرض عین علی کل مکلف عند جمہور اہل السنۃ والجماعۃ-واتفقوا علی ان ماکان منہا من اصول الدین ضرورۃ یکفر المخالف فیہ-وما لیس من ذلک فذہب جماعۃ الی تکفیر المخالف-والاستاذ ابواسحق الی تکفیر من کفرنا منہم

وجمہور الفقہاء والمتکلمین الی انہ لا یحکم بکفر احد من المخالفین فیما لیس من الاصول المعلومۃ ضرورۃ من الدین-ولکن المخالف فیہا یبدع ویفسق بناء علیٰ وجوب اصابۃ الحق فی مواضع الاختلاف فی اصول الدین عینا وعدم تسویغ الاجتہاد فی مقابلتہ بخلاف الفروع التی لم یجمع علیہا)

(المعتقد المنتقد :ص10-11-المجمع الاسلامی مبارکپور)

ترجمہ: جمہور اہل سنت وجماعت کے نزدیک (بقدر ضرورت)اعتقادی مسائل کی معرفت

ہر مکلف پر فرض عین ہے، اور اہل سنت وجماعت اس پر متفق ہیں کہ اصول عقائد میں سے جو ضروریات دین ہیں، ان کا مخالف کافر ہے، اور اصول عقائد میں سے جو امور ضروریات دین نہیں ہیں، پس ایک جماعت کا مذہب (ان امور کے) مخالف کی تکفیر ہے اور استاذ ابو اسحاق کا مذہب اس شخص کی تکفیر ہے، ان مخالفین میں سے جو ہماری تکفیر کرے۔

اور جمہور فقہا و متکلّمین کا مذہب یہ ہے کہ (اصول دین میں سے) غیر ضروریات دین کے مخالفین کے کفر کا حکم نہیں دیا جائے گا، لیکن ان کو بدعتی اور فاسق قرار دیا جائے گا، اس بنا پر کہ اصول دین کے اختلافی مقامات میں بعینہ حق کو پانا واجب ہے، اور اس بنا پر کہ ان (اصول دین) کے مقابلے میں اجتہاد کا ناجائز ہے، بر خلاف غیر اجماعی فروع کے (کہ ان میں اجتہاد جائز ہے)

مذکورہ بالا عبارت میں تین حکم بیان کیا گیا: (1) ضروریات دین کا منکر کافر ہے۔

(2) ضروریات دین کے علاوہ دیگر اصول دین کے منکر کی تکفیر میں اختلاف ہے۔ ایک طبقہ تکفیر فقہی کرتا ہے، اور جمہور فقہا و متکلّمین اس کو بدعتی اور گمراہ قرار دیتے ہیں۔

(3) غیر اجماعی فروع میں اختلاف کے سبب نہ تکفیر ہوگی، نہ ہی تضلیل۔ اشاعرہ وماتریدیہ کا اختلاف اسی قبیل سے ہے۔ یہ ایسے فروع اعتقادیہ ہیں جن پر اہل سنت کا اجماع نہ ہو، پس اس تقسیم میں ان فروعی عقائد کا ذکر نہیں جو اہل سنت کے درمیان اجماعی ہوں۔

کفر فقہی کی شناعت وقباحت

اہل ضلالت وبدعت کی تین قسمیں ہیں: (1) کافر کلامی (2) کافر فقہی (3) گمراہ محض۔ کافر کلامی دائرۂ اسلام سے من کل الوجوہ خارج ہوتا ہے۔ کافر فقہی دائرۂ اسلام سے من کل الوجوہ

خارج نہیں ہوتا، لیکن اس کے بہت سے احکام گمراہ محض سے جداگانہ ہوتے ہیں، مثلاً اس کا ذبیحہ فقہائے کرام کے یہاں حرام ہے ،اور صحیح قول کے مطابق اس کی اقتدا میں نماز باطل ہے، یعنی فرضیت ادا ہی نہیں ہوگی۔فقہی اصول کے مطابق اس سے نکاح باطل اور بعد نکاح قربت بھی زنائے خالص ہے۔گمراہ محض اہل سنت وجماعت سے خارج ہوتا ہے اور اس سے سلام وکلام، شادی بیاہ،اس کے ساتھ نشست وبرخاست، خوردونوش، دوستی ومحبت ،اس کی اقتدا میں نماز ،اس کی نماز جنازہ پڑھنا وغیرہ حرام وناجائز ہے۔

امام اہل سنت قدس سرہ العزیز نے سبحان السبوح میں کافر فقہی سے متعلق رقم فرمایا:

”امام ابن حجر مکی رحمہ اللہ تعالیٰ ”اعلام“میں فرماتے ہیں:(انہ یصیر مرتدا علی قول جماعۃ وکفی بھذا خسارًا)وہ ایک جماعت علما کے قول پر مرتد ہوگیا اور اس قدر خسران وزیاں میں بس ہے“۔(فتاویٰ رضویہ:جلد ششم:ص272-رضا اکیڈمی ممبئی)

وماتوفیقی الا باللہ العلی العظیم ::والصلوٰۃ والسلام علیٰ رسولہ الکریم ::وآلہ العظیم

خاتمہ

باسمہ تعالیٰ وبحمدہ والصلوٰۃ والسلام علیٰ رسولہ الاعلیٰ وآلہ واصحابہ اجمعین

ضروریات اہل سنت اور اجماعی عقائد دونوں جداگانہ امر ہیں اور دونوں کے احکام الگ ہیں۔ کبھی ضروریات اہل سنت کو ضروریات دین سے بھی تعبیر کیا جاتا ہے۔ دراصل ضروریات اہل سنت، ضروریات دین کی قسم دوم ہیں۔باب دوم فصل دوم امام ابن حجر ہیتمی مکی شافعی (۹۰۹ھ-۹۷۴ھ) کی عبارت میں تصریح ہے کہ ضروریات دین کی دو قسمیں ہیں:

ضروریات کی قسم اول ضروریات دین ہیں اور قسم دوم ضروریات اہل سنت ہیں۔

دونوں ضروریات میں فرق ہے۔ضروریات دین میں اجماع متّصل پایا جاتا ہے اور ضروریات اہل سنت پر اجماع مجرد ہوتا ہے۔ضروریات دین حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے متواتر دینی امور ہیں۔ ان کو قطعی بالمعنی الاخص بھی کہا جاتا ہے اور ضروریات اہل سنت غیر متواتر امور ہیں۔یہ قطعی بالمعنی الاعم ہوتی ہیں۔فرض اعتقادی اور جس امر پر صحابہ کرام کا اجماع منصوص (اجماع قولی، غیر سکوتی) ہو، وہ ضروریات اہل سنت میں سے ہیں۔

ان شاء اللہ تعالیٰ اصولی موضوعات کی توضیح وتشریح کے بعد ضروریات دین، ضروریات اہل سنت اور اجماعی عقائد کی مرقوم مثالوں کی تدوین کی جائے گی۔ اولاً یہ واضح ہونا لازم ہے کہ ضروریات دین، ضروریات اہل سنت اور اجماعی عقائد کیا ہیں۔اجماعی عقائد سے متعلق ضروری تفصیل ہمارے رسالہ: "قطعیات اربعہ اور ظنیات" میں ہے۔ضروریات دین وہ امور دینیہ ہیں

جن کے انکار کے سبب تکفیر کلامی کی جاتی ہے۔

رسالہ حاضرہ کا مسودہ 30:ربیع الغوث 1444 مطابق:25:نومبر 2022 کو نشر کیا گیا تھا:

اللھم تقبل منا انك انت السمیع العلیم وتب علینا انك انت التواب الرحیم (آمین)

وماتوفیقی الا باللہ العلی العظیم::والصلوٰۃ والسلام علیٰ رسولہ الکریم::وآلہ العظیم

مؤلف کے فقہی وکلامی رسائل وکتب

(1)البرکات النبویۃ فی الاحکام الشرعیہ(بارہ رسائل)

(2)مسئلہ تکفیر کس کے لیے تحقیقی ہے؟(خلیل بجنوری کے نظریات کارد)

(3)ضروریات دین کی تعریفات(ضروریات دین کی تعریفات کا تجزیہ)

(4)فرقہ وہابیہ:اقسام واحکام(مرتد فرقوں کے چار طبقات واحکام کا بیان)

(5)تحقیقات وتنقیدات(لفظ خطا سے متعلق مضامین کا مجموعہ)

(6)اعلامیہ(1443-2021)(امت مسلمہ کے نام ہدایت نامہ)

(7)معبودان کفار اور شرعی احکام(معبودان کفار کی مدح سرائی کے احکام)

(8)مناظراتی مباحث اور عقائد ونظریات(اہل قبلہ کی تکفیر پر تبصرہ)

(9)تاویلات اقوال کلامیہ(کلامی اقوال کی توضیح وتشریح)

(10)معروضات وتاثرات(رسالہ:"اہل قبلہ کی تکفیر" پر معروضات)

(11)ضروریات دین اور عہد حاضر کے منکرین(دفتر اول)

(12)ضروریات دین اور عہد حاضر کے منکرین (دفتر دوم)

(13)ضروریات دین اور عہد حاضر کے منکرین (دفتر سوم)

(14)روشن مستقبل کے سنہرے خاکے (دین ومسلک کے فروغ کی تدابیر)

(15)تصاویر حیوانات:اقسام واحکام(کس تصویر کی حرمت پر اجماع ہے؟)

(16)عرفانی نظریات کے حساس مقامات (عرفان مذہب ومسلک پر تبصرہ)

(17)ہندو دھرم اور پیغمبر واوتار(مکتوب مظہری کی توضیح وتشریح)

(18)ظلم وستم اور حفاظتی تدابیر(بدمذہبوں سے میل جول کے احکام)

(19)تکفیر دہلوی اور علمائے اہل سنت وجماعت(دہلوی کی تکفیر فقہی کا بیان)

(20)حوالہ دکھاؤ!ایک لاکھ انعام پاؤ!(تکفیر دہلوی سے متعلق غلط فہمیوں کا ازالہ)

(21)وہابیوں کی سیاسی بازی گری (وہابیوں اور دیوبندیوں کی سیاسی تاریخ)

(22)گمراہ محض کا ذبیحہ حلال(بدمذہبوں کے ذبیحہ کے احکام)

(23)بدمذہبوں سے نکاح خوانی کے شرعی مفاسد(متعدّد مفاسد کا بیان)

(24)باب اعتقادیات کے جدید مغالطے (مسئلہ تکفیر سے متعلق جدید مغالطے)

(25)مشکوک ویڈیوز سے پرہیز لازم(ایک وائرل ویڈیو کے مشمولات پر تبصرہ)

(26)جدید عقائد ونظریات (قادیانیوں ودیوبندیوں سے متعلق غلط نظریات کا رد)

(27)حق پرستی اور نفس پرستی(غلط اقوال کی باطل تاویلات کا ردوابطال)

(28)وہابیوں سے نکاح ونکاح خوانی (وہابیوں سے نکاح کرنے،وہابیوں سے نکاح پڑھوانے اور وہابیوں و دیوبندیوں کو زکات

دینے کے شرعی احکام کا بیان)

(29)جدید اعتقادی مغالطے (باب اعتقادیات کے جدید مغالطوں کے جوابات)

(30)علامہ عبد الباری فرنگی محلی کی توبہ (اختلاف، توبہ اور چار توبہ نامہ کا تذکرہ)

(31)بدمذہبوں سے میل جول (بدمذہبوں سے ربط وتعلق وسیاسی اتحاد کے احکام)

(32)کفریہ عبارتوں کی خبر اور عدم تکفیر (قادیانی وعناصر اربعہ کی عبارتوں کی خبر وعدم تکفیر)

(33)سید احمد رائے بریلوی کا شرعی حکم (رائے بریلوی کی تکفیر فقہی کی بحث: مسودہ)

(34)سکوت دہلوی کا خیالی دعویٰ (اسماعیل دہلوی کے فرضی سکوت کا رد وابطال)

(35)تکفیر فقہی میں من شک کا استعمال (تکفیر فقہی میں من شک کے استعمال کے شواہد)

(36)حقانیت کی نشانیاں (اہل سنت وجماعت کی حقانیت کی علامتیں اور نشانیاں)

(37)الاضافات الجیدۃ علی الصوارم الہندیہ (حسام الحرمین کی جدید تصدیقات)

(38)ضروریات اہل سنت اور فقہائے احناف (انکار پر تکفیر فقہی کا حکم)

(39)قطعیات اربعہ اور ظنیات (قطعیات وظنیات اور اجماعی عقائد کی تشریح)

متفرق کتب ورسائل

(1)آزاد بھارت کی سیاسی تاریخ (بھارت کی مرکزی حکومتوں کی مختصر تاریخ)

(2)دیوان لوح وقلم (دفتر اول) (مذہبی وغیر مذہبی مضامین)

(3)دیوان لوح وقلم (دفتر دوم) (مذہبی وغیر مذہبی مضامین)

(4)تعلیمی مسائل (دینی وعصری تعلیم سے متعلق مضامین)

(5)قومی مسائل (بھارتی مسلمانوں کے ملی وسیاسی مسائل)

(6)مصباح المصابیح فی احکام التراویح (بیس رکعت تراویح کے دلائل)

(7)عمان اعلامیہ حقائق کے اجالے میں (عمان اعلامیہ کے نظریات کا ردوابطال)

(8)اہداء ثواب الخیرات الی الاحیاء والاموت (ایصال ثواب کے جواز کی بحث)

(9)شب میلاد کی افضلیت (شب ولادت اقدس کی افضلیت کی بحث)

(10)امواج البحر علیٰ اصحاب الصدر (غیر مقلدوں کے چند فقہی مسائل کا رد)

(11)البیان الکافی فی حیاۃ الشافعی (امام شافعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی سیرت مبارکہ)

(12)قانون شریعت شافعی (فقہ شافعی کے روزہ، نماز، حج وزکات کے مسائل)

(13)تاریخ آمد رسول (تاریخ ولادت اقدس کا تعین اور جواز میلاد کی بحث)

(14)امام احمد رضا کے پانچ سو باسٹھ علوم وفنون (پانچ سو باسٹھ علوم وفنون کی تفصیل)

(15)السواد الاعظم من عہد الرسالۃ الی قرب القیامہ (اہل سنت کی حقانیت کی علامات)

(16)جنوبی کرناٹک اور حنفی وشافعی اتحاد (رویت ہلال واقتدا وغیرہ کے مسائل)

(17)تصانیف مجدد اسلام (امام اہل سنت کے سات سو چار رسائل کی فہرست)

(18)تجدید دین ومجددین (تجدید دین کی تشریح وتوضیح اور مجددین کی فہرست)

(19)عشق نبوی کے آداب ووسائل (عشق نبوی کے آداب واسباب کا بیان)

(20)سراج ملت: حیات وخدمات (حضرت سید سراج اظہر قدس سرہ کے حالات)

(یہ ان کتابوں کی فہرست ہے جن کی پی ڈی ایف فائل دستیاب ہے)

OUR OTHER PUBLICATIONS

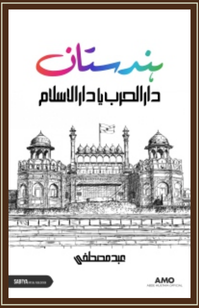

Abde Mustafa Publications

abdemustafa.org @abdemustafaorg

AMO

Powered By Abde Mustafa Organisation